۷۸۶/۹۲

گُل وگُل چیں کا گِلہ بُلبلِ خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

مجرم عدالت میں

اور تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
نجدیو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

مولانا سراجُ القادری بہرائچی

خطیب و امام مسافر خانہ مسجد، پاک موڈیا اسٹریٹ ۳۳، بوہری محلہ، ممبئی۔ ۳
موبائل: ۹۸۷۰۴۴۲۳۰۲/۹۸۲۰۸۳۸۹۲۵

ناشر: غازی بکڈپو، صابری یتیم خانہ جامعہ سرکار اعلیٰ حضرت
گنگول بازار، بہرائچ شریف (یوپی) انڈیا

نام کتاب : مجرم عدالت میں

مصنف : حضرت مولانا سراج القادری بہرائچی

تصحیح : حضرت علامہ مفتی محمد اشرف رضا صاحب قبلہ نوری مفتیٔ مہاراشٹر

سنِ اشاعت : ۲۰۰۹ء

تعداد : ایک ہزار

ہدیہ : 50/=

ملنے کے پتے

نیوسلور بک ایجنسی محمد علی روڈ ممبئی نمبر ۳ — ناز بک ڈپو محمد علی روڈ نمبر ۳

اقراء بک ڈپو مکتبہ المدینہ محمد علی روڈ نمبر ۳ — مکتبہ طیبہ اسماعیل حبیب مسجد ممبئی نمبر ۳

مکتبہ جام نور دہلی — مکتبہ نعیمیہ دہلی

رضا بک ڈپو دہلی — فاروقیہ بک ڈپو دہلی

جسیم بک ڈپو دہلی — رضوی کتاب گھر دہلی

تاج بک ڈپو ناگپور — تاج بک ہاؤس حیدرآباد

حنیف بک ڈپو ناگپور — لطیفیہ بک ڈپو ناگپور

جاوید بک ڈپو کلکتہ — رحیمیہ بک ڈپو پونہ

نیّر بک سیلر الہ آباد — ناز بک ڈپو کلکتہ

نشانِ منزل

MOHAMMED ASHRAF RAZA QADRI MISBAHI

Mufti Qazi Idarah Shariah Maharashtra

43, Sofia Zuber Road, Tijukaya Building, 1st Floor, Room No.18,
Opp. Nagpada Police Hospital, New Nagpada, Mumbai-400 008.
Tel : C/o. 202 9310 / 204 2039 Time : 8 to 12 a.m.

مفتی و قاضی ادارۂ شرعیہ مہاراشٹرا
۴۳، صوفیہ زبیر روڈ، تیجوکایا بلڈنگ، پہلا منزلہ، روم نمبر ۱۸
مقابل ناگپاڑہ پولس اسپتال، نیو ناگپاڑہ، ممبئی۔ ۴۰۰۰۰۸

Ref. No.   Date :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الحمد للہ رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وبارک وسلم

حق و باطل اور نور و ظلمت کے درمیان ہمیشہ معرکہ آرائی رہی ہے۔ چودھویں صدی میں انگریزوں کی نصرت و شہ پر وہابیوں کی تمام شاخوں (غیر مقلد، دیوبندی، ندوی، تبلیغی، مودودی) نے قرآن و حدیث کے نام پر انکار ضروریاتِ دین مثلاً اللہ و رسول عز و جل و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تنقیص و توہین شروع کر دی تو حضرات علمائے اہل سنت و جماعت بالخصوص اعلیٰ حضرت سیدنا امام احمد رضا قادری اور ان کے خلفاء و متعلقین نے حمایتِ دین و سنیت کیلئے ~~[illegible]~~ میدانِ عمل میں آ گئے۔ ان کے احقاقِ حق و ابطالِ باطل کی دھمک سے ایوانِ باطل لرز اٹھا حقائق کا سامنا کرنے سے وہ برابر کتراتے رہے۔ مگر در پردہ اپنے بزرگوں کے عقائد و نظریات اور سیر و اخلاق کو متضاد طور پر شائع کرتے رہے۔ پاسبانِ ملت علامہ مشتاق احمد نظامی و رئیس القلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہما نے خون کے آنسو و زلزلہ وغیرہ میں ان کی خوب خوب نقاب کشائی فرمائی ہے — مناظر اہل سنت علامہ عبد الستار ہمدانی مد ظلہ النورانی بھی اپنی تحریر و تقریر میں ان کی خوب خبر لے رہے ہیں جیسا کہ فاضل جلیل حضرت مولانا قاری سراج القادری مصباحی مد ظلہ العالی نے علمی دیانت و قلمی صداقت کا برملا اعتراف کیا ہے۔ حضرت مولانا سراج القادری حمایتِ دین و سنیت میں مدرسہ و محفل، امامت و خطابت، بزم و انجمن، تحریر و تقریر کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ تہ در تہ میں سیماب کی طرح متحرک و فعال رہتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ان کی اس ترتیب یعنی "مجرم عدالت میں" کو ان کے فوز و فلاح کا ذریعہ بنائے اور ہم سب کو خیر کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین یا ارحم الراحمین —

فقیر محمد اشرف رضا قادری
۱۱ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ
۱۲ جولائی ۲۰۰۳ء شنبہ

سنی حنفی قادری رضوی
داماں مصطفیٰ رضا
من و دست
عبد المصطفیٰ محمد اشرف رضا [illegible]

کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں

از: نبّاضِ فطرت خطیبِ اہلسنت حضرت علامہ مفتی محمد سلطان رضا صاحب قبلہ بھرائچی

اللہ ربّ محمد صل علیہ و سلم   نحن عباد محمد صل علیہ وسلم

ہندوستان کا صوبہ اتر پردیش علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے۔ علم دین جس قدر اس صوبہ سے پروان چڑھا کسی کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ علم و فضل کی ایک سے ایک مایۂ ناز ہستیاں یہاں پیدا ہوئیں۔ جنھوں نے اپنے علم و فضل کا خراجِ تحسین پوری دنیا سے وصول کیا۔ اسی اُتری بھارت میں ایک تاریخی بستی ضلع بہرائچ شریف ہے۔ جہاں فاتحِ اعظم ہند حضور سالار مسعود غازی شہید علیہ الرحمہ کا مزارِ مقدس آج بھی مرجع خلائق و منبعِ فیوض و برکات و سرچشمۂ کرامت ہے۔ جن کی دہلیز سے مادر زاد اندھوں کو آنکھیں، کوڑھیوں کو کایا، محروم القسمت بانجھوں کی گود بھرتی ہے۔ یہ صاحبِ مزار کی وہ کرامات ہیں جن کو صرف کتابوں میں پڑھا ہی نہیں جاسکتا بلکہ ہر سال ان کے میلے کے دن ماتھے کی ننگی آنکھوں سے دیکھا بھی جاسکتا ہے۔ اسی محیطِ انوارِ ایزدی و کاشفِ اسرارِ سرمدی سیدنا سالار مسعود غازی قدس سرہٗ القوی کے دیارِ پاک میں اور اسی ضلع میں ایک بستی گنگول بازار کے نام سے موسوم ہے۔ یہ بستی چھوٹی مگر بہت خوبصورت ہے۔ فاضل گرامی وقار حضرت مولینا سراج احمد محمد سراج القادری صاحب اسی بستی میں بتاریخ یکم جولائی ۱۹۶۸ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے گھر کے قریب ایک مکتب میں مولوی عبد الشکور و مولوی منصور علی سے حاصل کی۔ برادر کبیر جناب یار محمد صاحب نے ۸/ سال کی عمر میں مدرسہ عثمانیہ نیاز العلوم بڑکا گاؤں میں داخل کردیا، جہاں سے ۱۹۷۸ء میں حفظِ قرآن کی تکمیل کی بعدہٗ یتیم خانہ صفویہ کرنیل گنج گونڈہ میں سے ۱۹۸۰ء تک چشمۂ علم سے سیراب ہوتے رہے۔ پھر حصولِ علم کے ذوقِ سلیم اور والدین کی تمنّا نے ۱۹۸۱ء میں جامعہ عربیہ انوار القرآن، بلرامپور، گونڈہ یوپی پہنچا دیا۔ مولینا نے بڑی دل جمعی و دل لگی سے تعلیم حاصل کی اور ۱۹۸۸ء میں نیابتِ رسول کی سند حاصل کی اور اس وقت سے لے کر اب تک خدمتِ دین میں مصروف ہیں۔ مولینا کا حلیہ کچھ اس طرح ہے۔ گول

چہرہ، چوڑی پیشانی، بڑی اور سیاہ آنکھیں، تیکھی ناک، متبسم ہونٹ، بھاری مگر مترنم آواز، سر پر مخملی ٹوپی، آنکھوں پر چشمہ، کلی دار کرتا شلوار، گداز جسم، متوسط قد۔ یہ ہیں مولینا محمد سراج القادری مدظلہ العالی۔

۵/محرم الحرام ۱۴۲۳ھ کی وہ تاریخ جب سلسلۂ بقائیہ کے ایک مردِ قلندر صوفی سیٹھ مقبول احمد صاحب بقائی مریدِ خاص پیرِ روشن ضمیر ولی کامل حضرت صوفی محمد شریف صاحب بقائی مدظلہ العالی نے قاضی پورہ، ممبئی میں مولینائے محترم سے تعارف کرایا۔ جس وقت راقم الحروف محترم سے شرفِ لقا حاصل کر رہا تھا، اس وقت اُن کے ہاتھ میں ایک کتاب کا مسوّدہ تھا۔ میری طرف بڑھاتے ہوئے مولینا نے فرمایا ’ ذرا اس کو آپ دیکھیں۔ میں نے کتاب لیتے ہوئے دیکھا۔ سرِورق پر کتاب کا نام جلی قلم سے رقم تھا۔ ”مجرم عدالت میں“ میں نے کہا‘ واہ! مولینا آپ نے نام تو بہت عمدہ تجویز کیا ہے۔ تاہم یہ تو بتائیے کہ کون کون سے مجرموں کو آپ نے عدالت میں پیش کیا ہے۔ آیا وہ مجرم چور ہے یا ڈاکو، راہ زن، قزاق ہے یا بدعمل و بدکردار و بداخلاق انسان۔ اور پھر کس کی عدالت میں پیش کیا ہے۔ مولینا نے جواباً کہا نہیں نہیں۔ مذکورہ بالا فہرست میں سے کوئی مجرم نہیں۔ تو میں نے گزارش کی کہ پھر کون ہے وہ مجرم۔ جواب دیتے ہوئے فرمایا۔ وہ ایسے مجرم ہیں جو رکوع و سجدہ کرنے والے، قیام وقعود میں رہنے والے، کلمہ پڑھنے پڑھوانے والے، تلاوتِ قرآن و تسبیح پڑھنے والے، چھوٹی ٹوپی، لمبا کرتا، اونچا پائجامہ زیب تن کرنے والے، سردی و گرمی کی پرواہ کیے بغیر جماعت لیکر بلاد و قریات، کوہ و جبل، دشت و صحرا میں بادیہ پیمائی کرنے والے لوگ ہیں۔ میں نے کہا مولینا آپ لوگ بھی فساد کی بات کرتے ہو۔ جو اتنی خوبیوں کا متحمل ہو بھلا بتاؤ کہ وہ مجرم کیونکر ہوگا۔ پھر ہم دیکھتے ہیں ان بیچاروں کو کہ فرشتہ صفت بن کر تبلیغ کی خاطر گھر بار چھوڑ کر، بیوی بچوں کو خیر باد کہہ کر، کاروبار چھوڑ کر ۴۰۔۴۰ دن ۹۰۔۹۰ دن تک دنیا سے بیزار ہوکر دور دراز کا سفر کرتے ہیں۔ بولو وہ مجرم کیسے؟ پھر یہ کہ کلمہ و کلام میں، روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ، وحدانیت و رسالت میں وہ آپ کے مساوی ہیں۔ قرآن و حدیث، فقہ و کلام میں وہی کتابیں جو آپ کے یہاں ہیں وہی وہ بھی پڑھتے ہیں۔ ہیئت، صورت و شکل لباسِ اسلامی میں وہ آپ کے شریک‘ پھر وہ مجرم کیسے اور اُن کا جرم کیسا؟ مسجد کے گوشے میں رات کی تاریکی یا دن کے اُجالے میں انہوں نے کون سا جرم کیا ہے، جس کی بنا پر آپ نے اس اللہ والی جماعت کو مجرم قرار دیا ہے؟ میں نے کہا

ڈاکٹر اقبال نے سچ کہا ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ایک
حرمِ پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

جب میری تیکھی گفتگو دیکھی تو مولینا سراج القادری صاحب کچھ نرم پڑے مگر ان کے ہاتھوں میں کتاب کا ایک بنڈل تھا۔ جس میں اس فرشتہ صفت جماعت کی ڈھیر ساری کتابیں تھیں، راقم الحروم کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ ذرا اس کلمہ گو توحید کے متوالے توھب پرست زاہدانِ خشک کے وہ عقائد باطلہ و اقوالِ کفریہ ملاحظہ فرمائیں جو ان کے بزرگوں کی کتابوں سے ظاہر ہیں جس پر پوری وہابی برادری کا ایمان و عقیدہ ہے۔ میں نے کہا مولینا آپ ہی پڑھ کر سنائیے میں یہ ڈھیر ساری کتابوں میں کب تک آنکھیں پھوڑتا رہوں گا۔ پھر مولینا قادری صاحب نے کتابوں کے اوراق پلٹنا شروع کیے اور عبارتیں اس طرح پڑھنا شروع کیں۔

(۱) یہ حفظ الایمان ہے اس کے مصنف وہابی جماعت کے بہت بڑے عالم جناب مولینا اشرف علی صاحب تھانوی ہیں۔ اس میں انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے علم کو بچوں پاگلوں، جانوروں، درندوں کے برابر مانا ہے۔ معاذ اللہ رب العالمین

(۲) یہ تحذیر الناس ہے اس کے مصنف خود ساختہ بانی دارالعلوم دیوبند مولینا قاسم نانوتوی ہیں۔ اس میں انہوں نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین ہونے سے انکار کیا ہے۔

(۳) یہ الجہد المقل ہے۔ اس کے مصنف مولینا محمود الحسن دیوبندی ہیں۔ اس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو جھوٹا لکھا ہے اور یہ لکھا کہ جو گندے گھنونے کام بندہ کر سکتا ہے وہ خدا بھی کر سکتا ہے۔ معاذ اللہ رب العالمین

(۴) یہ تقویت الایمان ہے جس میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ نبی ہو یا ولی اللہ کی شان کے آگے چمار سے زیادہ ذلیل ہے۔ (معاذ اللہ رب العالمین)

(۵) یہ فتاویٰ رشیدیہ ہے۔ جس کے مصنف مفتی مولینا رشید احمد گنگوہی ہیں۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ کالا کوا کھانا ثواب ہے۔

(۶) یہ رسالہ الامداد ہے جس کے مصنف و مرتب مولانا اشرف علی تھانوی ہیں جس میں انہوں نے لا الہ الا اللّٰہ اشرف علی رسول اللّٰہ صحیح اور درست بتایا۔ گویا اپنا کلمہ پڑھوایا۔

جس وقت مولانا عباراتِ علماء دیوبند سنا رہے تھے، میں بحرِ حیرت و استعجاب میں مستغرق تھا۔ یہ اسلامی لبادے میں اسلامی جماعت نہیں بلکہ شیطانی جماعت ہے۔ یہ جماعت خدا پرست نہیں بلکہ توہب پرست ہے جس کی زبان وقلم سے بزرگانِ دین انبیاء و مرسلین کی عقیدت و محبت کا خون ہو رہا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ حق و صداقت اور انصاف کا خون ہو رہا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ علمِ غیبِ نبی، اختیاراتِ نبی، حیات النبی، شفاعتِ نبی کے مضبوط ومنصوص قلعے پر راکٹ داغنے والے کوئی اور نہیں بلکہ اپنی ہی شکل وصورت والے لوگ ہیں۔ ذیاب ثیاب میں شکار کر رہا ہے اور بھولی اُمت ان کے کید و دجل سے بے خبر ہے۔ سچ فرمایا ہے اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت علیہ الرحمہ نے۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

سونا پاس ہے سُونا بن ہے سونا زہر ہے اُٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

آنکھیں ملنا جھنجھلا پڑنا لاکھ جمائی انگڑائی
نام کے اٹھنے پر لڑتا ہے اٹھنا بھی کوئی گالی ہے

جب یہ حالت مار آستین کی دیکھی تو میں نے کہا کہ یہ جماعت خدا پرست نہیں بلکہ توہب پرست ہے پھر ناچیز راقم الحروف نے کتاب کا مسودہ لیا' اپنے ساتھ قیام گاہ پر لایا راتوں رات تقریباً پوری کتاب دیکھی۔ اپنی نوعیت کی یہ ایک انوکھی اور نرالی کتاب ہے جو حضرت علامہ فاضل گرامی وقار مولانا سراج القادری صاحب بہرائچی کی انتھک محنتوں و کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ موصوف نے اپنی پوری صلاحیت کو بروئے کار لاکر ایک عظیم سرمایہ قوم وملت کو عطا کیا ہے۔ راقم الحروف تو یہ کہتا ہے کہ ''مجرم عدالت میں'' یہ کتاب ہے یا آسمانِ قہر وغضب کی برق و صاعقہ۔ جو خرمنِ وہابیت کو یکسر بھسم کرتی نظر آئیگی۔ جماعتِ وہابیہ کے تخریبی عناصر وخوفناک سازش کا دام ہمہ رنگ اس کتاب کی ضربِ واحد ہی سے تارِ عنکبوت کی طرح بکھرتا نظر آئے گا۔ یہ کتاب بدعقیدگی و بد مذہبی کے تیز وتند طوفان میں روشنی کا بلند مینار ثابت ہوگی۔ جس کی تجلیات' تاریکیوں کا سینہ چیر کر

گمرہی کے گرداب وتلاطم میں پھنسے انسانوں کو ہدایت کی شاہراہ پر گامزن کر دیگی۔ مجھے اس کتاب پر لکھتے ہوئے قلبی مسرت و شادمانی، فرحت و انبساط حاصل ہو رہا ہے۔ جو اپنے اندازِ بیان میں دلفریب، اسلوبِ نگارش میں انوکھی اور شکوک و شبہات کے ردّ میں نہایت بے باک۔ جس کا دامن قوی دلائل سے پُر ہے۔ جس میں وہابیوں دیوبندیوں نجدیوں کی ایک ہولناک سازش کو بے نقاب کیا گیا ہے جس کے تار و پود کو انتہائی مہارت اور عجیب سبکدستی سے بُنا گیا تھا۔ جس پر کمالِ مہارت سے نماز روزے کا نظر فریب اور دلکش ملمع کیا گیا تھا۔ میری مراد فرقۂ وہابیت ہے جو ملت کو دیمک کی طرح اندر سے کھوکھلا بنا رہی ہے اور جس نے اپنی بدعقیدگی، بدچلنی، کجروی و گمرہی سے اسلام میں فساد برپا کر دیا ہے۔ راقم الحروف سازش وہابیت کو واشگاف کرنے پر فاضل محقق کو قلب کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہے۔ موصوف کی یہ مجاہدانہ کوشش مستحق تحسین ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے وہابیت جیسے مہلک مرض کا کامیاب علاج کرنے کی نہایت سعی جمیل کی ہے۔ ان کے اس کام پر رشک کرنے والوں کو رشک کرنا چاہیے۔ راقم الحروف کی یہی آرزو ہے اور یہی دعا۔

خدا ایسی قوت دے ان کے قلم میں
کہ بد مذہبوں کو سدھارا کریں یہ

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

محمد سلطان رضا نوری بہرائچی
بانی: دارالعلوم مفتیٔ اعظم ہند، گجادھر پور
بہرائچ شریف، یوپی

۷۸۶

فاضل معقولات ومنقولات

حضرت علامہ قاری صغیر احمد صاحب قبلہ بہرائچی

ہر دور میں اُٹھتے ہیں یزیدی فتنے
ہر دور میں شبیر جنم لیتے ہیں

آج کے اس پُر آشوب دور میں جس طرح کلمہ، نماز وغیرہ کی آڑ میں بھولے بھالے مسلمانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے اس سے بچنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں۔ لہٰذا ایسے لوگوں کی پہچان کے لیے فاضل مصنف مجاہدِ سنیت علمبردارِ مسلکِ اعلیٰ حضرت مولینا سراج القادری بہرائچی نے قلم اٹھایا تو ان کی بے بہا تصنیف ''مجرم عدالت میں'' سامنے آ گئی۔ جس میں فاضل مصنف نے احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا خوب مظاہرہ کیا ہے۔ جس کو پڑھ کر ہر مسلمان ان گمراہ گروں کے عقائدِ باطلہ و افکارِ کاسدہ و نظریاتِ فاسدہ سے بھر پور واقف ہوسکتا ہے۔ یوں تو اس سلسلے میں بہت سی کتابیں دوسرے مصنفین کی منظر عام پر آئی ہیں لیکن یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔ ازیں قبل فاضلِ مصنف کی نہایت ہی معرکۃ الآراء تصنیفات میں ''اسلامی ہیرے بنام سنی کوثر، گستاخ قلم، انوارِ قرآنی'' وغیرہ منظرِ عام پر آ کر لوگوں سے خراجِ تحسین وصول کر رہی ہیں۔ ان تصنیفات سے ہی اندازہ لگ رہا ہے کہ موصوف کس قدر فعال ومتحرک ہیں اور سنیت کا کام کر رہے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ اس کتاب کو مقبولِ انام فرمائے اور موصوف کو توانائے سکندری عطا فرمائے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دینِ متین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلوات اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

احقر العباد صغیر احمد بہرائچی

خادم جامعہ غازیہ فیض العلوم، بخشی پور، درگاہ روڈ، بہرائچ شریف، یوپی

پیش نوشت

اسلامی ہیرے کے تعلق سے کچھ مضامین کی تصحیح کی غرض سے بہ ہمراہ علمبردارِ مسلک اعلیٰ حضرت حضرت علامہ نور محمد صاحب قبلہ نوری، اشرف الفقہا حضرت علامہ مفتی اشرف رضا صاحب قبلہ قادری برکاتی مفتیٔ مہاراشٹرا کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل کیا، ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازنے کے بعد فرمایا کہ مولانا آپ نجدی اور وہابی بھیڑیوں کے سارے گستاخانہ مضامین یکجا کر ڈالیے اور جہالت ونجدیت کے سیاہ خانے میں ان درندوں کو سر پھوڑنے پر مجبور کر دیجیے۔ چونکہ مفتی صاحب قبلہ کی وہ ذات ہے جو خرد نوازی میں اپنی مثال آپ ہے ہر چند نہ چاہتے ہوئے بھی سر خمیدہ ہو کر حکم کے بموجب کمر بستہ ہو کر تلاش وجستجو میں لگ گیا۔

''انوارِ قرآنی'' اور ''گستاخ قلم'' کی کتابت کے سلسلہ میں دفتر افکار رضا جانا ہوا۔ افکار رضا کے مدیر اعلیٰ عزت مآب محمد زبیر قادری جنھوں نے سہ ماہی افکار رضا کے ذریعہ عقائد وایمان، علم وعرفان وآگہی کا ایک جہاں آباد کر رکھا ہے اور ہر سمت امام احمد رضا کے افکار ونظریات کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں اور روشنی بکھیرنے اور اس کی شعاؤں سے جماعت اہل سنت کو مستنیر کرنے میں صبح وشام مستغرق رہتے ہیں۔ میں نے مفتی صاحب قبلہ کے حوالہ سے مشورۂ عرض کیا اور پریشانیوں سے آگاہ کیا۔ یقین جانئے زبیر بھائی خوشیوں سے اچھل پڑے اور برملا کہنے لگے یہ کام آپ کر سکتے ہیں اور میں اپنی خدمات پیش کر رہا ہوں۔ اسی وقت ناموسِ مسلک اعلیٰ حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ کے مسودات اور اپنی لائبریری سے چند نایاب نسخے عطا کر دیئے جس کی وجہ سے کام آسان سے آسان تر ہوگیا۔

جبکہ حقیقت یہی ہے کہ میری حیثیت علمی دینی معاملات میں مثل طالب علم ہے، اور مطالعہ ومعلومات بہت ہی محدود ہے۔ حروف کا جوڑنا، الفاظ کے پیکر میں ڈھالنا، نوک قلم کو

سنوارنا، خوبصورتی کا جامہ پہنا کر ان کے صحیح استعمال کا شعور، ان سب سے مَیں بالکل نابلد
ہوں۔ اپنی طلب وجستجو، ذوق وشوق اور بزرگوں کی کرم فرمائیوں نے جو معمولی سلیقہ ومتاعِ
شعور بخشا ہے احباب کے ستائشی خطوط اور ان کے لطف وعنایات نے ایسی راہ پر ڈال دیا ہے
جہاں سے جائے رفتن دشوار ہوگیا ہے۔ بس اسی سبب سے سرکارِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے روحانی
فیوض وبرکات اور امام عشق ومحبت کے باطنی عنایات وکرم کا سہارا لیکر، بد دیانت ودریدہ
دہن مولویوں کی جامہ تلاشی کے لیے کمر بستہ ہوگیا۔ مَیں نے اپنی اس کتاب کی ترتیب میں
ننگِ وطن وننگِ اسلاف اور ننگِ اسلام کے مجرموں کو عقل وشعور اور عشقِ مصطفےٰ ﷺ سے
سرشار غلامانِ مصطفےٰ ﷺ کی عدالت میں برہنہ کھڑا کر کے منصفی کا حق آپ کے حوالے کر دیا
ہے۔ اصل عبارتیں ان کی کتابوں سے نقل کر کے صفحہ نمبر کی نشاندہی کردی گئی ہے۔
دیکھنا یہ ہے کہ ان عبارتوں کو پڑھنے کے بعد کس راہ کا انتخاب ہوتا ہے ایک طرف
محبت کے پھول بکھرے ہیں تو دوسری جانب شاہِ راہ عام پر کانٹے ہی کانٹے نظر آرہے ہیں۔
ایک طرف انیسِ بیکساں چارہ ساز دردمنداں سے محبت، اصحابِ رسول سے محبت،
آلِ رسول سے محبت، علمائے حق اور مشائخینِ کرام سے محبت کا درس وپیغام ہے اور دوسری
جانب غدارانِ انبیا واولیا کی زہر افشانیاں ہیں۔ جہاں ہلاکت خیز تباہی ان جیسے عقائد کے
لوگوں کی منتظر ہے۔ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے، کیونکہ ؎

عشق سے ہو جائے ممکن ہے وگرنہ عقل سے
کیا مقامِ مصطفےٰ ہے فیصلہ دشوار ہے ﷺ

محبوبِ رب العلمین سے ہمارا تعلق کسی فلسفی، مفکر، مدبّر، استاذ وحاکم ومحکوم عام شاہ و
گدا، آقا وغلام کا نہیں ہے یہ ایک نبی اور امتی کا معاملہ ہے۔ سرکار ﷺ سے سُنّی مسلمانو
کے تعلق کی بنیاد ہی عشق پر ہے اور خود اختیاری ہے۔ پیمانۂ عقل وخرد جاہل وعالم کی برابر
گوارہ نہیں کرتا تو عشق ومحبت کا پیمانہ نبی اور امتی کی برابری کیسے قبول کرسکتا ہے۔ اس د
حوادث میں نہ جانے کتنے علما، متعدد گروپ سے رشتہ رکھنے والے، نمازی بھی ہیں، حاجی بھ

ہیں اور خود ساختہ غازی بھی ہیں۔ جو اپنی عقل ودانست کے مطابق تنقید وتنقیصِ انبیاء و
گستاخیٔ اولیاء میں خوب دلائل وبراہین پیش کرتے ہیں۔ جن کی تضاد بیانی اور غلط تاویلات
سے بلا شک وشبہہ ایک خلقت گمراہی کے راستے پر چل پڑی ہے۔ سچ اور جھوٹ میں باطل
پرست اور حق پرست کے دعویداروں کے مابین امام احمد رضا فاضل بریلوی نے اپنے ماننے
والوں کی جماعت تیار کی ہے۔ جس کے سرخیل علما اپنی ذمہ داری اور فرائضِ منصبی سے بڑی
دیانت داری اور صداقت وراست بازی سے عہدہ برآ ہوکر دین حق اور اسلام وسُنّیت کی
خدمات تن دہی کے ساتھ انجام دیئے ہیں اور دے رہے ہیں۔ انہیں بزرگوں کے نقشِ قدم کو
نشانِ منزل بنا کر مجھ کمتر وناچیز نے حقائق سے پردہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی ہے تاکہ
عقائد واعمال کی غلط تعلیمات سے عذابِ الٰہی سے قریب ہونے والوں کو صراط مستقیم کا پتہ
بتا کر بچایا جاسکے۔ صاحبِ قلم اور اہلِ علم وبصیرت کی اصلاحی تنقید اور نیک مشوروں کی توقع
رکھتے ہوئے طالبِ دعا کے ساتھ ہی دعا گو ہوں کہ ربِّ قدیر عزّ وجل اپنے حبیب ﷺ کے
صدقے وطفیل میں ہر سُنّی مسلمان کو بزرگوں کی روش اور اسلامی اصولوں پر چلنے وعمل کرنے
کی توفیق رفیق بخشے۔ (آمین)

گدائے کوچۂ مسعودِ غازی

سراج القادری بہرائچی

شرفِ انتساب

اس پیکرِ عشق ومحبت کے نام جنہوں نے اپنے نوک قلم کی ضرب سے سیاہ بختوں کی لاشوں کے انبار لگادیئے اور جن کے تجدیدی کارناموں نے دنیائے اسلام کے حسین چہرہ پر ڈالی جانے والی دبیز چادر کو تار تار کرکے عشق رسول کی نورانی تابانیوں سے منور کردیا جس کی ضیاء بارکرنیں صبح قیامت تک پوری دنیا کو مستفیض کرتی رہیں گی جن کا مبارک و مقدس نام سنی صحیح العقیدہ حق پرست حق گو طبقے کا سنگِ میل بن گیا ہے عشق و یقین کے اس طاقت اور عظیم سرمایہ کو راسخ العقیدہ مسلمان مجددین ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے نام سے جانتے ہیں اور اہل ایمان اپنی عقیدتوں کا خراج یوں پیش کرتے ہیں۔

ڈالدی قلب میں عظمتِ مصطفےٰ
سیدی اعلیٰ حضرت پہ لاکھوں سلام

کفش بردار علماء سراج القادری بہرائچی

☆ضروری معلومات اور تواریخ اسلامی پر مشتمل حوالہ کے ساتھ انمول خزانہ اور قیمتی سرمایہ اسلامی ہیرے یعنی سنی کوئز گھر کے ہر فرد کے لیے مطالعہ کرنا ضروری۔ (ہدیہ ۱۵۰/روپئے)

نذرانۂ عقیدت

شہزادۂ اعلیٰ حضرت جانشینِ مفتیِ اعظم ہند تاج شریعت حضرت علامہ **مفتی محمد اختر رضا خاں** قادری برکاتی (حضور ازہری میاں) صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ کی بارگاہ میں عقیدت کے تمام گل بوٹے نثار جنکی زبانِ فیض ترجمان سے نکلی ہوئی دعاء مستجاب کا درجہ رکھتی ہے۔

مجھ جیسے نہ جانے کتنے افراد کاسۂ گدائی لیے حاضر ہوکر دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں اور کرم کی بھیک پاکر سرخرو ونہال ہوتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ اپنے حبیب دونوں عالم کے طبیب ﷺ کے صدقے وطفیل میں میرے مرشد برحق کو صحت وتندرستی کیساتھ عمرِ خضر عطا فرمائے (آمین)

محتاجِ کرم
سراج القادری بہرائچی

نذرِ عقیدت

والدین کریمین کے حضور جنہوں نے زندگی کے ہر مرحلے پر میرے شعور کی صحیح رہنمائی کی ہے ۶ سال کی عمرِ قلیل ہی میں مکتب میں داخل کرکے میرے ذہن وفکر کو قرآن وسنت میں ڈھالنے کے لیے وقف کردیا تھا اللہ رب العزۃ سرکار دو عالم ﷺ کے صدقے میں ان کی تربت پر صبح وشام رحمت ونور کا ساون بھادوں برسائے اور جنت الفردوس میں جگہ عطا فرما کران کے درجات بلند فرمائے (آمین)

دعاء گو
سراج القادری بہرائچی

اظہارِ حقیقت

رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بڑا جہاد ظالم و جابر حکمراں کے سامنے کلمۂ حق بلند کرنا ہے۔ ہمارے اسلاف کرام اس حدیث پاک کا عملی تفسیر بن کر ہر دور میں اٹھنے والے فتنوں کو دبانے کیلیے ظالم و جابر سربراہوں اور حکمرانوں کے سامنے سینہ سپر ہو کر پرچمِ حق لہراتے رہے، چاہے وہ فتنۂ دین الٰہی ہو یا فتنۂ ارتداد، نجدیت وہابیت ہو، خواہ قادیانیت، لسانی و قلمی جہاد کے ذریعہ ہر نوعیت کے فتنوں کا سر کچل کر پاکیزہ نظریات کی ترویج و اشاعت اور مسلکِ حقہ کی نصرت وحمایت اور پاسبانی کرتے رہے، نت نئے فتنے اور یاوہ گوئی سے اسلام کے ماننے والوں کو آگاہ کرتے ہوئے اصلاح کرتے رہے، ہمارے بزرگوں کے مومنانہ بصیرت اور اصلاحی کارناموں نے مسلمانوں کو مذہبی، سیاسی اور روحانی سطح پر گوناں گوں شعور اور استحکام بخشا ہے۔ چودھویں صدی ہجری میں سہارنپور سے دہلی تک چٹنگ بازوں نے فتنہ انگیزی کے لیے ایسا غلیظ معجونِ مرکّب تیار کیا تھا جس کی بو، ہی سے مشامِ ایمان پراگندہ ہو جاتی ہے۔ بے حیا افراد نے افقِ اسلام پر ایسی ضرب کاری لگائی جس سے پورا عالمِ اسلام چیخ اٹھا۔ خانقاہیں گریہ کناں ہوگئیں، مدارس و مساجد میں صفِ ماتم بچھ گئی، انگریز گورنمنٹ کے پالتو کتوں نے توہینِ انبیاء و اولیاء کے علاوہ ذاتِ باری تعالیٰ کی تنقیص سے باز نہ رہے، جس سے حالات نہایت پیچیدہ، نازک اور حوصلہ شکن ہو گئے تھے، غریب سادہ لوح مسلمانوں کے متاعِ ایمان پر دن دہاڑے ڈاکہ ڈال رہے تھے۔ سرِ عام متاعِ ایمان و اسلام کو لوٹ رہے تھے۔ سرمایۂ حیات پر شبخون مار رہے تھے۔ بدعقیدگی اور بد مذہبی کی حکمرانی تھی، حُرمتِ عشق کے خلاف بے ہنگم اور غلیظ زبانوں کا استعمال اہلِ حق کے لیے سب سے بڑی اذیت تھی۔ مگر ربِّ قدیر کی بے پایاں رحمتوں سے مایوس نہ تھے۔ اہلِ ایمان رب تبارک وتعالیٰ کی بخشش وعنایات کے منتظر تھے۔ بالآخر مشیتِ ایزدی کو جلال آ ہی گیا۔ ایسے نازک وقت اور سنگین حالات میں وہ مردِ آہن، اسلام کا بطل جلیل آیا، جو

استقامت کا پیکر تھا۔ آیاتٌ مِّنْ اٰیٰتِ اللّٰہ تھا۔ محبوبِ داور کے معجزوں میں سے ایک معجزہ تھا جو عشقِ رسول سے سرشار تھا، ناموسِ رسالت کا محافظ و پاسبان تھا۔ مدینے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب تھا، گستاخانِ رسول کے لیے اشدآءُ علی الکفار کا عملی تفسیر تھا اور اپنوں کے لیے رحماء بینھم کا مظہر۔ ومسکراتی ہوئی نرم و نازک کلیوں کے مثل، جس کے علم وفن کی دھمک عرب و عجم میں محسوس کی گئی۔ جب قلم اٹھایا لکھتا چلا گیا، بد مذہبوں کی لاشیں سر بُریدہ ہو کر بکھرتی چلی گئیں۔ حوادثاتِ زمانہ سے نبرْد آزما ہو کر کلمۂ حق بلند کرتا چلا گیا۔ پلٹ کر یہ بھی نہ دیکھا کہ خارشگاف سیفِ قلم کی زد میں کون کون آرہا ہے، بس ایک لگن تھی، ایک دُھن تھی ایک سچا عشق تھا کہ زمانہ روٹھتا ہے روٹھ جائے مگر ناموسِ مصطفےٰ پہ حرف نہ آئے یہی وجہ ہے کہ امام احمد رضا خان بریلوی کے قلمدانِ عشق کی روشنائی کبھی خشک نہ ہو سکی۔ راہِ عشق کی رہ نمائی اس طرح فرمائی کہ جو بھی اس کی دہلیز پر کاسۂ گدائی لے کر آیا اسے معمارِ قوم اور قائد ملت بنا دیا، غوث وخواجہ کے نام کی میزائلوں اور اسلحوں سے سجا کر میدانِ کارزار کا مجاہد اور غازی بنا دیا، قُفلِ تغافل اور جمودگی کو توڑ کر حرکتِ مسلسل کی دائمی قوتوں سے آشنا کر دیا، جس سے ملت کی شیرازہ بندی ہوگئی۔ غرضیکہ امام احمد رضا نے ہر قدم اور ہر موقع پر دشمنانِ اسلام کا تعاقب کر کے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر فتنہ گروں کے دامِ فریب میں پھنسنے نہ دیا اور قوم وملت کو ضلالت و گمراہی کے قعرِ مذلت میں گرنے سے بچالیا۔

امام احمد رضا خان کا یہی وہ طرۂ امتیاز وصف تھا جس کے متحرک افعال و اقوال سے ہزار ہا انقلاب آئے۔ جس میں تطہیر کا سامان تھا آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کرنے کا شعور تھا۔ بد مذہبوں سے عداوت اور پرہیز کرنے کا پیغام تھا۔ گندم نما جو فروش لوگوں کی نقاب کشائی تھی، آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ جس وقت بزمِ عشق میں اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوئے۔

مصلحتوں کے قلم کی روشنائی خشک ہوگئی، نہ جانے کتنے بے ڈھنگے، گستاخِ رسول خطیبوں کی زبانیں گُنگ ہو کے رہ گئیں اور دیو بند، ندوہ کے آوارہ متحرک قلموں نے انجماد کی صورت اختیار کرلی، سرکار اعلیٰ حضرت نے عشق کی آبرو لٹنے سے بچالی حق و باطل کے امتیاز میں غیرتِ وفا کو

قربان و داغدار نہ ہونے دیا۔ کسی بھی قسم کی مصلحتوں کے لیے کوئی بھی راضی نہ کرسکا۔ جب بھی کسی گستاخ نے ناموسِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو چیلنج کیا تو آپ کے غیرت کو جلال آگیا اور لب و لہجہ میں تلخی ہی نہیں بلکہ طغیانی آگئی اور بغیر کسی حیل و حجت کے اس نابکار کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ انھیں اس حقیقت پر مکمل یقین تھا کہ جس بدنصیب کا رشتہ سرورِ انبیاء سے منقطع ہو جائے تو اس کے لیے ارض وسما کی وسعتوں میں کہیں بھی جائے پناہ نہیں۔ آپ فرماتے ہیں۔

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

ہمارے بزرگوں نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل میں پوری پوری زندگی صرف کردی۔ فقط اس لیے کہ غریب مسلمان حقائق سے آشنا ہو کر ایمانی لٹیروں سے اپنے ایمان وعقیدے کو محفوظ رکھ سکے۔ حضرت علامہ عبدالستار ہمدانی دامت برکاتہم العالیہ کے مسوّدات (جس میں غلیظ عبارتوں کی نشاندہی کی گئی ہے) جمع کر کے ضروری تشریحات کے ساتھ کتابی صورت میں پیش کر کے میں نے کوئی اہم اور بڑا کارنامہ انجام نہیں دیا ہے۔ محض عوام وخواص کے روبرو دیوبندی ملّاؤں کے سیاہ چہروں کو بے نقاب کرنے کی ادنیٰ کوشش کی ہے۔ مجھے امید ہے کہ اہلِ ایمان اور صحیح العقیدہ مسلمان "مجرم عدالت میں" نامی کتاب کو ضرور پسند فرمائیں گے۔ منصف مزاج دیانتداری سے مطالعہ کر کے زنگ آلود سیاہ دلوں سے اپنی بیزاری کا اعلان کریں گے۔ داد و دہش، انعام و اکرام، کی خواہش نہیں اس کے صلے میں رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمتوں کے چند چھینٹے عطا ہو جائیں بس اسی میں زندگی کی معراج سمجھتا ہوں۔ پروردگار عالم جل مجدہٗ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں صدائے حق سے ہم سب کے کان آشنا رہیں۔ آمین!

غبارِ راہِ علماء

سراج احمد سراج القادری بہرائچی

۴/ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ مطابق ۵/ جولائی ۲۰۰۳ء

بُرا مان گئے

از: مولانا محمد احمد ماہر القادری رحمۃ اللہ علیہ

فاتحہ ہم نے دلایا تو برا مان گئے
ربِّ سلِّم جو پڑھایا تو برا مان گئے

پھول کفار کی مرگھٹ پہ وہ ڈالیں تو درست
ہم نے تربت پہ چڑھایا تو برا مان گئے

خود جنم دن وہ منائیں تو کوئی بات نہیں
ہم نے میلاد منایا تو برا مان گئے

عمر بھر شوق سے کھاتے رہے کالا کوّا
ہم نے مرغا جو کھلایا تو برا مان گئے

ان کو جائز ہے دیوالی کی کچوڑی پوڑی
ہم نے شربت جو پلایا تو برا مان گئے

رات دن خود تو بغاوت کی پکائیں کھچڑی
ہم نے کھچڑا جو پکایا تو برا مان گئے

بزمِ ابلیس میں جلتی ہیں ہزاروں شمعیں
اک دیا ہم نے جلایا تو برا مان گئے

خود چڑھائی ہوئی چادر کی بنائیں پگڑی
ہم نے قبروں پہ چڑھایا تو برا مان گئے

بزمِ میلاد میں ماہرؔ کبھی ہم نے اٹھ کر
ان کی تعظیم بجایا تو برا مان گئے

☆☆☆☆☆

علم غیب

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

مندرجہ ذیل عبارتوں میں علم غیب کی نفی کی گئی ہے:

(۱) مولوی اشرف علی تھانوی نے سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں اور جانوروں سے تشبیہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ﷺ کی ہی کیا تخصیص ہے'' ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔'' (معاذ اللہ)

(حوالہ: حفظ الایمان، دار الکتاب، دیو بند، صفحہ ۱۵)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

(۲) سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کو شیطان اور ملک الموت کے علم غیب سے کم بتاتے ہوئے آنجناب رقم طراز ہیں کہ:

''الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعتِ علم کی کون سی نصِ قطعی ہے، جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے (معاذ اللہ)

(حوالہ: براہین قاطعہ، صفحہ ۵۵)

مولوی اسمٰعیل دہلوی

(۳) حضرت جی، انبیاء و اولیاء کے علم غیب کا صاف انکار کرتے ہوئے لکھ رہے ہیں۔

''کہ جو کوئی یہ کہے کہ رسول اللہ ﷺ یا کوئی امام یا بزرگ غیب کی بات جانتے تھے اور شریعت کے ادب سے منہ سے نہ کہتے تھے وہ بڑا جھوٹا ہے کیونکہ غیب کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا ہے۔''

(حوالہ ا: تقویۃ الایمان، دار السلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۸)

(حوالہ نمبر ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۰)

(۴) کسی نبی، ولی یا امام و شہید کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے تھے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں بھی یہ اعتقاد نہ رکھے۔

(حوالہ نمبر ا: تقویۃ الایمان، دار السلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۷)

(حوالہ نمبر ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۵)

(۵) اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں کہ اللہ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا حال جب چاہیں معلوم کرلیں یا جس غایب کا حال جب چاہیں معلوم کرلیں کہ وہ زندہ ہے یا مرگیا، یا کس شہر میں ہے یا کس حال میں ہے۔ (وغیرہ) ان باتوں میں بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں، بے خبر اور نادان ہیں''

نوٹ: بڑے سے انبیاء اور چھوٹے سے برگزیدہ حضرات کو نشانہ بنایا گیا ہے۔

(حوالہ نمبر ا: تقویۃ الایمان، دار السلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۶)

(حوالہ نمبر ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۴)

مولوی رشید احمد گنگوہی

(۶) ملاجی نے لکھا ہے کہ

''حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو علم غیب نہ تھا نہ کبھی اس کا دعویٰ کیا اور کلام اللہ

شریف اور بہت سی احادیث میں موجود ہے کہ آپ عالم الغیب نہ تھے اور یہ عقیدہ رکھنا کہ آپ کو علم غیب تھا صریح شرک ہے۔" (معاذ اللہ)

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (مبوّب) ۱۹۸۷ء صفحہ ۱۰۳)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) ۱۳۶۳ھ صفحہ ۱۴۱)

(۷) دوسری جگہ رقم فرماتے ہیں کہ "علم غیب خاصۂ حق تعالیٰ ہے اس لفظ کو کسی تاویل سے دوسرے پر اطلاق کرنا ابہامِ شرک سے خالی نہیں۔"

(حوالہ نمبر ۱: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) ۱۳۶۳ھ جلد ۱ صفحہ ۲۰)

(۸) مولوی خلیل احمد انبیٹھوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی کی طرف ایک غلط عبارت منسوب کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔"

(حوالہ نمبر ۱:۔ براہینِ قاطعہ صفحہ ۵۵)

اکابر علمائے دیوبند کا علم غیب

(۱) مولوی قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ

"ایک مرتبہ میں گنگوہ کی خانقاہ میں رکھے ہوئے بدھنا میں کنویں سے پانی بھر کر پیا تو پانی کڑوا پایا۔ میں نے رشید احمد گنگوہی سے کہا تو انہوں نے کہا کہ کنویں کا پانی تو میٹھا ہے لیکن انہوں نے چکھا تو پانی کڑوا تھا بعد نمازِ ظہر سب نمازیوں سے اور خود نے کلمہ طیبہ پڑھا پھر دعاء کی پھر پانی پیا تو پانی میٹھا تھا تب گنگوہی نے کہا کہ اس بدھنے کی مٹی اس قبر کی ہے جس پر عذاب ہو رہا تھا۔ الحمد للہ کلمہ کی برکت سے عذاب رفع ہوگیا۔"

(حوالہ نمبر ۱: تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

(۲) تھانوی نے بحوالہ مولوی عبداللہ روایت کیا ہے کہ

"ایک مولوی کے انتقال کی خبر آئی اس پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا کہ

"مولوی" کا منہ قبلہ سے پھرا ہوا ہوگا جس کا جی چاہے قبر کھول کر دیکھ لے میں دیکھ رہا ہوں کہ منہ قبلہ سے پھر گیا ہے۔

(حوالہ "حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۲ قسط ۱۰ صفحہ ۱۶۴)

(۳) مولوی رشید احمد گنگوہی کے علم غیب پر دلالت کرنے والا ایک واقعہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے لکھا ہے کہ:

"منشی نثار علی اور گوہر خاں ملازم پلٹن ۶۵ رخصت لیکر بارادۂ بیعت لکھنؤ سے گنگوہ روانہ ہونے کو تیار ہوئے دروازہ پر سواری تک آ کھڑی ہوئی اتفاق سے کسی حاکم کی آمد کا تار آیا اور عین وقت پر ان کو افسر کے حکم سے رکنا پڑا اس دن کے بعد فارغ ہوکر گنگوہ پہونچے تو حضرت یعنی (گنگوہی) نے صاف ارشاد فرمایا کہ تم دونوں صاحب فلاں دن روانہ ہونا چاہتے تھے مگر روک لیے گئے تھے اور جب کھانا دسترخوان پر آیا تو فرمانے لگے کہ آپ کے ساتھ دو ٹٹو بھی تو ہیں آخر وہ بھی میرے مہمان ہیں اوّل ان کو گھاس دانہ پہونچانا چاہیے حالانکہ دونوں کے ٹٹو پر سوار ہوکر آنے کی اطلاع آپ کو کسی آدمی نے نہیں دی تھی۔"

(حوالہ: تذکرۃ الرشید، جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

ماں کے پیٹ میں کیا ہے

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں "الاشراک فی العلم" کی فصل میں لکھا ہے کہ:

"اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو، نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت۔

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسّلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۲)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۰)

(۲) شاہ عبدالرحیم ولایتی کے مرید عبداللہ خان جو قوم کے راجپوت تھے ان کے پاس اگر کوئی اپنے گھر میں حمل ہوتا اور تعویذ لینے آتا تو اسے عبداللہ بتا دیتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا اور جو عبداللہ بتا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت نمبر ۱۴۷، صفحہ ۱۸۴)

(حوالہ ۲: اراوح ثلٰثہ حکایت نمبر ۱۴۷)

(۳) پنجلاسہ (پنجاب) میں شاہ عبدالرحیم کے خلیفہ راؤ عبدالرحمٰن کے کشف کی یہ حالت تھی کہ کوئی لڑکی یا لڑکا کے لیے تعویز مانگتا تو بے تکلف کہہ دیتے کہ تیرے گھر لڑکا یا لڑکی ہوگی لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت یہ کیسے آپ بتا دیتے ہیں فرمایا کیا کروں بے محابہ مولود کی صورت سامنے آجاتی ہے۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت نمبر ۲۵۴ صفحہ ۲۷۱)

(حوالہ ۲: ارواح ثلٰثہ حکایت نمبر ۲۵۴)

(حوالہ ۳: سوانح قاسمی جلد نمبر ۸ صفحہ ۲۵۷)

(۴) حافظ غلام مرتضیٰ نے اشرف علی تھانوی کے پیدائش سے قبل پیشن گوئی کی کہ، تھانوی کی والدہ سے دو لڑکے تولد ہونگے ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی رکھنا اور یہ بھی بتا دیا کہ حافظ و مولوی ہوگا اور دوسرا دنیادار ہوگا۔ بقول سوانح نگار یہ سب پیشن گوئیاں حرف بہ حرف راست نکلیں۔

(حوالہ ۱: اشرف السوانح جلد نمبر ۱ صفحہ ۱۷)

(۵) تھانوی نے کہا کہ میں غلام مرتضیٰ مجذوب کی دعاء سے پیدا ہوا ہوں والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تھی کیونکہ، باپ فاروقی اور والدہ علوی تھیں، عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے۔ غلام مرتضیٰ نے کہا کہ علی کے نام سے نسبت کرنے سے اولاد زندہ رہے گی۔ چنانچہ ہم دونوں بھائیوں کے نام اشرف علی اور اکبر علی بھی بتا دیئے اور یہ بھی بتا دیا کہ دو لڑکے ہونگے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۶ ملفوظ ۱۱ صفحہ ۱۴)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ جلد ۱ قسط ۶ ملفوظ ۱۵۲ صفحہ ۷۸)

(حوالہ ۳: اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۱۶۴)

(حوالہ ۴: اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۷)

ثبوتِ علمِ غیب

مندرجہ بالا عبارتوں میں دیوبندی علماء نے اپنے اکابرین کے علم غیب کو ثابت کیا ہے اور انبیاء و اولیاء کے تعلق سے علم غیب کا انکار کیا ہے یہ بات انتہائی نا قابل فہم ہے کہ ان ظالموں نے اپنے نبیٔ برحق غیب داں پیغمبر ﷺ کی ذات والا صفات کو تنقید و تنقیص کا ہدف بنایا جب کہ سچ تو یہ ہے کہ بغیر حبِ رسول ﷺ دین و اسلام کا تصور ہی نہیں کیا جاسکتا، آقا ﷺ کی ذات و صفات کو ہر عیب و نقص سے صاف و شفاف تسلیم کرنے والا ہی مومن ہوگا رشتہ داری، قرابت داری، غرض یہ کہ سارے رشتوں ناتوں پر سرکار ﷺ کی نسبت مقدم ہے، حضور ﷺ کا کوئی بھی جانثار ان گستاخ اور دریدہ دہن دیوبندی وہابی مولویوں کے غلیظ کلمات کو سن کر خاموش نہیں رہ سکتا جب جب گستاخیاں کی جائیں گی یا کی ہوئی گستاخیوں کا تذکرہ ہوگا، غلامانِ اعلیٰ حضرت، سینہ سپر ہو کر اعلیٰ حضرت کی زبان و قلم بن کر اعلان کرتے رہیں گے۔

وہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے

کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کے متعلق قرآن مجید میں رب تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

"اور اللہ کی شان یہ نہیں ہے کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جسے چاہے"۔ (کنز الایمان پ ۴ آل عمران آیت ۱۷۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے کہ "غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے"۔ (کنز الایمان پ ۲۹ الجن آیت ۲۷)

قول باری تعالیٰ کا تیور ملاحظہ کیجیے: رب تعالیٰ عام لوگوں کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا لیکن جنہیں غیب کا علم بتانا چاہتا ہے ان کا انتخاب کر لیتا ہے۔ اب مَیں منکرینِ علم غیب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یجتبی مِنْ رّسلہٖ مَن یشاء کے زمرے میں تمہارے نزدیک کس کا انتخاب ہوا۔ اگر جواب نفی میں ہے تو وَمَا لہٗ فی الاخرۃ مِن خلاق، کے تحت فیصلہ ہو چکا اور اگر تمہارا جواب اثبات میں ہے تو ماننے سے انکار کیوں؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری ساری امت کو پیدائش سے پہلے مجھ پر پیش فرمایا اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون ایمان نہیں لائے گا۔ جب یہ بات منافقین نے سنی جو درِ پردہ اسلام کی بیخ کنی کرتے تھے اور بظاہر اسلامی شکل وصورت سے مسلمان ثابت کرتے، کہنے لگے کہ یہ تو بہت بڑا دعویٰ ہے اس کی دلیل بھی ہونی چاہیے۔ آقا ﷺ نے ممبر پر رونق افروز ہو کر ارشاد فرمایا آج سے قیامت قائم ہونے تک سارے احوال و اقعات میں سے جو چاہو پوچھ لو۔ جاں نثار صحابہ میں سے حضرت عبداللہ بن حذافہ سہمی ؓ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے غیب داں نبی نے ارشاد فرمایا تمہارا باپ حذافہ سہمی ہے (منافقین ان کے نسب کو مشکوک بتاتے ہوئے ہجو کرتے تھے) اب منافقین کے چہرے کا جغرافیہ بدلنے لگا اور یکے بعد دیگرے راہِ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

غور کرنے کا مقام ہے کہ نسب کی وضاحت وہ پوشیدہ خبر ہے جس کا علم ماں کے علاوہ کسی کو نہیں ہوتا لیکن حضور اکرم ﷺ اسے بھی جانتے ہیں اور اس کی خبریں بھی دے رہے ہیں۔ حضور ﷺ کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا جب امید سے تھیں تو سرکار دو عالم ﷺ کی چچی صاحبہ حضرت ام الفضل بنت حارث زوجۂ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے ایک خواب دیکھا جو بڑا بھیانک اور خوفناک تھا۔ ڈرتے ڈرتے سرکار کی بارگاہ عالی مرتبت میں حاضر ہوئیں۔ سرکار کے اصرار پر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا ہے کہ آپ کے بدن کا ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ چچی جان یہ تو

بہت مبارک خواب ہے انشاء اللہ فاطمہ کو لڑکا پیدا ہوگا اور تمہاری گود میں دیا جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا امام حسین ؓ پیدا ہوئے۔ آج جب کہ سائنسی دور ہے ترقی کی منزلوں سے انسان گزر رہا ہے۔ منکرین علم غیب کہہ سکتے ہیں کہ آج دایہ اور ڈاکٹر بھی لڑکا یا لڑکی کی نشاندہی کر دیتے ہیں اور مشینوں کے ذریعہ سے بھی معلوم ہو جاتا ہے اگر حضور نے بتایا تو کون سا علم غیب ثابت ہوا۔ لیکن یہ ان کی بکواس سمجھی جائے گی میں آپ کی توجہ کسریٰ کے کنگن کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ سفرِ ہجرت کے موقع پر آقا ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اے سراقہ میں تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ کا کنگن دیکھ رہا ہوں یہ پیشنگوئی دور فاروقی میں پوری ہوئی سیدنا عمر فاروق ؓ نے کسریٰ کا کنگن جنابِ سراقہ کو پہنایا۔

عمر فاروق ؓ نے پہنا دیا کنگن سراقہ کو
یہی تو غیب دانی تھی تمہاری یا رسول اللہ ﷺ

(از: شاکر القادری اندور ایم۔ پی)

یہ علمِ غیب نہیں تو اور کیا ہیں؟ غزوۂ خندق کے موقع پر آقائے کریم ﷺ کے اس عظیم چٹان کے توڑنے کا واقعہ بھی علم غیب مصطفےٰ ﷺ کو ثابت کر رہا ہے جو کھدائی کے وقت نکل آئی تھی صحابہ اس کو توڑنے میں ناکام ہوئے تھے تو محبوب کردگار نے اپنی توانائی کا بے مثال مظاہرہ کرتے ہوئے اس چٹان کو تین ضربوں میں پاش پاش کر دیا تھا اور ہر ضرب پر غیب کی خبر دے رہے تھے مجھے ملک شام دیا گیا، مجھے ملک فارس دیا گیا، یعنی میری امت شام و فارس کو فتح کرے گی اور ایران کو فتح کرلے گی کیا ان واقعات کا تعلق علم غیب سے نہیں ہے؟

آگے بڑھیے اور ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ کیجیے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ط اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (کنز الایمان پ ۳۰ التکویر آیت ۲۴)

مذکورۃ آیۂ کریمہ سے صاف وضاحت ہو رہی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو علم غیب دیا گیا دوسرے یہ کہ اس دیئے گئے علم غیب سے بہت کچھ بتا دیا۔ بتا دینا سخاوت کی علامت ہے اور نہ بتانا بخالت پر محمول ہے۔ سخی وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس کچھ ہو اور لوگوں کو عطا کرتا رہے۔ اگر میرے آقا ﷺ کو علم غیب نہ ہوتا تو کیسے بتا دیتے۔ دوسری آیتوں کی تفسیروں

سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو علم غیب دیا اور آپ نے صحابۂ کرام کو غیب کی خبروں سے آگاہ فرمادیا۔

حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ فرماتے ہیں کہ آقا ﷺ نے ہمیں ابتدائے مخلوقات سے لے کر اہل جنت کے جنت اور اہل نار کے دوزخ میں داخل ہونے تک کی خبروں سے آگاہ فرمایا ہے۔

اِن عقل کے دشمنوں کو کون سمجھائے آمنہ کے لال کے اشارے پر بادل آکر برستے تھے اور اشارہ پاتے ہی کھل جاتے تھے کیا تاریخ کا وہ سنہرا باب یاد نہیں ہے، جب ایک جمعہ کو ایک صحابی نے بارش نہ ہونے کی وجہ سے اپنی پریشانیوں کا ذکر کیا تھا کہ یارسول اللہ ﷺ، چراگاہیں خشک ہو چکی ہیں مویشی پریشان ہیں، دعا فرمایئے۔ آقا ﷺ نے اپنے نورانی ہاتھوں کو بلند فرمایا ابھی دعا ختم بھی نہ ہو پائی تھی کہ یکایک موسلا دھار جھما جھم بارش شروع ہوگئی، چمن لہلہا اٹھے سرسبزی وشادابی سے پورے خطے کا جغرافیہ بدل گیا، آٹھ روز تک مسلسل بارش ہوتی رہی۔ دوسرے جمعہ کو وہی صحابی حاضر ہوکر بارش سے ہونے والے نقصانات کا تذکرہ کر رہا ہے کہ یارسول اللہ ﷺ اب تو بارش کی وجہ سے مکانات منہدم ہو رہے ہیں تباہی آگئی ہے اب بارش بند ہو جانی چاہیے۔ میرے آقا نے اشارہ فرمادیا کہ ہم پر نہ برسے قرب و جوار میں برستا رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بادل کھل گئے اطراف و جوانب میں اس وقت تک بارش ہوتی رہی جب تک خدا کو منظور رہا۔ بتایئے ایسے قوت وتصرف والے بااختیار نبی کی ذات میں عیب تلاش کیا جا رہا ہے۔ خداوند کریم ان منکرینِ علم غیب اور بے عقل نجدیوں کو شعور و آگہی عطا فرمائے۔ (آمین)

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

حضرت عمار بن یاسر ؓ بڑے جانثار وفا شعار صحابی گذرے ہیں۔ ایک دفعہ مدینہ شریف میں ایک عمارت تعمیر ہو رہی تھی کہ ایک دیوار آپ پر گرگئی ہر طرف شور وغوغا تھا کہ عمار بن یاسر شہید ہوگئے۔ یہ بات جب غیب داں پیغمبر ﷺ تک پہونچی ہے تو آپ نے

فرمایا ہرگز نہیں عمار کو باغیوں کی ایک جماعت شہید کرے گی۔ اور وہی ہوا جو آپ نے فرمایا تھا۔ ایک جنگ میں حضرت عکرمہ بن ابوجہل (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نے ایک مسلمان کو شہید کر دیا تھا۔ سرکار کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ مَیں قاتل ومقتول دونوں کو جنت میں دیکھ رہا ہوں۔ سبحان اللہ صحابۂ کرام کی حیرت اس وقت جاتی رہی جب جناب عکرمہ اسلام کی دولتِ لازول سے سرشار ہوئے۔ اور آگے بڑھیے منکرینِ علمِ غیب آنکھیں بند کر کے وہابیت اور دیوبندیت کی گولی بغل میں دبا کر منافقت کا معجون کھا کر بخاری ومسلم کا مطالعہ کرتے ہیں اور ہوا میں تیر چلاتے ہیں۔ اگر عشقِ رسول کی شمع سینے میں فروزاں کر کے احادیث کا مطالعہ کرتے تو ہرگز گمراہ نہ ہوتے۔ مقام بدر میں گرفتار ہونے والوں میں سرور دو جہاں ﷺ نے اپنے چچا کے ذمہ تین آدمیوں کا زرِ فدیہ مقرر فرمایا۔ حضرت عباس ؓ لگے بہانے کرنے کہ میرے پاس اتنا مال کدھر سے آئے گا تو آپ نے حقیقت کے چہرے سے نقاب اٹھا دیا۔ ارشاد فرمایا، چچا جان آپ جس وقت گھر سے چلے تھے چچی صاحبہ سے کیا کہہ کر آئے تھے وہ سونا کدھر گیا جو رات کی سیاہی میں یہ کہہ کر چھوڑ آئے تھے کہ مارا جاؤں تو اتنا فلاں کو دینا اتنا فلاں کو دینا اور اگر زندہ بچ کر آگیا تو خود ہی حساب کر دونگا۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت عباس ؓ بے قرار ہوکر عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ رات کی تاریکی اور بھیانک سناٹے میں جس وقت میں نے اپنی اہلیہ کے سپرد سونا کیا تھا کوئی تیسرا موجود نہ تھا شب دیجور میں ہونے والی گفتگو کی خبر رکھنا آپ کے برحق ہونے کی سچی علامت اور روشن دلیل ہے۔ آپ گواہ ہو جائیں میں اسلام میں داخل ہو رہا ہوں۔ محترم حضرات دیکھا آپ نے حضرت عباس ؓ نے سرکار کی غیب دانی سے متاثر ہوکر اسلام کا اظہار فرمایا۔ تعجب ہے ان تبلیغی، ندوی، دیوبندی، مودودی وغیرہم کے ناقص علم اور کج فہمی پر جو علم غیب کا انکار کر رہے ہیں۔ رب تعالیٰ ان ناسمجھوں کو سچی سمجھ عطا فرمائے۔ (آمین)

کنجی تمہیں دی اپنے خزانوں کی خدا نے
محبوب کیا مالک و مختار بنایا ﷺ

نماز میں نبی کا خیال

نماز میں سرکار دو عالم ﷺ کا خیال آنا، اس کے متعلق اسمٰعیل دہلوی رقمطراز ہیں :-

(۱) ''نماز میں سرکار دو عالم ﷺ کا خیال آنا زنا کے وسوسے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب ہی ہوں اپنی ہمت لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے برا ہے۔'' (معاذ اللہ)

(حوالہ: صراط مستقیم اردو، ادارہ الرشید دیوبند صفحہ ۱۱۸)

مندرجہ بالا عبارتوں کی وضاحت کرتے ہوئے آنجناب لکھتے ہیں چونکہ حضور اور شیخ کا خیال ان کی بزرگی کے ساتھ دل میں چمٹ جاتی ہے اور بیل و گدھے یا بیوی سے مجامعت یا وسوسۂ زنا سے ایسا نہیں ہوتا ہے۔

(۲) ایک طالب علم نے تھانوی کو لکھا کہ خشوع کے لیے نماز میں آپ کا خیال کرتا ہوں۔ جواب لکھا نماز میں قصداً نہ کیا جاوے۔

(حوالہ: اشرف السوانح، جلد دوم صفحہ ۱۲۵)

(۳) ایسے میں نماز تہجد اور ذکر میں واہیات خیالات محسوس کرنے والے کو آنجہانی تھانوی جی نے لکھا کہ اپنے شیخ کا تصوران پریشان خیالات کا دافع ہوگا۔

(حوالہ اشرف السوانح، جلد دوم صفحہ ۱۳۱)

(۴) ایک شخص نے تھانوی کو لکھا کہ نماز میں باوجود بار بار توجہ کرنے کے وساوس کا ہجوم رہتا ہے۔ جواب میں تھانوی صاحب نے لکھا کہ شیخ کامل یا اور کسی ایسی ہی چیز کا تصور تجویز کر کے اس کا استعمال کریں۔

(۵) ایک شخص نے تھانوی کو لکھا کہ اگر آپ کی صورت کا تصور کرلوں تو نماز میں جی لگتا ہے۔ جواب عنایت کیا جائز ہے مگر دو شرط ہے ایک یہ کی اعتقاد میں مجھے حاضر و ناظر نہ سمجھے اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس کی کسی کو اطلاع

نہ دے یہ تصورات خطرات کے درجہ میں ہے۔

(حوالہ: الکلام الحسن، حصہ ا، قسط ۹، ملفوظ ۲۹۸، صفحہ ۱۴۰)

(۶) تھانوی کے بقول، نماز میں بلا ضرورت غیر نماز کا خیال نہ لانا چاہیے۔ ہاں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے مشروع یا مباح امر کا خیال قصداً لائے اور اس کو قصداً باقی رکھے تو اس میں مواخذہ نہیں۔

(حوالہ کمالات اشرفیہ ۱۹۹۵ء باب ا، ملفوظ ۴۲۵، صفحہ ۱۰۱)

خیالاتِ فاسدہ

معاذ اللہ صد بار معاذ اللہ مذکورہ بالا عبارتیں کس قدر اخلاق سوز اور گمراکن ہیں۔ اُمتی اپنے نبی کے بارے میں خیالات فاسدہ رکھے یہ ذہنی عیاری اور شقاوتِ قلبی کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے رب فرماتا ہے: نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔ (کنز الایمان پ ۲۱ الاحزاب آیت ۹) اس آیت میں لفظ اولیٰ پر غور کیجیے۔ زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حق دار۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ ہر مومن کے دل میں جلوہ گر ہیں، حاضر و ناظر ہیں کیونکہ وہ ہمارے سب سے زیادہ مالک ہیں اور ہماری جانوں سے زیادہ راحت و سکون و قرار پہونچانے والے ہیں۔

سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سب پر مقدم ہے۔ آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں، تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اُسے ماں، باپ، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور پیارا نہ ہو جاؤں۔ اس سے ظاہر ہوا کہ حضور ﷺ سے طبعی محبت کرنی چاہیے نہ کہ صرف عقلی اور زبانی جمع خرچ۔ رسول اللہ ﷺ سے ایسی محبت ہونی چاہیے جیسی محبت اللہ تعالیٰ سے ہوتی ہے کیوں کہ سرکار ﷺ کی محبت رکنِ ایمان ہے۔ آپ جانِ ایمان ہیں۔ نبی کا نماز میں خیال نہ آنا ایمان کی علامت نہیں اور نہ نمازی کی پہچان ہے۔ اسمٰعیل دہلوی کے نزدیک وہ نماز باطل ہے جس میں نبی کا خیال آئے۔ اور اشرف علی تھانوی ایسی نمازوں کو کامل بتاتے ہوئے عمل پیرا ہونے کا نسخہ بھی اپنے مرید و متوسلین کو بتا رہے

ہیں۔ ہر سُنی مسلمان کا یہی عقیدہ ہے کہ جس نماز میں حضور ﷺ کا خیال نہ آئے اور آپ کی محبت شاملِ نماز نہ ہو وہ عبادت ہی فضول ہے، اے منافقوں تمہیں وہ نمازیں مبارک ہوں ہم تو ادائے مصطفےٰ شمار کرتے ہیں۔ وہی نمازیں پڑھیں گے جسے ابوبکر و عمر نے پڑھی۔ جس پر تمام صحابہ و اولیاء و بزرگانِ دین کا عمل رہا ہے۔ اے نادان! جب تک محبوب کی اداؤں پر جان قربان نہ کریگا عشق کی تکمیل غیر ممکن ہے۔ اور اس کی بات ہی نرالی ہے جو محبوبِ رب العٰلمین ہے نہ کوئی اُن کے مثل ہے اور نہ کوئی ان کی مثال۔ رب فرماتا ہے کہ میرے محبوب کے ہونٹ اس وقت ہلتے ہیں جب ہماری وحی آتی ہے۔ گویا نبی ﷺ اپنی خواہش سے لب بھی نہیں ہلاتے، خود حضور ﷺ اپنی زبانِ حق ترجمان سے فرماتے ہیں، میں تمہارے جیسا نہیں ہوں۔

تاجدار اہل سنت مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ،

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

انبیاء و اولیاء کو بندۂ عاجز، ذرّۂ ناچیز سے کم تر وغیرہ کہنا

(اور اکابرینِ دیوبند کی تعریف میں غلو کرنا)

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے: ''ہر مخلوق بڑی ہو یا چھوٹی وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔'' (معاذ اللہ)

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۳۰)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۲۷)

(۲) ''اللہ کی شان بہت بڑی ہے سب انبیاء و اولیاء اسکے سامنے ذرّۂ ناچیز سے بھی کم تر ہیں۔'' (معاذ اللہ)

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۹۲)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۹۲)

(۳) ''اولیاء، انبیاء و امام زادہ، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور عاجز بندے ہیں اور ہمارے بڑے بھائی ہیں، مگر اللہ نے ان کو بڑائی دی وہ ہمارے بڑے بھائی ہیں ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں ہم کو ان کی فرماں برداری کا حکم ہے ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیے نہ کہ اللہ کی طرح۔'' (معاذ اللہ)۔

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۹۹)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۹۹)

(۴) ''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمین دار، سو اِن معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا۔''

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی صفحہ ۱۰۵)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی رشید احمد گنگوہی، اور قاسم نانوتوی کے دادا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے پیرومرشد میاںجی نور محمد کے متعلق تھانوی نے کہا:

"میاں جی نور محمد سراپا نور ہی نور تھے"۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد ۲ حصہ ا ملفوظ ۸۴ صفحہ ۲۱۷)

(۶) بقول تھانوی گنگوہی (رشید احمد) "ہر پہلو میں کامل تھے میں نے کوئی شخص کو ایسے عادات وصفات کا نہیں دیکھا۔"

(حوالہ: جلد ا حصہ ا ملفوظ ۹۷ صفحہ ۱۰۱)

(۷) بقول تھانوی، "ڈیڑھ دوسو برس سے حاجی امداد اللہ جیسا محقق پیدا نہیں ہوا وہ فن تصوف کے مجتہد و مجدد تھے۔"

(حوالہ: احسن العزیز جلد ا حصہ ا ملفوظ ۲ صفحہ ۳۶)

(۸) مہتمم دارالعلوم دیوبند مولوی رفیع الدین کے قول کے مطابق مولوی قاسم نانوتوی کی خدمت میں پچیس ۲۵ برس تک میں بے وضو نہیں گیا میں نے انسانیت سے بالاتر اُن کا درجہ دیکھا ہے وہ شخص ایک فرشتۂ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا۔ (العیاذ باللہ)

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۲۴۲ صفحہ ۲۵۹)

(حوالہ ۲: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۲۴۲ صفحہ ۲۴۰)

(حوالہ ۳: سوانح قاسمی جلد ا صفحہ ۱۳۰)

(۹) بقول تھانوی، "حاجی امداد اللہ حجت اللہ فی الارض اور ظل اللہ فی الارض تھے۔"

(حوالہ ۱: خاتمۃ السوانح صفحہ ۱۲۸)

(۱۰) مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیرومرشد سید احمد رائے بریلوی کیلئے مچھلیاں، چونٹیاں دعا کرتی تھیں اور اس کو جانور اور درخت پہچانتے تھے۔ (معاذ اللہ)

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۱۱۷، صفحہ ۱۵۱)

(حوالہ ۲: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۱۱۷، صفحہ ۱۳۱)

(۱۱) خلیل احمد انبیٹھوی نے گنگوہی کو ملجاء، ماویٰ، رحمۃ للعلمین، غوث وغیاث وغیرہ القابات لکھے ہیں۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید جلد ا، صفحہ ۱۴۹)

(۱۲) گنگوہی اپنے زمانہ کے اولیاء اللہ کا سردار تھا و نیز نائبین رسول کے گروہ کی سیادت اس کے حوالے تھی۔ وہ پیشوایانِ خلق کا امام و پیشوا تھا۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید جلد ۲، صفحہ ۱۶)

(۱۳) بقول تھانوی، "حاجی امداد اللہ کی بدولت ہی حق واضح ہوا۔"

(حوالہ ۱: حسن العزیز۔ جلد ا، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۲۳۹، صفحہ ۲۳۷)

(۱۴) بقول تھانوی، "حاجی امداد اللہ مجسم رحمت تھے۔"

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ا، حصہ ا، ملفوظ ۷۰، صفحہ ۷۲)

(۱۵) قاضی ثناء اللہ بہقی تھے بقول تھانوی بحوالہ شاہ عبدالعزیز۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ا، حصہ ا، قسط ۱۷، ملفوظ ۲۳۷، صفحہ ۳۳۶)

(۱۶) تھانوی نے اپنے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن سے کہا کہ آپ کا لکھا ہوا کراما کاتبین سے بھی زیادہ جامع ہوگا۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ا، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۲۳۷، صفحہ ۳۰۴)

(۱۷) بقول رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ کی موجودگی میں ہم حضرت جنید کی طرف التفا بھی نہ کریں۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ا حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۳۳۹ صفحہ ۳۰۴)

(جھوٹ ہی جھوٹ)

قارئین کرام! آپ نے مندرجہ بالا اقتباسات بغور پڑھ لیا ہوگا، ایک طرف نفاق و گمرہی کی گنگا بہہ رہی ہے اور رسول دشمنی کا حق ادا کیا جا رہا ہے اور دوسری جانب عقیدت و محبت کے گلدستہ میں اکابرینِ دیوبند کے لیے گل بوٹے سجائے جا رہے ہیں۔ آپ خود ہی

فیصلہ کریں کہ ایسے گھناؤنے عقائد کے حامل افراد کیا مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں؟ ایسا عقیدہ رکھنے والے کافر و مرتد کے سوا اور کیا ہو سکتے ہیں۔ علمائے دیوبند نبی کو اپنے جیسا بشر سمجھتے اور اپنا بڑا بھائی کہتے ہیں۔ گاؤں کے چودھریوں جیسا مقام دے رہے ہیں۔ جبکہ مخلوقات میں نبی کو بشر کہنے والا سب سے پہلے شیطان ہے۔ اس نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو بشر کہہ کے سجدہ کرنے سے انکار کیا اور کفر و نخوت کی بنیاد پر رب کے حکم کا منکر ہوا۔ لہٰذا بات سمجھ میں آئی کہ اب کوئی بھی نبی کو بشر کہے یا برابری کا دعویٰ کرے تو سمجھ لو کہ وہ شیطان کی پیروی کرتا ہے۔ شیطان نے حضرت آدم کے ظاہر کو دیکھا تھا۔ نور اور روح تک اس کی بصارت نہ پہونچ سکی۔ تو جس کی نگاہ نبی کی بشریت پر ہی ہو اس کا انجام بلاشک و شبہ شیطان جیسا ہوگا۔

ابوجہل نے نبی کو دیکھا ابولہب نے دیکھا عتبہ اور شیبہ نے بھی دیکھا مگر شیطانی آنکھوں سے دیکھا تو بشر کہہ دیا اور اس کے برعکس ابوبکر و عمر نے (رضی اللہ عنہما) ایمانی نگاہوں سے دیکھا تو خیر البشر کہا کفار و مشرکین نے منافقت کی نگاہوں سے دیکھا تو اپنی طرح کہہ کر برابری کا دعویٰ کیا اور صحابہ نے فضل الٰہی اور نور ایمانی سے دیکھا تو پکار اٹھے، یا رسول اللہ ﷺ آپ کا جمالِ رسالت آئینۂ حق نما ہے۔ آپ جیسا حسن و جمال والا میری آنکھوں نے دیکھا ہی نہیں۔ آپ ہر عیب سے پاک و صاف پیدا کیے گئے ہیں جیسا آپ نے چاہا ویسا ہی آپ کی تخلیق ہوئی۔ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہی خوب فرمایا:۔

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دیوبندی اپنے بزرگوں کے تعلق سے اس قدر غلو سے کام لے رہے ہیں کسی کو مجسم نور اور سراپا رحمت بتا رہے ہیں تو کسی کو فرشتۂ مقرب سے تشبیہ دے رہے ہیں اور گنگوہی جی کے ذمۂ کرم پر نائبینِ رسول کی سیادت کا اطلاق کر رہے ہیں۔ تھانوی جی اپنے خلیفہ کے متعلق عرض پیرا ہیں کہ ان کا لکھا ہوا کراماً کاتبین سے بھی زیادہ

جامع ہے۔ سید احمد رائے بریلوی جو مجسم شیطان تھا بقول اسمٰعیل دہلوی اس کے لیے مچھلیاں اور چیونٹیاں دعا کرتی تھیں اور ستم بالائے ستم یہ کہ اس کو جانور اور درخت پہچان کر سلام بھی کرتے تھے۔ اور وہ ذات گرامی جنہیں درختوں نے سجدہ کیا جانوروں اور پتھروں نے سلام کا نذرانہ پیش کیا، جن کی انگلی کے اشارہ سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آیا، چاند ٹکڑوں میں تقسیم ہوگیا، انہیں دہلی کا چمار، چمار سے زیادہ ذلیل بتا رہا ہے جبکہ مالکِ عرب و عجم ﷺ کی ذات مقدسہ کو قرآنِ حکیم میں نور و بشر دونوں فرمایا گیا ہے، امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نور و بشر یعنی نوری بشر تھے۔ حقائق و موجودات پر نگاہ ڈالنے سے دو قسم کے نور کا سراغ لگتا ہے ایک تو وہ نور جس کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے اور ملاحظہ کرتے ہیں کہ خود تابندہ و درخشندہ ہے اور دوسروں کو تابندگی و درخشندگی عطا کرتا ہے۔ جیسے آفتاب خود روشن ہے اور ماہ و انجم کو روشنی و تابانی عطا کرتا ہے اس قسم کے نور کو نورِ حسّی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایک وہ نور ہے جس کا ادراک و شعور ہمارے حواس ظاہری سے باہر ہے لیکن عقل کے ذریعہ ہم ادراک کرتے ہیں کہ یہ نور ہے اور عقل اس کی نورانیت کی قائل ہے۔ قرآن حکیم کو نور کہا گیا ہے لیکن اس نور کی چمک دمک کا احساس ہم کو نہیں ہوتا بلکہ عقل کے ذریعہ اس کی نورانیت کے قائل ہوتے ہیں اور یہ وہی نور ہے جس سے آخرت کا راستہ ملتا ہے اور خدا تک پہونچنے کی راہ اس کے ذریعہ سے عیاں ہوتا ہے۔ سرکار دو عالم ﷺ ایسے نور ہیں کہ جب مسکراتے تو اندھیری رات میں ایسی روشنی پیدا ہوتی کہ گمشدہ سوئی تلاش کر لی جاتی۔

سوزنِ گم شدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
رات کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

انبیاء کی ذات معصوم ہے کیوں کہ گناہ کرانے والا یا تو شیطان ہے یا نفسِ امّارہ اور انبیائے کرام کے نفوس امّارہ ہوتے ہی نہیں، لہٰذا سارے انبیائے کرام معصوم عن الخطا ہیں اور اولیاء کاملین کی ذات محفوظ، مگر دیدۂ کور، فطری نجاست جس کے اندر سرایت کر چکی ہے وہی لوگ نبی کو گنہگار، خطا کار، اپنی طرح کہہ رہے ہیں، لکھ رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔ ایسے گستاخوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا "وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ

حُدُودَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِينٌ" اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللہ اسے آگ میں داخل کریگا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے خواری کا عذاب ہے۔ (کنزالایمان پ ۴ النساء آیت ۱۴)

آفتاب رسالت ماہتابِ نبوت کی شان میں گستاخیاں کرنا معاذ اللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتانا اور پیر و مرشد کو متبعین کو نور ہی نور ثابت کرنا حد سے تجاوز کرنا ہے کہ نہیں؟ جسے ربّ نے نور فرمایا اس کی اہانت اور جس کی کوئی حقیقت نہیں، جنہوں نے ساری زندگی نفاق و گمرہی بغض و کینہ کا درس دیا اسے مقام اعلیٰ پر فائز کرنے کی حتی المقدور کوشش ہے یاد رکھو سرکار ﷺ مظہر ذات، مظہر احکام و اخبار میں اللہ کا نور اس طرح ہیں کہ ذات باری تعالیٰ سے سب سے پہلے فیض پانے والے ہیں اور آپ کے ذریعہ سے دوسرے لوگ فیض لیتے ہیں۔ اب اگر شمع نور محمدی کو کوئی بجھانا چاہے تو ہرگز نہیں بجھا سکتا کیونکہ یہ اللہ کے نور ہیں جیسے چاند سورج کی کوئی پیائش نہیں کرسکتا، جیسے سمندر کا پانی اور ہوا جس کا احاطہ نہیں ایسے ہی آپ کے نور کا احاطہ کرنا غیر ممکن ہے۔ آپ سراپا نور ہیں قرآن اس کی دلیل ہے۔ سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے گا
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا

مِٹ گئے مٹتے ہیں مِٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

دل کے وسوسوں پر مطلع ہونا

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ

"اور اسی طرح کچھ اس بات میں بھی ان کو بڑائی نہیں کہ اللہ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہو کہ جس کے دل کا حال جب چاہیں

معلوم کرلیں۔"

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۶)
(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۴)

(۲) دوسری جگہ آنجناب لکھتے ہیں تو اور دوسری چیزیں جو آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات اور ارادہ، نیت، ایمان اور نفاق کو کیسے جان سکتے ہیں؟ اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کیا کرونگا تو اور کسی کا حال کیسے جان سکتا ہے "یہ عبارتیں انبیاء اور اولیاء کے تعلق سے ہیں"۔

(حوالہ ا تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۳)
(حوالہ ۲ تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۰)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ، کیرانہ میں ایک قصاب نیک آدمی مسجد میں رہتے تھے وہ خود مجھ سے بیان کرتے تھے کہ مجھے حاجی امداد اللہ کی خدمت میں بیٹھے بیٹھے دل میں خطرہ ہوا کہ معلوم نہیں حضرت حاجی صاحب اور حضرت حافظ میں سے کس کا مرتبہ بڑا ہے حضرت حاجی صاحب اس خطرہ پر مطلع ہوئے اور فرمایا کہ اہل اللہ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ کون بڑا ہے کون چھوٹا ہے بے ادبی ہے۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز، جلد ۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۳۸۱، صفحہ ۱۴۳)
(حوالہ ۲: حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات (دیوبند) باب ہشتم (اشرف الملفوظ) صفحہ ۵۱۴)
(حوالہ ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴، قسط ۱۹، ملفوظ ۷۶۱، ۴۲۰)
(حوالہ ۴: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱، قسط ۲، ملفوظ ۴۰۹، صفحہ ۲۰۹)

(۴) مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ شاہ عبدالرحیم صاحب کے پہلے پیر کا نام بھی شاہ عبدالرحیم صاحب ہی تھا۔ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں اپنے پیر کا سر دبا رہا تھا پیر صاحب نے کہا کہ خوب اچھی طرح زور سے دباؤ۔ میرے دل میں خیال آیا کہ جو بہت زور سے دباؤنگا تو سر خربوزہ کی طرح

پچک جائیگا (کیونکہ شاہ صاحب خوب قوی تھے)۔ پیر صاحب نے فرمایا کہ نہیں بھائی تم خوب زور سے دباؤ خربوزہ کی طرح نہیں پچکے گا پھر فرمایا کہ وہ صاحب کشف تھے۔

(حوالہ احسن العزیز جلد۲، حصہ۲، قسط ۱۵، ملفوظ ۲۹۴، صفحہ ۱۰۰)

(۵) بقول تھانوی: مولانا شاہ عبدالرحیم بڑے نورانی قلب شخص ہیں میں ان کے پاس بیٹھنے سے بہت ڈرتا ہوں کہ میرے عیوب منکشف نہ ہو جائیں۔

(نوٹ): شاہ عبدالرحیم سے مراد شاہ عبدالرحیم رائپوری ہیں۔

(حوالہ احسن العزیز جلد۴، حصہ۱، قسط ۱۰، صفحہ ۲۱۴)

(حوالہ ۲ حکایات الاولیاء حکایت ۴۴۰، صفحہ ۴۳۴)

(حوالہ ۳ ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۴۳۸، صفحہ ۴۰۱)

(۶) مولوی قاسم نانوتوی، مولوی محمد یعقوب قلب کے اندر جو نہایت باریک چور ہوتے ہیں ان سے بھی خوب واقف تھے۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۱۰۷ صفحہ ۱۴۰)

(حوالہ ۲: الدیوبندیہ (عربی) صفحہ ۱۵۳)

(حوالہ ۳: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۱۰۷ صفحہ ۱۲۱)

(۷) انبیاء و اولیاء کے متعلق مولوی اسمٰعیل دہلوی کے قلم کی آوارگی ملاحظہ ہو

"اور جو وہم و خیال میرے دل میں گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے تو ان سب باتوں سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان، دارالسّلفیہ ممبئی، صفحہ ۲۳)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۱۸)

(۸) مولوی رشید احمد گنگوہی نے اپنے شاگرد مولوی ولی محمد کے دل کی خواہش جان لی پورا واقعہ حسب ذیل ہے۔

"منشی قادر بخش صاحب بلند شہری تحریر فرماتے ہیں کہ مولانا خلیل الرحمٰن جن

کو سابق امیر کابل یعقوب جان ان کی بزرگی کے سبب ہمیشہ اپنے ساتھ رکھا کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ میں جس زمانہ میں حضرت کی خدمت حدیث پڑھتا تھا ایک طالب علم ولی محمد بے چارے بہت مسکین اور پارسا شخص تھے، جو تھوڑا سا خرچ ان کے گھر سے آیا کرتا بس اسی میں گذر کیا کرتے تھے، کیسی ہی ضرورت ہو کبھی دوست یا ہم جماعت تک سے ذکر نہ کرتے تھے ایک بار مکان سے خرچ آنے میں دیر ہوئی اور ان کو ایک یا دو فاقہ کی نوبت پہونچی مگر نہ انہوں نے کس سے ذکر کیا نہ کسی صورت یہ حال کسی پر ظاہر ہوا ایسی حالت میں صبح کے وقت بغل میں کتاب دبائے پڑھنے کے واسطے حضرت کی خدمت میں آرہے تھے کہ راستہ میں حلوائی کی دوکان پر گرم گرم حلوہ پک رہا تھا یہ کچھ دیر وہاں کھڑے رہے کہ کچھ پاس ہو تو کھائیں مگر پیسہ بھی نہ تھا، اس لیے صبر کر کے چل دیئے اور خانقاہ میں پہونچے حضرت (گنگوہی) گویا ان کے منتظر ہی بیٹھے تھے سلام کا جواب دیتے ہی فرمایا، مولوی ولی محمد آج تو حلوہ کھانے کو ہمارا جی چاہتا ہے لو یہ چار آنہ لے جاؤ اور جس دوکان سے تم کو پسند ہو وہیں سے لائیو، غرض مولوی ولی محمد اسی دوکان سے حلوہ خرید کر لائے اور حضرت کے سامنے رکھ دیا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا، میاں ولی محمد میری خواہش یہ ہے کہ اس حلوہ کو تم ہی کھالو، مولوی ولی محمد صاحب اس قصہ کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ حضرت کے سامنے جاتے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے کیونکہ قلب کے وساوس اختیار میں نہیں اور حضرت ان پر مطلع ہو جاتے ہیں۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۲۶)

(حوالہ ۲: الدیوبندیہ تعریفھا و عقایدھا (عربی) صفحہ ۱۵۱)

مرنے کا حال وقت اور جگہ بتانا

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان فصل دوم اشراک فی العلم کے رد میں لکھا ہے کہ

"اور اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کیا کرونگا تو اور کسی کو کیسے جان سکتا ہے اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا تو کسی اور کے مرنے کی جگہ کیسے جان سکتا ہے۔"

(حوالہ ا: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، صفحہ ۴۳)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، صفحہ ۴۰)

(۲) مولوی صادق الیقین کی موت کا وقت گنگوہی نے بتایا یہ واقعہ حرف بہ حرف حسب ذیل ہے:

"حضرت مولینا صادق الیقین صاحب ایک بار سخت علیل ہوئے واقفین احباب بھی یہ خبر سن کر پریشان ہوگئے اور حضرت (یعنی گنگوہی) سے عرض کیا کہ دعاء فرمادیں، حضرت خاموش ہورہے اور بات کو ٹال دیا جب دوبارہ عرض کیا گیا تو آپ نے تسلّی دی اور یوں فرمایا، میاں وہ ابھی نہیں مریں گے اور اگر مریں گے تو میرے بعد چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس مرض سے صحت حاصل ہوگئی اور حضرت کے وصال کے بعد اُسی سال ماہ شوال حج بیت اللہ کے لیے عرب روانہ ہوئے۔ مکہ معظمہ میں بیمار ہوئے۔ مرض ہی میں عرفات کا سفر کیا یہاں تک کہ شروع محرم میں واصل بحق ہوکر جنت المعلیٰ میں مدفون ہوئے حضرت امام ربانی (یعنی گنگوہی) اور مولانا صادق الیقین صاحب کے وصال میں کچھ دن کم بیش سات ماہ کا تفاوت رہا"۔

(حوالہ ا تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

(۳) بقول تھانوی، مولوی قاسم نانوتوی جب بمرض موت بیمار ہوئے تو مولوی یعقوب نانوتوی نے بذریعہ مراقبہ معلوم کیا کہ مولوی قاسم نانوتوی کی عمر کتنی ہے "چنانچہ" ۴۹ سال کی عمر ہوئی اور موت ہوگئی۔

(حوالہ ا: حسن العزیز جلد ۲، حصہ ۲، قسط ۱۵، ملفوظ ۳۲۵، صفحہ ۱۲۱)

(۴) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ حضرت مظفر حسین کاندھلوی حج کو

تشریف لے گئے اور مدینہ جانا چاہتے تھے کہ سخت بیمار ہوگئے، ڈرے کہ اب مدینہ نہ جا سکوں گا شاید یہاں ہی مرجاؤں اور تمنا تھی مدینہ میں مرنے کی انہوں نے حاجی صاحب (امداد اللہ) سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ آپ مدینہ پہونچیں گے اور یہاں نہیں مریں گے اطمینان رکھئے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

(حوالہ ا: حکیم الامت کے حیرت انگیز واقعات (دیوبند) صفحہ ۵۵۵)

(حوالہ ۲: حکایات الاولیاء حکایت ۲۰۱ صفحہ ۲۲۱)

(حوالہ ۳: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۲۰۱ صفحہ ۲۰۱)

(حوالہ ۴: الافاضات الیومیہ جلد ۳، قسط ۱۷، ملفوظ ۳۷۴، صفحہ ۱۸۵)

(حوالہ ۵: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ ۱۰۲)

(۵) مولوی نظر محمد خاں نے ایک مرتبہ پریشان ہوکر گنگوہی سے کہا کہ حضرت فلاں شخص جو والد صاحب سے عداوت رکھتا تھا ان کے انتقال کے بعد مجھ سے ناحق عداوت رکھتا ہے۔ بے ساختہ گنگوہی نے کہا وہ کب تک رہے گا چند روز گذرے کہ دفعۃً وہ شخص انتقال کرگیا۔

(حوالہ ا: تذکرۃ الرشید جلد ۲ ص ۲۱۴)

حضرات محترم مندرجہ بالا عبارتوں کو خوب خوب پڑھئے اور تصفیہ کیجیے:

وہ لوگ جو نبی غیب داں ﷺ کے علم غیب کے منکر ہیں اور علم مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مجنون اور پاگل کے مثل بتا کر شیطان کے علم کو زیادہ ثابت کر رہے ہیں۔ وہی لوگ اپنے اکابرین اور معاصرین کو علم غیب اور کشف و مراقبہ میں یکتائے روزگار بتا رہے ہیں۔ گنگوہی جی جو ساری زندگی تنقیص انبیاء اور گستاخیٔ رسول کرنا اپنا محبوب مشغلہ تصور کرتے تھے وہی گنگوہی جی موت اور زندگی کا پتا بتا رہے ہیں، یہی گنگوہی اپنے شاگرد کے دل کے حالات بیان کر خواہش کی تکمیل حلوہ کے ذریعے کر رہے ہیں۔ حاجی امداد اللہ صاحب مظفر حسین

کاندھلوی کی تمنا پوری کر رہے ہیں اور مولوی اسمٰعیل دہلوی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ کوئی شخص اپنے یا پرائے کے مرنے اور دفن ہونے کی جگہ کیسے معلوم کر سکتا ہے۔ تھانوی صاحب نے مولانا عبد الرحیم کو بڑے نورانی والا شخص قرار دے کر صاحبِ کشف بتایا۔ اے دیوبند کے مولویو! تمہیں کیا ہوگیا ہے۔ تم نے لکھنے سے پہلے اپنے دماغ کا علاج کیوں نہ کیا۔ گندے اور غلیظ لوگوں کے مراتب اور درجات اس قدر بڑھا دیئے اور وہ ذاتِ گرامی جو کائنات میں سب سے معظم اور محترم ہے، جس کے ذکر کو رب نے اپنا ذکر فرمایا، جس کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت فرمائی جو شافع یوم النشور ہیں، مالک کل کائنات ہیں، تاجدارِ دوعالم ہیں۔ جب جب موذن صدائے توحید بلند کرے گا اللہ کی کبریائی کے ساتھ رسول کی رسالت کا ذکر ہوگا۔ ان کی شانِ اقدس میں گستاخی اور بے ادبی کر کے رسول دشمنی مول لینے والو! کچھ تو سوچا ہوتا تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ ہی کیا ہوتا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ جنگِ بدر میں آقا ﷺ رات ہی میں چند جاں نثاروں کے ہمراہ میدانِ جنگ کا معائنہ کرنے کے بعد اپنے مبارک چھڑی سے زمین پر لکیر بناتے ہوئے ارشاد فرمایا، کہ یہاں فلاں کافر قتل ہوگا یہاں فلاں کافر قتل ہوگا، یہاں ابوجہل کی لاش تڑپے گی، یہاں عتبہ ہلاک ہوگا، یہاں شیبہ کو اپنے ہی خون میں نہانا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے جن جن جگہوں پر جس جس کافر کی قتل گاہ بتائی اس کافر کی لاش اسی جگہ پائی گئی۔

ان میں سے کسی کافر نے بال برابر بھی تجاوز نہ کیا۔ رسول خدا ﷺ نے مرنے والے کافر اور اس کی قتل گاہ سے میدانِ جنگ میں جو خبر دی کیا وہابیوں کے پیشواؤں کو اس سے انکار ہے؟ اگر انکار نہیں ہے تو پھر علمِ مصطفیٰ پر تنقیص و توہین کس لیے کیا جارہا ہے۔

سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں ارے ہاں نہیں

حیات بعد موت

(۱) مولوی احمد حسن صاحب امروہی اور فخر الحسن گنگوہی میں آپس میں اختلاف تھا۔ دارالعلوم دیوبند کے صدر المدرسین مولوی محمود حسن دیوبندی غیر جانبدار رہنے کے بجائے ایک جانب جھک گئے۔ اسی دوران دارالعلم دیوبند کے مہتمم رفیع الدین نے ایک دن علی الصبح بعد نماز فجر مولوی محمود الحسن کو اپنے حجرے میں جو دارالعلوم دیوبند میں تھا وہاں بلایا، مولوی محمود حسن گئے تو مولوی رفیع الدین نے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی (روح) جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے جس سے میں ایک دم پسینہ پسینہ ہوگیا اور میرا یہ لبادہ تر ہوگیا۔ اس وقت موسم سخت سردی کا تھا مولینا نانوتوی نے مجھ سے فرمایا کہ محمود حسن کو کہہ دو کہ اس جھگڑے میں نہ پڑے، پس میں نے یہ کہنے کے لیے بلایا ہے، مولوی محمود حسن نے کہا کہ حضرت میں آپ کے ہاتھ پر توبہ کرتا ہوں کہ اسکے بعد میں اس قصہ میں کچھ نہ بولوں گا۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۲۴۷ صفحہ ۲۶۱)

(حوالہ ۲: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۲۴۷ صفحہ ۲۴۲)

(۲) مولوی اشرف علی تھانوی اپنے دادا سلطان شہاب الدین کا ایک واقعہ انتقال کے بعد زندہ ہو کر اپنے گھر آنے کا اس طرح بیان کرتے ہیں:

"شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا شب کے وقت اپنے گھر مثل زندہ کے تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لاکر دی اور فرمایا کہ اگر تم کسی سے ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح روز آیا کریں گے لیکن ان کے گھر والوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں اس لیے ظاہر کر دیا اور پھر آپ تشریف نہیں

لائے یہ خاندان میں مشہور ہے۔"

(حوالہ: اشرف السوانح ج ۱ ص ۱۲)

(۳) بعد موت مثل زندہ ہونے کا واقعہ مولوی اشرف علی تھانوی کی زبانی۔

"مولانا اسمٰعیل صاحب شہید کے قافلہ میں ایک شخص شہید ہوگئے جن کا نام بیدار بخت تھا وہ دیوبند کے رہنے والے تھے ان کی شہادت کی خبر آچکی تھی ان کے والد حسب معمول ایک رات تہجد کی نماز کے لیے اٹھے تو گھر کے باہر گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز آئی اور پھر ایک شخص نے دروازہ کھولا دیکھا تو ان کے لڑکے بیدار بخت ہیں یہ دیکھ کر حیران ہوگئے کہ ان کے متعلق تو معلوم ہو چکا تھا کہ شہید ہو چکے ہیں یہ کیسے آگئے۔ بیدار بخت نے کہا کہ جلدی کوئی فرش وغیرہ بچھایئے مولوی اسمٰعیل صاحب اور سید صاحب یہاں تشریف لا رہے ہیں ان کے والد نے فوراً ایک بڑی چٹائی بچھادی، ایک مجمع اس فرش پر آبیٹھا۔ بیدار بخت سے ان کے والد نے کہا تمہارے کہاں تلوار لگی تھی؟ انھوں نے اپنا ڈھاٹا کھولا اور نصف چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر اپنے باپ کو دکھایا کہ یہاں تلوار لگی تھی۔ ان کے باپ نے کہا کہ باندھ لو مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ تھوڑی دیر بعد یہ حضرات واپس تشریف لے گئے۔ صبح کو بیدار بخت کے والد کو شبہ ہوا کہ کہیں خواب تو نہیں تھا مگر چٹائی پر دیکھا تو خون کے قطرے موجود تھے یہ وہ قطرے تھے جو بیدار بخت کے چہرے سے گرے ہوئے ان کے والد نے دیکھے تھے ان قطروں کو دیکھنے سے وہ یہ سمجھے کہ یہ بیداری کا واقعہ ہے۔"

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴، قسط ۲۴، ملفوظ ۳۱۲، ص ۳۷۱

(۴) ایک اور واقعہ تھانوی جی کی زبانی سنئیے۔

"ایک صاحب کشف حضرت حافظ صاحب (ضامن تھانوی) کے مزار پر فاتحہ پڑھنے لگے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا مجھ سے فرمانے لگے فاتحہ کسی مردے

پر پڑھیو، یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو یہ کیا بات ہے۔ جب لوگوں نے بتلایا کہ یہ شہید ہیں۔ (لعنت اللہ علی الکذبین)"

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت نمبر ۲۰۵ ص ۲۲۳)

حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت نمبر ۲۰۵ ص ۲۰۲)

(۵) ایک اور دل لگی ملاحظہ ہو:

"مولوی الیاس کاندھلوی (بانی تبلیغی جماعت) کے والد مولوی اسمٰعیل صاحب کا انتقال ہوا اور جنازہ کی نماز پڑھنے میں دیر ہوئی تو مولوی اسمٰعیل اپنے کو جلدی رخصت کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں، جنازہ میں اتنا ہجوم اور ایسی کثرت تھی کہ لوگوں نے بار بار نماز پڑھی جس کی وجہ سے دفن میں کچھ تاخیر ہوئی اس عرصہ میں ایک صاحب ادراک بزرگ نے دیکھا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں کہ مجھے جلدی رخصت کر دو میں بہت شرمندہ ہوں کہ حضور ﷺ صحابہ کے ساتھ میرے انتظار میں ہیں۔

(حوالہ ۱ مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت (دہلی) صفحہ ۴۷)

(حوالہ ۲ القول البلیغ فی التحریر من جماعۃ التبلیغ (عربی) صفحہ ۱۳۹)

دیوبندی ملاؤں کی بازیگری

واہ واہ بازی گری ایسی کی عقل بھی حیران۔ کسی کی روح اپنے عنصر کے ساتھ واپس آرہی ہے اور کوئی اپنی اہلیہ کے لیے مٹھائی کا ڈبہ لا رہا ہے۔ اور بیدار بخت نے تو کمال ہی کردیا بیچارے چارپائی بچھوا رہے ہیں اور کٹے ہوئے دست و بازو کا مشاہدہ بھی کروا رہے ہیں۔ سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دینا آسان ہے مگر عقل وخرد کو دھوکہ دینا بعید از قیاس ہے۔ آیئے ہم مولوی اسمٰعیل دہلوی سے سوال کرتے ہیں کہ بعدِ موت مثل زندہ ہونا آپ کے نزدیک کیسا ہے؟ آنجناب اپنی خباثت کا اظہار اس طرح کر رہے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا یعنی کہ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی

صفحہ ۱۰۰) مولوی اسمٰعیل دہلوی کے مسلک اور عقیدے کے اعتبار سے جب حضور مر کر مٹی میں مل گئے (معاذ اللہ) تو اکابرین دیوبند کیوں کر بعدِ مُردن زندہ ہیں۔ یہ فریب اور دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟ جن کی زندگی کی بشارت قرآن دے رہا ہو اُن کو مر کر مٹی میں مِل جانے کو بتایا جا رہا ہے اور جن کی زندگی ذہنی عیاری اور فکری عیاشیوں میں گزری ہو، جن کے مرتد اور کافر ہونے کا فتویٰ عرب و عجم کے علماء و فقہا نے دیا ہو ان کے مرنے کے بعد کے حیات کا نغمہ پڑھا جا رہا ہے۔ بات سمجھ سے بالا تر ہے کہ اپنے نبی محترم ﷺ کی ذات و صفات کو تنقید و تنقیص کا نشانہ بنانے والے، اپنے فکر و اعتقاد کے بزرگوں کی شان میں قصیدے پڑھ پڑھ کر ان کے گھٹیا اور ناقص وجود کو رفعت و بلندی کے اعلیٰ مینارے پر فائز کرتے ہیں۔

جب کہ مومن کا ایمان اپنے نبی سے والہانہ محبت اور تعظیم کا درس دیتا ہے۔ میرے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اپنے آقا ﷺ کے گستاخوں کی طرف نگاہ غلط اٹھا کر دیکھنا بھی توہین کے زمرے میں تصور کرتے تھے اور ساری دنیا کو پیغام دیتے رہے کہ۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حبیب
اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجیے

رسولِ گرامی وقار کے تعلق سے گم گشتۂ راہ ملاؤں کی ہٹ دھرمیاں اور ان کی ریشہ دوانیاں پڑھ کر غیرت کو بھی پسینہ آ جاتا ہے، اگر ملاؤں کے آباء و اجداد اور خاندانی بزرگوں کے بارے میں یہی الفاظ استعمال کر لیے جائیں تو چراغ پا ہو کر برسرِ پیکار ہو جائیں مگر یہ لوگ اس رسول کے بارے میں لب کشائی کی جرأت کرتے ہیں جو انسانوں کا، فرشتوں کا حور و غلماں کا، یہاں تک کہ نبیوں کا بھی رسول ہے۔ اور اللہ کی طرف سے بھیجا گیا آخری تاجدار ہے جس پر رب تعالیٰ خود درود بھیجتا ہے، جس کی بیعت اللہ کی بیعت، جس کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ، جس کی اطاعت کو اپنی رضا قرار دے رہا ہے۔ امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

اللہ تعالیٰ نے با اعتبار تفاوت درجات اپنے مقبول بندوں کی جو ترتیب قرآن کریم میں بیان فرمائی ہے اس میں پہلے انبیاء پھر صدیقین اس کے بعد شہداء و صالحین کا ذکر کیا ہے۔ شہداء کو زندہ ماننے کا حکم ہے جو عبارۃ النص سے ثابت ہے۔ اور صلحاء میں سب سے پہلے عاملِ بالقرآن ہیں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح الصدور میں حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ سے یہ فرماتے سنا کہ جب عاملِ بالقرآن حافظ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم دیتا ہے کہ اے زمین تو اس جسم کو مت کھانا۔ زمین عرض کرتی ہے خدایا میں ایسے کو کس طرح کھا سکتی ہوں جس کے جوف میں تیرا کلام موجود ہے۔ اب انصاف سے بتائیے کسی شئے پر عمل اس شئے کی فرع ہے اور شئے وہ کلامِ الٰہی ہے جو زبانِ نبوت سے صادر ہوا ہو تو نبی جس کی زبان سب گُن کی کنجی ہے وہ کس طرح مر کر مٹی میں مل سکتا ہے جب کہ اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کا جسم کھائے۔ کیسے کہا جائے کہ وہابیوں کے اکابرین نے یہ حدیث نہیں پڑھی ہوگی لیکن جب کسی کو عظمت و رسالت سے حسد ہو تو اس کا کیا علاج۔

آنکھیں اگر ہیں بند تو پھر دن بھی رات ہے
اس میں بھلا قصور کیا ہے آفتاب کا

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق سے تفسیر عزیزی صفحہ ۵۱۸ دیکھئے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت کے ساتھ اپنے دین میں داخل ہونے والے ہر شخص کے احوال سے مطلع ہیں۔ وہ کون سا عمل ہے جو آپ سے پوشیدہ ہے یہاں تک کہ درجاتِ اعمال اور اخلاق و نفاق کو بھی جانتے ہیں یہ مشاہدہ اب بھی بِعَيْنِہٖ قایم و دائم ہے جس طرح ظاہری حیات مقدسہ میں تھا آج بھی پیش کیے جاتے ہیں۔ مشہور تابعی حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **لَيْسَ مِنْ يوم الاوتعرض على النبى صلى الله عليه وسلم اعمال امته غدوة وَ عشية بسيما هم و اعمالهم فلذالك يشهد عليهم۔** (المواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۸۷) ایسا کوئی دن نہیں گذرتا ہے جس میں صبح و شام رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکات میں امت کے احوال و اعمال پیش نہ ہوتے ہوں تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم اپنے اُمتیوں کو ان کی صورتوں اور اعمال کے ساتھ جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قیامت کے روز ان پر گواہی دیں گے۔ غور وفکر کا مقام ہے کہ اعمال کا پیش ہونا اور اس کا مشاہدہ فرمانا اور پھر ان کی صورتوں کو جاننا یہ تمام چیزیں کیا آپ کی حیات پر روشن دلیل نہیں ہیں؟ اور پھر بروزِ حشر اپنی امت پر گواہی دیں گے یقیناً ان دلائل کی بنیاد پر حیاتِ نبی کا مسئلہ پائے ثبوت کو پہونچ گیا۔ دوسری اہم بات جو ان دلائل و براہین سے ثابت ہوتی ہے وہ آپ کا علم و ادراک ہے کہ اُمتی جس حال میں ہو خواہ فسق و فجور سے تعلق رکھتا ہو اور اللہ جل شانہٗ کی نافرمانیاں کرتا ہو۔ یا نیک عمل کرنے والا ہو سب کا احساس اور علم آپ کو ہے۔ بندہ گناہ کا مرتکب ہے تو آپ کو تکلیف ہوتی ہے۔ جس طرح جسم کے اعضاء کے ہر حصے کی کیفیات کو ذہن محسوس کرتا ہے ٹھیک اسی طرح پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امتیوں کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ اب وہ لوگ بتائیں جو نبی کے علم کو شیطان اور پاگل کے علم سے تشبیہ دیتے ہوئے شیطان کے وسعتِ علم کو ثابت کر کے اپنی خباثت کا اظہار کرتے ہیں۔ کیا ان محسوسات کا علم و ادراک نبی کے علاوہ کسی کو ہو سکتا ہے؟ جبکہ محسوسات کا علم غیب دانی پر منطبق ہوتا ہے، جاہل اور کورِ باطن ملاؤں سے میرا سوال ہے کہ اگر محسوسات کے علم پر تمہارے پاس کوئی شیطانی دلیل ہو تو پیش کرو ورنہ گمراہیت سے توبہ کر کے توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے باز آجاؤ او اپنے اکابرین کی اَن کہی باتوں سے توبہ کر کے وفادارانِ پیغمبر کی جماعت میں شامل ہو کر اپنی غلامی کا ثبوت پیش کردو تاکہ کڑے عذاب سے نجات پاجاؤ اور اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں اعلان کردو۔

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جا بجا تھانے والے

اللہ اور رسول نے چاہا کہنا غلط ہے

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں لکھا ہے کہ

’’یوں نہ بولیے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کیونکہ

جہاں کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔‘‘

(حوالہ: تقویۃ الایمان، دارالسلفیہ ممبئی، ص۹۶)

(حوالہ۲: تقویۃ الایمان، کتب خانہ مسعودیہ دہلی، ص۹۶)

(۲) مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ

’’یوں کہنا کہ خدا اور رسول ﷺ اگر چاہیگا تو فلاں کام ہوجائے گا شرک ہے۔‘‘

(حوالہ۱: بہشتی زیور، ربانی بک ڈپو دہلی، حصہ ا ص ۳۵)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی کا اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے متعلق اعتقاد کہ ان کا چاہا ہوا ٹل نہیں سکتا، حسب ذیل عبارت اس کی شہادت دے رہی ہے:

’’مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا حضرت حاجی (امداد اللہ مہاجر مکی) نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ تمھاری خالہ تمھارے لیے اولاد کی دعاء کرنے کو کہتی تھی، میں نے کہہ دیا کہ میں دعاء کروں گا لیکن میں تمھارے لیے اسی حالت کو پسند کرتا ہوں جیسا کہ میں خود ہوں یعنی بے اولاد سامان سب کچھ ہوئے، مگر چاہا تو بڑے میاں ہی کا ہوا، اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ خاص معاملہ تھا وہ کہاں ٹل سکتا تھا۔‘‘

(حوالہ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط ۱۴، ملفوظ ۷۰۷، ص ۴۳۹)

(حوالہ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۱، ملفوظ ۱۱۱، ص ۶۰)

(حوالہ۳: اشرف السوانح، ج ۱، ص ۱۸۸)

(حوالہ۴: حسن العزیز ج ۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۰۹، ص ۳۹)

(حوالہ۵: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲، قسط ۱۰، ملفوظ ۹۳۵، ص ۵۲۳)

اکابرین دیوبند کا دعویٰ عظمت و انانیت

(۱) گنگوہی جی نے خود اپنے متعلق کہا کہ،

"سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع کے بغیر۔"

(حوالہ: تذکرۃ الرشید ج ۲، ص ۱۷)

(۲) تھانوی کو علم ضروری کے درجے میں احساس تھا کہ اللہ تعالیٰ نے تھانوی کو حجت اللہ فی الارض بنا کر دنیا میں بھیجا ہے۔

(حوالہ: اشرف السوانح، ج ۱، ص ۸۴)

(۳) دارالعلوم دیوبند کے مہتمم مولوی رفیع الدین کے حلقۂ توجہ میں تھانوی شرکت کرتے تھے اور اس شرکت کے اثر کے تعلق سے تھانوی نے خود کہا:

"مجھ کو اس زمانے میں ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے مجھ میں نفسانیت کا شائبہ بھی نہیں رہا اور میں بالکل فرشتہ ہو گیا۔"

(حوالہ: اشرف السوانح ج ۱، ص ۱۷۲)

(۴) "مولوی اسمٰعیل دہلوی کے پیر و مرشد احمد رائے بریلوی نے خود اپنے متعلق کہا کہ الحمد للہ میں اللہ کا وہ بندہ ہوں جس کے لیے مچھلیاں پانی میں اور چیونٹیاں سوراخوں میں دعاء کرتی ہیں اور جس طرف کو میں نکل جاتا ہوں وہاں کے درخت اور جانور تک مجھے پہچانتے اور سلام کرتے ہیں۔"

(حوالہ: حکایات الاولیاء حکایت ۱۱۷، ص ۱۵۱)

(حوالہ: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۱۱۷، ص ۱۳۱)

(۵) تھانوی صاحب نے کچھ نئے اصول و ضوابط تشکیل دیئے تھے، جس کی وجہ سے لوگوں میں چہ میگوئیاں ہو رہی تھیں اس ضمن میں تھانوی نے کہا کہ

"حضرت عمر فاروق نے جو حد قائم کی تھی وہ حضور کے زمانے میں نہ تھے اسی طرح میرے یہ معمولات اپنے بزرگوں میں نہ تھے تو اگر مجھ پر کوئی اعتراض کرے کہ وہ کام کرتا ہے جو بزرگوں نے نہیں کیا، تو اس کا جواب

حضرت عمر کی طرف سے جو ہوگا وہی جواب اس عمر یعنی میری طرف سے خیال کر لیا جاوے۔"

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۱، ملفوظ ۲۴۰، ص ۱۳۶)

(۶) تھانوی جی کہتے ہیں

"طریق مردہ ہو چکا تھا احیاء کی حق تعالیٰ نے مجھے توفیق عطا کی۔"

(حوالہ: الافاضات الیومیہ ج ۲ قسط ۱، ملفوظ ۲۲۰، ص ۱۲۷)

(۷) ایک شخص نے تھانوی سے کہا کہ منکر نکیر کے سوال کا جواب تو آسان ہے مگر آپ کے سوالات کا جواب مشکل ہے، جواب میں تھانوی نے کہا بالکل صحیح ہے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۴، ملفوظ ۸۸۹، ص ۴۵۰)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲ قسط ۷، ملفوظ ۳۵۳، ص ۱۹۳)

(حوالہ ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۱، ملفوظ ۹۱، ص ۵۱)

(۸) تھانوی نے نواب ڈھاکہ کا قول نقل کر کے اپنے متعلق کہا کہ جس نے صحابہ کو نہ دیکھا ہو وہ تھانہ بھون جا کر دیکھ لے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط ۱۷، ملفوظ ۳۸۶، ص ۱۹۲)

(حوالہ ۲: الکلام الحسن ج ۱، قسط ۹، ملفوظ ۱۸۵، ص ۸۸)

(۹) تھانوی کی وجہ سے تھانہ بھون غرق ہونے سے سلامت رہا۔

(حوالہ: ۱، حکایات الاولیاء حکایت ۴۳۰، ص ۴۱۳)

(حوالہ: ارواحِ ثلٰثہ، حکایت ۴۳۰، ص ۳۹۱)

(۱۰) تھانوی نے کہا کہ طریق مردہ ہو چکا تھا، مدتوں بعد دوبارہ زندہ ہوا اب صدیوں تک تجدید کی ضرورت نہیں، میرے جیسے پیر کی ضرورت ہے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲، قسط ۸، ملفوظ ۵۸۰، ص ۳۰۸)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲، قسط ۱۰، ملفوظ ۹۳۷، ص ۳۲۳)

(حوالہ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط۱۴، ملفوظ ۵۲۵، ص ۳۵۷)

(۱۱) تھانوی نے اپنے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن سے کہا کہ میں ایک ہی جلسہ میں طالب کو خدا تک پہنچا دیتا ہوں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۱، ملفوظ ۱۱، ص ۱۸)

(۱۲) ایک مرتبہ گنگوہی نے مجمع کثیر میں یہ الفاظ کہے کہ یہ جو میرا طریقہ ہے بعینہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریق ہے اس پر ثابت قدم رہنا اور اس کو ہاتھ سے نہ دینا۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید ج ۲، ص ۳۴)

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک

مندرجہ بالا دونوں عبارتیں پڑھ کر تصفیہ کیجیے۔

دیوبند کے یہاں اللہ اور رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ کہنا غلط ہی نہیں بلکہ شرک کے درجہ میں ہے اس کے باوجود اشرف علی تھانوی اقرار کر رہے ہیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب نے جو کہہ دیا وہی ہوا، گنگوہی جی اپنی اتباع کو سند نجات ثابت کر رہے ہیں، تھانوی جی حجۃ اللہ فی الارضین بنا کر بھیجے گئے، کسی کے لیے مچھلیاں اور چیونٹیاں دعا کر رہی ہیں تو کوئی کہہ رہا ہے کہ ہمیں جانور اور درخت پہچان کر سلام کرتے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) یہ ایسے لوگ ہیں جن سے توہین انبیاء ثابت ہے۔ پیغمبر اسلام ﷺ کو در و دیوار سلام عرض کریں، درخت سجدہ کریں، جانور کلام کریں، ساری مخلوقات حاجت روا جانیں انھیں کے تعلق سے یہ عقیدہ کہ ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور اللہ اور رسول ساتھ میں ملا کر بولنا سنگین جرم بتایا جا رہا ہے۔ قرآن حکیم میں رب تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" اے ایمان والو حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا۔ اس آیت کریمہ میں اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب کی اطاعت ہر حکم میں واجب قرار دیا ہے، اگر چہ کسی کو قرآن کے خلاف ہی کیوں نہ حکم دیں واجب کے درجہ میں ہوگی۔ جیسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں دوسری عورتوں سے نکاح کی اجازت نہ تھی۔ حضرت خزیمہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی تنہا گواہی دو کے برابر تسلیم کی گئی اور ایسا کیوں نہ ہو حضور حاکموں کے حاکم، سلطانوں کے سلطان، جو فرمادیں اور جس کے لیے فرمادیں وہی اس کے لیے قانون بن جائے۔ سرکار کی اطاعت اللہ رب العزت کی اطاعت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جن لوگوں نے اس سے الگ جانا وہ مرتد اور گمراہ ہوئے اور اس کی سزا قتل متعین ہوئی۔ دین اسلام قبول کرنے کے بعد جب کوئی قطعی و ضروری عقائد کا انکار کرے اور توبہ نہ کرے تو اسے شرعی اصطلاح میں مرتد کہا جاتا ہے اور اس کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ اور یہ اصول ہے کہ قانون کا منکر غدار اور باغی کہلاتا ہے اور دنیا کے قانون میں غدار کی سزا قتل ہے۔ دیکھو بشر منافق نے رسول کریم ﷺ کے فیصلے سے روگردانی کی تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مرتد کا سر قلم کر کے "اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول" کا عملی مظاہرہ فرما کر یہ پیغام دیا کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کو نا ماننے والی جماعت کے افراد سے ملاقات ہو تو ضرور سر قلم کیا جائے۔ دیکھو! اگر بشر منافق کا سر قلم کر کے اس کو گستاخی کی سزا دینا از روئے شرع درست نہ ہوتا تو ضرور خون بہا ادا کیا جاتا، مگر جب اس قضیہ پر بارگاہ رسول ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طلبی ہوتی ہے سرکار نے ارشاد فرمایا کیوں عمر تم نے ایک مسلمان کو قتل کر دیا ہے کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا" یا رسول اللہ ﷺ میں ایسے کو مسلمان سمجھتا ہی نہیں ہوں جو آپ کے فیصلے کو مسترد کر دے۔ میں نے مسلمان کا نہیں ایک منافق کا سر قلم کیا۔ رب قدیر نے فاروق اعظم کے اس فیصلے کو سراہا اور ان کی موافقت میں قرآن کی آیت نازل فرمائی۔ "اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔ (کنز الایمان، پ ۵، النساء آیت ۶۴)

مذکورہ آیت میں ایمان کی نفی ہے نہ کہ کمال ایمان کی، یعنی وہ بے ایمان اور گمراہ، مرتد، بددین، عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ رکھنے والے لوگوں کو اصل ایمان ہی نصیب نہ ہوگا۔ مومن اگر چہ گناہ کرے مگر قطعاً وہ حضور ﷺ کی شان میں گستاخی نہیں کر سکتا ہے، اپنے کو ناحق ظالم گنہگار جانتا ہے۔ لہٰذا ایمان سے خارج نہیں، ہاں جو کلمہ پڑھنے کے باوجود اسلامی احکام میں نقص نکالے وہ ضرور اسلام سے خارج ہے۔ دیوبندی، وہابی، صلح کلی اور ان

جیسے دیگر فرقے کے لوگ جو بظاہر مسلمان ہونے کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہیں کیا یہ لوگ قرآن کی نظر میں مومن ہیں؟

جس کے یہاں اللہ و رسول کے چاہنے جیسے الفاظ کا استعمال شرک ہے اور ستم یہ ہے کہ اللہ و رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اس کے برعکس اکابرین دیوبند کا چاہا کبھی ٹل نہیں سکتا۔

ایسے ہی لوگوں کے لیے امام عشق و محبت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خلد میں پہونچا رضاؔ پھر تجھ کو کیا

لقب رحمۃ للعالمین

(۱) لفظ رحمۃ للعالمین صرف خاصہ رسول ﷺ کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء، انبیاء اور علمائے ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں، اگرچہ جناب رسول ﷺ سب سے اعلیٰ ہیں لہٰذا اگر دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے، فقط۔

(حوالہ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) ص ۱۰۴)

(حوالہ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) ج ۲، ص ۹)

(۲) بقول رشید احمد گنگوہی حاجی امداد اللہ رحمۃ للعالمین ہیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج۱، قسط۱، ملفوظ ۱۳۵، ص ۸۸)

(۳) جب حضرت حاجی صاحب کا انتقال ہوا تو ہم نے ایک وقت کا بھی کھانا نہیں چھوڑا اتنا کہنے کے بعد تھانوی نے کہا کہ مگر مولانا کو دست لگ گئے، کئی روز تک کھانا نہیں کھایا اس زمانہ میں لوگوں نے اکثر کہتے سنا کہ واقعی رحمۃ اللعالمین واقعی حاجی صاحب کی شان رحمت ہی رحمت ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ۴، ملفوظ ۵۹۳، ص ۵۰)

(۴) تھانوی جی نے کہا کہ ہم تو حاجی صاحب (امداد اللہ) کو ایسا سمجھتے ہیں کہ

اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت حاجی صاحب کی پیدائش سے پہلے اور آسمان زمین تھے، خدا تعالیٰ نے حاجی صاحب کی خاطر نیا آسمان اور نئی زمین پیدا فرمادی ہے تو ہم اس کا بھی یقین کرلیں ہم تو حاجی صاحب کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ۴، ملفوظ ۵۹۳، ص ۵۱)

ذات آفتابِ رسالت کو نشانہ

مذکورہ بالا عبارات کو بغور پڑھیے اور فیصلہ کیجیے، فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت واضح طور پر بتا رہی ہے کہ رحمۃ اللعالمین کا اطلاق عام انسان پر ہوسکتا ہے اس عبارت سے آفتاب رسالت ﷺ کی شان اعلیٰ کو نشانہ بنانے کی کوشش کی گئی ہے اور دوسری عبارت میں حاجی امداد اللہ صاحب کو سرتا پُر رحمت ہی رحمت ثابت کیا جارہا ہے، یہاں تک کہ حاجی صاحب کی ایسی ذات ہے جن کی خاطر رب تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمادی۔ اگرچہ ان کا وجود نئی صورتوں میں ہوا دیوبندیوں نے رسول کے رحمۃ اللعالمین ہونے کے بجائے اپنے اکابرین کو مجسم رحمت سے تعبیر کیا، جبکہ رب قدیر نے اپنے محبوب کے بارے میں ارشاد فرمایا: "**وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین**" اور ہم نے تمہیں نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔ یہ آیت کریمہ بے شک و شبہہ اس بات کی دلیل ہے کہ جانِ کائنات فخرِ موجودات حضور ﷺ کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا کیونکہ آپ کائنات کے ہر فرد کے لیے رحمت کا سبب ہیں۔ جہاں جہاں رب کی ربوبیت ہے وہاں وہاں حضور کی رحمت ہے اور آپ کی رحمتِ پاک کا دائرہ بلا استثناء عالمین کے ہر فرد کے لیے ہے۔ اور یہ بالکل عیاں ہے کہ جس طرح ہر فرد عالم اپنی بقاء اور ارتقاء کے لیے رحمت عالم ﷺ کا محتاج ہے اسی طرح اپنی ایجادات میں بھی آپ کی رحمت کا محتاج ہے، اور یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ محتاج الیہ کا وجود محتاج سے پہلے ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا نورِ محمدی ﷺ عالمین کے ہر فرد سے پہلے پیدا کیا جاچکا تھا، آپ کی رحمت مطلق ہے، کامل ہے، عام ہے، عالم الغیب والشہادۃ کو گھیرے ہوئے ہے اور دونوں جہاں میں دائمی طور پر موجود ہے۔

حضور کی رحمتِ عامہ، رزق وغیرہ ہر کافر و مومن کو پہونچتی ہے اور رحمتِ خاصہ ایمان و عرفان وغیرہ صرف مومنوں کو۔ دلوں میں کدورت رکھنے اور منافقت کا زہر پھیلانے والے حضرات بھی آپ کی رحمت عامہ سے مستفیض ہو رہے ہیں ورنہ اگلی قوموں کی طرح ان ظالموں کا بھی حشر وہی ہوتا۔ یہ صدقہ ہے رحمت عالم ﷺ کے نعلین مبارکہ کا کہ کم ازکم دنیا میں عذاب الٰہی سے محفوظ ہیں۔

وہ ہر عالم کے رحمت ہیں کسی عالم میں رہ جاتے
یہ ان کی مہربانی ہے کہ یہ عالم پسند آیا

فحش حکایات و ارتکاب

(۱) خانقاہِ گنگوہ میں مرید اور شاگرد کی موجودگی میں رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی ایک ہی چارپائی پر لیٹ گئے نانوتوی کا شرما جانا اور گنگوہی سے کہنا کہ میاں کیا کر رہے ہو لوگ کیا کہیں گے، لیکن گنگوہی کا کہنا کہ لوگ کہیں تو کہنے دو۔

(حوالہ: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۳۰۵، ص ۲۸۹)

(حوالہ۲: حکایات الاولیاء، حکایت ۳۰۵، ص ۳۰۷)

(۲) مولوی منصور علی تلمیذ نانوتوی کا ایک لڑکے سے عشق تھا، نانوتوی کی فراست نے بھانپ لیا۔ آپس میں گفتگو کے دوران نانوتوی کا اس لڑکے کا ذکر چھیڑنا، پھر مولوی منصور کا اقرار، نانوتوی نے دل جوئی کرتے ہوئے کہا کہ یہ حالت تو اس پر آتی ہے۔ پھر مولوی منصور کا اقرار کہ اب میں نکمہ ہوگیا ہوں نانوتوی کا کہنا کہ تھک گئے جوش ختم ہوگیا بالآخر گنگوہی نے منصور کو عرش کے نیچے پہونچایا۔

(حوالہ۱: حکایات الاولیاء ۲۵۱، ص ۲۶۴)

(حوالہ۲: ارواحِ ثلٰثہ، حکایت ۲۵۱، ص ۲۵۴)

(۳) حافظ ضامن مچھلی کا شکار کر رہا تھا کسی نے کہا حضرت ہمیں مارا، ضامن، تھانوی نے کہا اب کے ماروں تیری۔

(حوالہ۱: حکایات الاولیاء، حکایت ۲۱۰، ص ۲۲۵)

(حوالہ۲: تذکرۃ الرشید، ج ۲، ص ۲۷۰)

(حوالہ۳: ارواحِ ثلٰثہ، حکایت ۲۱۰، ص ۲۰۵)

(۴) کانپور میں تھانوی کے حیدرآبادی ماموں سے وعظ کرنے کی درخواست، کہا اس شرط پر واعظ کروں گا کہ میں بالکل ننگا ہو کر بازار سے نکلوں اس طرح کہ ایک شخص آگے سے میرے عضوئے تناسل کو پکڑ کر کھینچے اور دوسرا پیچھے سے انگلی کرے، ساتھ میں لڑکوں کی فوج ہو اور وہ یہ کہتے جائیں کہ بھڑوا ہے رے بھڑوا، بھڑوا ہے رے بھڑوا، اس وقت میں حقائق و معارف بیان کروں گا۔

(حوالہ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۴، قسط ۲۲، ملفوظ ۱۱۲، ص ۱۲۸)

(حوالہ۲: الافاضات الیومیہ (تھانہ بھون) ج ۹، حصہ ۱، ملفوظ ۹۶، ص ۱۴۲)

(۵) مولوی فیض الحسن کا چھتہ کی مسجد میں استنجا کے لوٹوں کی ٹوٹیاں ٹوٹی ہوئی دیکھ کر کہنا کہ سارے لوٹے مخنث ہیں یہ سن کر نانوتوی کا کہنا کہ مخنثوں سے ڈرنا کیا اور آپ کو بڑا استنجا کرنا نہیں۔

(حوالہ۱: حکایات الاولیاء، حکایت ۲۴۴، ص ۲۵۹)

(حوالہ۲: ارواح ثلٰثہ، حکایت ۲۴۴، ص ۲۴۱)

(حوالہ۳: سوانح قاسمی، ج ۱، ص ۴۶۵)

(۶) تھانوی کے ماموں کا تھانوی سے ملنے کے لیے آنے پر ننگا ہو کر آنے کی شرط، تھانوی کا کہنا کہ میرا کیا بگڑتا ہے میں آنکھیں بند کر کے مصافحہ کر لیتا۔

(حوالہ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۴، قسط ۲۲، ملفوظ ۱۱۲، ص ۱۲۹)

(حوالہ۲: الافاضات الیومیہ (تھانہ بھون) ج ۹، حصہ ۱، قسط ۲۷، ملفوظ ۹۶، ص ۱۴۴)

(۷) ایک دیہاتی نے بھرے مجمع میں گنگوہی سے پوچھا کہ عورت کی شرمگاہ کیسی ہوتی ہے، جواب میں گنگوہی نے فرمایا جیسے گیہوں کا دانہ۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۰)

(۸) حافظ جی کے نکاح کی حکایت، لڑکوں نے کہا نکاح میں بہت مزا ہے۔ حافظ جی نے نکاح کیا رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی اور کہا کہ ہمیں تو نہ نمکین، نہ میٹھی، نہ کڑوی معلوم ہوئی لڑکوں نے کہا مارا کرتے ہیں، جوتے سے مارا محلہ جمع ہوگیا رسوائی ہوئی تب لڑکوں نے کھل کر بتایا پھر اس پر عمل کیا اور کہا واقعی بہت مزا ہے۔

(نوٹ) یہ حکایت تھانوی نے شریعت کے احکام پر عمل کرنے میں سکون ہے سمجھانے کے لیے حوالہ ۱ میں اور حوالہ ۲ میں وحدۃ الوجود کی حقیقت کی مثال سمجھانے کے لیے بیان کی۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۳ قسط۱۴ ملفوظ ۵۳۷ صفحہ ۳۶۲)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط۲ ملفوظ ۳۸۱ صفحہ۱۹۲)

(حوالہ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط ۵ ملفوظ ۱۰۰۴ صفحہ ۴۹۷)

(حوالہ۴: الافاضات الیومیہ (تھانہ بھون) جلد۲ حصہ۱ قسط۴۲ ملفوظ ۲۸۰ صفحہ ۲۴۴)

(حوالہ۵: حسن العزیز جلد۴ حصہ۱ قسط۱۰ صفحہ۱۰۱)

(۹) تھانوی کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن نے تھانوی سے کہا کہ

"کاش میں عورت ہوتا اور آپ کے نکاح میں جواب میں تھانوی نے کہا کہ یہ آپ کی محبت ہے ثواب ملے گا، ثواب ملے گا۔"

(حوالہ ۱: اشرف السوانح جلد۲ صفحہ ۲۸)

(۱۰) گنگوہی نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے خواب دیکھا کہ مولوی قاسم نانوتوی دولہن کی صورت میں ہیں اور میرا ان سے نکاح ہوا سو جس طرح زن و شوہر میں ایک دوسرے سے فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مجھے ان سے اور انہیں مجھ سے فائدہ پہونچا ہے۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ ۲۸۹) (حوالہ ۲: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ ۲۴۵)

(۱۱) مولوی یحییٰ کاندھلوی کے فراق میں گنگوہی کا عاشقانہ شعر سنئے۔

مت آئیو او وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز، گذر جائے گی رات بھی

(حوالہ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۳۳۸ صفحہ ۳۲۵)

(حوالہ۲: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ ۷۶)

(حوالہ۳: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۳۳۸ صفحہ ۳۰۷)

(۱۲) پڑوسی کے مکان میں ایک عورت بن ٹھن کر بیٹھی تھی تھانوی جی کھڑکی سے دیکھتے ہیں۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد۲ حصہ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۱۵۳ صفحہ ۲۹)

(۱۳) تھانوی کے ماموں شوکت علی نے ایک طالب علم کو بلایا کہ یہاں آؤ کچھ کہنا ہے، وہ آیا تو دوسری طرف چلے گئے اور وہاں بلایا غرض کہ ادھر اُدھر بلانے کے بعد کان میں کہا کہ آج ابر ہے یعنی موسم اچھا ہے طالب علم نے کہا لاحول ولاقوۃ اس بات کے لیے مجھے اتنی دیر ادھر اُدھر گھمایا۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۱۸۲ صفحہ ۴۷)

(۱۴) ایک بڑے پیٹ والے نے کہا کہ موئے زیر ناف لینے میں موقعہ نظر نہیں آتا فلاں مولوی صاحب نے کہا کہ بیوی سے اتروا لیا کرو اس پر تھانوی نے کہ اگر بیوی خفا ہو جائے اور استرہ سے صفائی کردے (عضو کاٹ دے) تو پھر بڑا مزا ہو۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۳ قسط ۱۷ ملفوظ ۳۸۵ صفحہ ۱۹۰)

(۱۵) تھانوی جی کہتے ہیں کہ ایک موٹے پیٹ والے کو کسی مولوی نے یہ رائے دی تھی کہ بیوی سے موئے زیر ناف اتروالیا کرو تھانوی نے پھر کہا کہ میں نے اس کو چونا ہڑتال کا نسخہ بتایا وہ بہت خوش ہوا۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۶۲۳ صفحہ ۱۳۳)

(حوالہ۲: کمالات اشرفیہ ۱۹۹۵ باب ۲ ملفوظ ۲۰۱ صفحہ ۳۸۵)

(۱۶) تھانوی صاحب ایک حکایت بیان کرتے ہیں آپ بھی سنئے کہ اپنی ماں سے زنا کرنے والے نے کہا کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو کیا حرج ہوا تھانوی نے کہا کہ یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہوسکتا ہے۔

(حوالہ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۳ ملفوظ ۴۶۴ صفحہ ۳۲۲)

(حوالہ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۶ ملفوظ ۶۰ صفحہ ۴۱)

(حوالہ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴ قسط ۲۲ ملفوظ ۱۲۹ صفحہ ۱۴۶)

(۱۷) اصلاحِ عوام کا انوکھا نسخہ تھانوی استنجیٰ کے لیے بیت الخلاء جا رہے تھے لیکن لوگوں نے مصافحہ شروع کر دیا اس پر ایک شخص نے لوگوں کو ٹوکا کہ اب تو ذرا ٹھر جاؤ استنجیٰ کے لیے جا رہے ہیں اس پر تھانوی نے کہا کہ کیوں منع کرتے ہو آنے دو یہ تو میرے ساتھ پاخانہ کے اندر ہی جائیں گے مجھے استنجیٰ کرتے دیکھیں گے آخر استنجیٰ کی کیفیت بھی کسی طرح سیکھیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۲۱۸)

(۱۸) تھانوی جی اپنے بچپن کی شرارت کا ذکر فخریہ انداز میں کرتے ہیں ابتدائے بلوغ میں مجھے احتلام ہوا پھوپھا کے یہاں مہمان تھا گھر میں شرم کی وجہ سے نہا نہ سکا مسجدیں تلاش کرتا پھرا ایک مسجد میں ٹھنڈے پانی سے سخت سردی کا موسم ہونے کے باوجود ہمت کر کے نہا ہی لیا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ ملفوظ ۲۱۸)

(۱۹) دہلی کے سفر میں صبح کو ہواخوری کے لیے تھانوی کا نکلنا کئی لوگ ساتھ ہو گئے تو تھانوی نے تمام کو ساتھ چلنے کی ممانعت کی سب رک گئے رکنے والوں کے ساتھ تھانوی کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن کا بھی رک جانا، لیکن تھانوی نے صرف ان کو اکیلے کو ساتھ لیا اور کہا کہ ہر عورت یہ چاہے کہ

میرے ساتھ بیوی کا تعلق رکھا جائے تو اس کی حماقت ہے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

(۲۰) تھانوی نے اپنے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن کے طویل خط کو طولِ زلفِ محبوب کہا۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۳۰)

(۲۱) اپنی محفل میں تھانوی نے کھائے بغیر کسی چیز کی حقیقت نہیں معلوم ہوتی یہ بات سمجھانے کے لیے ایک فحش حکایت بیان کی کہ، بہت سی سہیلیاں آپس میں جمع رہتی تھیں اور یہ وعدہ تھا کہ جس کا بیاہ پہلے ہو جائے وہ اس مزہ سے سب کو آگاہ کرے ایک سہیلی کا بیاہ ہوا شب گذر جانے پر صبح کو سہیلیوں نے اس سے مزہ پوچھا تو وہ کہتی ہے کہ بیاہ یوں ہی جب تمہارا ہو جائے گا تب مزہ معلوم سارا ہو جائے گا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱ قسط ۵ ملفوظ ۱۰۰۴ صفحہ ۴۹۷)

(۲۲) ایک موقع پر تھانوی جی کے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن نے عورت اور تھانوی کی منکوحہ ہونے کی تمنا کی تھانوی نے کہا کہ یہ آپ کی محبت ہے ثواب ہوگا اس حکایت کے تعلق سے خواجہ عزیز الحسن نے کہا کہ حضرت والا اپنی مجلس میں احقر کے اس محبت آمیز قول کو بہ لطف نقل فرما فرما کر مزاحاً فرمایا کرتے ہیں کہ غنیمت ہے اس کے عکس کی خواہش نہیں کی۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ صفحہ ۲۸)

(۲۳) تھانوی جی اعتراف کرتے ہیں کہ کسی نابالغ لڑکی کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھنے کے تھوڑی دیر بعد نفس کی آمیزش ہونے لگتی ہے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۳۲۷)

(۲۴) تھانوی کے خلیفہ عزیز الحسن نے ٹرین میں بستر لپیٹ کر باندھا، جب اٹھایا تو اس میں سے گھڑی نکل پڑی تھانوی نے کہا کہ یہ اسقاط قبل از وقت ہوا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۲ قسط ۱۱ صفحہ ۳۱)

(۲۵) تھانوی جی ایک لغو اور فحش حکایت بیان کرتے ہیں کہ ایک چودھرائن کا آب دست نوکرانی کرتی اور بعض موٹے آدمیوں کا آبِ دست کپڑے کے تھان سے کیا جاتا ہے دو آدمی کھڑے ہوکر اِدھر اُدھر کو کھینچتے ہیں اور سقہ پانی ڈالتا ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۴ حصہ ۲ قسط ۱۱ صفحہ ۸۶)

(۲۶) تھانوی صاحب اپنی بیوی سے کہتے ہیں کہ ہم دن بھر کے کام کے بعد تھکے تھکائے اپنے دماغ کو راحت دینے تمہارے پاس آتے اور تم اس وقت بھی اپنے کام میں لگی رہتی ہو۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد۳ صفحہ ۱۰۵)

(۲۷) تھانوی جی کا قول ملاحظہ ہو میں نے حسینوں کو دیکھا ہے جھجلاتے اور منہ چڑھاتے وقت ایسے اچھے لگتے ہیں کہ بس فدا ہو جاؤ۔

(حوالہ: حوالہ حسن العزیز جلد ۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۶۲۴ صفحہ ۱۳۸)

(۲۸) تھانوی سردی میں دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے ایک شخص ملنے گیا لیکن تھانوی نے منع کیا وہ چلا گیا پھر تھانوی نے کہا میں ذرا آرام کرنے لیٹا تھا کہ بس آموجود ہوگئے رنڈوے جب بیٹھنے دیں تب تو رانڈیں بیٹھیں اس شخص کو بعدِ نماز ظہر پوچھنے پر اس نے اپنے جانے کا یہ عذر بتایا کہ پردوں کے اندر سے حضرت کی گفتگو کرنے کی آواز آرہی تھی اس وجہ سے میں چلا گیا تھا اس پر تھانوی نے کہا کہ اگر آواز سن کر جانے کی اجازت ہونے پر استدلال کیا جائے گا تو میاں بیوی کی خلوت میں بھی جا گھسیں گے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲ حصہ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۳۲۹ صفحہ ۱۲۲)

(۲۹) تھانوی کہتے ہیں کہ پیرانِ کلیر کے مسافر خانہ میں ایک شخص زنا میں مشغول تھا اتفاقاً چند مسافر آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا زنا میں مشغول شخص نے اندر سے کہا کہ یہاں جگہ کہاں یہاں تو آدمی پر آدمی پڑا ہے اس کے اس

جواب کی تعریف کرتے ہوئے تھانوی نے کہا کہ سچا آدمی تھا جھوٹ نہیں بولا ذہانت کا جواب تھا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط۱۲ ملفوظ۴۲۷ صفحہ ۲۱۶)

(۳۰) تھانوی ایک اور فحش حکایت بیان کرتے ہیں اور اس حکایت میں زوجۂ یوسف علیہ السلام حضرت زلیخا کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں ملاحظہ ہو۔

''کانپور میں مقیم بھوپال کی رئیسہ کا لڑکا ایک استاد سے پڑھتا تھا سبق میں حضرت زلیخا کا قصہ آیا تو اس لڑکے نے استاد سے پوچھا کہ حضرت زلیخا کی چھاتیاں کیسی تھیں استاد نے جواب میں کہا کہ جیسے تیری ماں کی چھاتیاں لڑکے نے اپنی والدہ سے شکایت کی استاد سے لڑکے کی ماں نے پوچھا تو استاد نے کہا کہ اس نے میری ماں کی توہین کی تو میں نے اس کی ماں کو کہہ دیا ماں نے لڑکے کو ڈانٹا۔''

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۵۸۴ صفحہ ۸۸)

(۳۱) ایک مرتبہ تھانوی کو کھانسی ہوئی تھی ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کے لیے شریفہ (پھل) لاؤنگا آپ کے لیے مفید رہے گا تھانوی نے کہا شریف کو لاؤ شریفہ کو مت لاؤ میری دو دو منکوحہ ہیں کیا فوج کھڑی کرنی ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ جلد ۱ قسط ۱ ملفوظ ۶۳ صفحہ ۴۲)

(۳۲) ایک شخص نے تھانوی سے آہستہ آواز سے تعویذ مانگا تھانوی نے اس سے کہا کہ کیا تم عورت ہو؟ عورت کی آواز فتنہ ہے کوئی عاشق نہ ہو جائے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱ قسط۴ ملفوظ ۴۴۸ صفحہ ۳۷۲)

(۳۳) ایک مرتبہ تھانوی نے کہا کسی کو تکنا اچھا نہیں معلوم ہوتا، اس سے طبعاً ناگواری ہوتی ہے پھر مزاحاً فحش جملہ کہا، پھر وہ ناگ دار (سانپ کے مشابہ) ہو جاتا ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱ قسط ۵ ملفوظ ۱۰۴۳ صفحہ ۵۱۳)

(۳۴) ایک مولوی صاحب دہلی سے تھانہ بھون آئے اور تھانوی سے کہا کہ میں دہلی غیر مقلدوں سے مناظرہ کرنے کے لیے گیا تھا لیکن وہ آمادہ نہیں ہوئے اس پر تھانوی نے اس مولوی صاحب سے کہا کہ آپ کو یہ اعلان کر دینا تھا کہ آ، مادہ، نر، آ گیا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۸۲۶ صفحہ ۴۷۰)

(۳۵) مولوی قاسم نانوتوی مولوی یعقوب نانوتوی کے لڑکے جلال الدین سے بڑی ہنسی کیا کرتے تھے کبھی ٹوپی اتار لیتا اور کبھی کمر بند کھول دیتا تھا۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۲۷۵ صفحہ ۲۸۷)

(حوالہ ۲: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۴۶۶)

(حوالہ ۳: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۲۷۵ صفحہ ۲۶۸)

اکابرینِ دیوبند کاذوقِ طبع

''مذکورہ بالا عبارتوں کو پڑھیے اور ان ظالموں کے تعلق سے فیصلہ کیجیے: اکابرین دیوبند نے کس قدر فحش کلامی اور عریانیت و بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے ہم نے اصل عبارت پیش کر کے فیصلہ آپ پر رکھ چھوڑا ہے۔ میرا ان وہابی، دیوبندی ملاؤں سے صرف یہ کہنا ہے کہ اگر ان کے بزرگوں سے غلطیاں سرزد ہوئیں اور ان لوگوں نے ارتکابِ جرم کیا ہے تو کیا ضرورت تھی بیان کرنے کی مگر خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ کے مصداق ان کورِ باطن کو کیا سوجھا کہ اپنے ملاؤں کی خطاؤں کو بطورِ کرامت بیان کر دیا۔ آج بھی وہ سبھی کتابیں دستیاب ہیں جن میں مذکورہ فحش حکایات کو کرامتوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اپنے پیشواؤں کی عزت و حرمت کو سر بازار نیلام کر کے چٹخارے لے رہے ہیں لیکن عزت اور حرمت اس کی نیلام ہوتی ہے، عصمتیں اس کی داغدار ہوتی ہیں جس کے پاس عشقِ رسول جیسی عظیم دولت ہو۔ یہ مقام مومنین کے لیے ہے نہ کہ مرتد اور گمراہ عقائد باطلہ و رذیلہ رکھنے والوں کے لیے۔

دیوبندی مکتبِ فکر کے سبھی ملاؤں اور اُن کے متبعین کے لیے کتنا بڑا المیہ ہے

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

آج ہم اہل سنت والجماعت کو جھگڑالو بتایا جا رہا ہے، امام اہل سنت آقائے نعمت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ کو بدعتوں کا موجد قرار دیا جا رہا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت نے بدعتوں کا ردّ بلیغ فرمایا ہے۔ یقیناً یہ لوگ اختلاج قلب جیسے خطرناک مرض کے شکار ہیں۔ ان کے قلبی نظریات یعنی عقیدے نہ درست تھے نہ ہیں، اگر چہ یہ لوگ کلمہ گو اور نمازی تھے اور ہیں، مگر فرمانِ الٰہی کے بموجب مومن نہیں کیوں کہ عقیدہ دل کے پختہ اور مضبوط ارادے کا نام ہے۔ اور آیات قرآنی صاف بتا رہی ہے کہ جس کا عقیدہ ٹھیک نہ ہو وہ نماز روزہ کا کتنا ہی پابند کیوں نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ آج وہابی دھرم کے ٹھیکے داروں کی کتابیں پڑھنے کے بعد اس گھناؤنے مذہب سے توبہ کر کے بیزاری کا اعلان کیوں نہیں کیا جا رہا ہے؟ مرد و عورت، نوجوان نسل کس قدر ذہنی انتشار کا شکار ہوتے جا رہے ہیں کیا اس کا اندازہ ہے؟

اگر وہابی دھرم کے لوگوں سے سوال کیا جائے کہ کیا یہ عبارتیں صحیح ہیں تو وہ یقیناً سر کھجا کر بغلیں جھانکتے ہوئے نظر آئیں گے یا اپنا راستہ اختیار کر لیں گا، یا یہ کہہ کر دامن بچانے کی کوشش کریں گے کہ سُنّی مولویوں نے بد نام کرنے کے لیے کتابیں چھپوا کر تقسیم کی ہیں۔ ایسے موقع پر آپ گریبان پکڑ لیجئے اور کہیے، ظالم اگر تیرے قول میں صداقت ہے تو اعلان کر دے کہ مذکورہ کتابوں سے دیوبندی عالموں کا کوئی واسطہ نہیں ہے اور ایسے گندے ذہن وفکر کے لوگ گمراہ، بددین، گستاخِ رسول ہیں اور ان کی کتابیں گمراہ کن ہیں، مگر ایسا نہ ہو سکے گا کیوں کہ قلب و سینہ سرکار دو عالم ﷺ کی محبت سے خالی ہے،

پہلے جنابِ شیخ نے دیکھا اِدھر اُدھر

پھر سر جھکا کر داخلِ میخانہ ہوگئے

فحش مثالیں اور فحش کلامی

(۱) بقول تھانوی ''میاں بیوی خط کے ذریعے اظہار محبت کریں لیکن ملیں نہیں تو اولاد نہ ہوگی، اسی طرح ثمرات خاصہ کے لیے صحبت شیخ ضروری ہے۔''

(حوالہ ۱: حسن العزیز ج۱، حصہ ۱، قسط ۱۶، ملفوظ ۱۹، ص ۲۴)

(حوالہ ۲: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵) باب ۱، ملفوظ ۵۴۷، ص ۱۹۳)

(۲) اپنا کوئی حالِ باطنی کسی پر ظاہر کرنے والے کو تھانوی نے کہا کہ شرم نہ آئی اپنی بیوی کو غیر کی بغل میں دینا کسی کو گوارہ ہوسکتا ہے؟

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، قسط ۱۶، حصہ ۱، ملفوظ ۶۲، ص ۶۲)

(۳) تھانوی کا قول ملاحظہ ہو، لوگوں سے لڑکوں کا ملنا ایسا ہے جیسے لڑکیاں غیر لوگوں سے ملیں۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۱، ملفوظ ۶۶، ص ۷۰)

(۴) نکاح ثانی کے ضمن میں تھانوی کہتے ہیں کہ دیا سلائی کی نوک پر جو لگا رہتا ہے وہ سب میں موجود ہے بہت سو میں رگڑ لگ گئی ہے ہم میں رگڑ نہیں لگی۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۱۴۹، ص ۱۶۹)

(۵) کہیں ملازمت کرنے والے کو تھانوی نے کہا تم بڑے تیز ہو نکاح کرلو سب جوش نکل جائے گا۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۱۱۰، ص ۱۲۵)

(۶) تھانوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ آپ کے پاس رنڈی تو کوئی نہیں آتی کہا کہ رنڈے تو آتے ہیں وہ ایک ہی ہیں چاہے رنڈی ہو یا رنڈے۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۱۷۰، ص ۱۸۹)

(۷) تھانوی کہتے ہیں کہ بعض لوگ ایسے آتے ہیں کہ خود جی چاہتا ہے کہ یہ ہم سے مرید ہو جائیں لیکن خود کہنے میں شرم آتی ہے جیسے کہ لڑکی کے نکاح

میں ہماری لڑکی سے نکاح کرلو کہنے میں شرم آتی ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۵۰، ص ۴۷)

(۸) عبادت کے لیے تھانوی کا نسخہ ملاحظہ کیجیے، طریق میں اگر لذت مقصود ہے تو بیوی کو بغل میں لے کر ذکر کریں خدا کی قسم بہت لذت آئے گی ایک ضرب اِدھر ہو ایک ضرب اُدھر ہو۔

(حوالہ: حسن العزیز ج۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۵۰۶، ص ۱۵۴)

(۹) بے دِلی سے تعلیم کرنے کے ضمن میں تھانوی کا مجرب نسخہ کہ صحبت کے وقت عورت مرد دونوں کو شہوت ہونا چاہئے اور حمل قرار پانے کے لیے توافق انزالین شرط ہے ورنہ حرکات متعبہ ہو ہی جائے گی لیکن نسل نہیں چلے گی خواہ مخواہ بیچاری کو تنگ کیا، جاڑے میں نہانے کی تکلیف دی اسی طرح بے دلی سے تعلیم کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسے بلا شہوت صحبت کرنا۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز، ج۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۵۳۸، ص ۱۹۲)

(حوالہ ۲: کمالات اشرفیہ باب ۱، ملفوظ ۹۲۸، ص ۲۳۲)

(۱۰) بقول تھانوی، نکاح کرتے وقت مرد اور عورت کا ایک دوسرے سے بچہ جنوانے کا وعدہ لینا نادانی ہے اسی طرح مرید کا پیر سے کوئی چیز حاصل کرا دینے کا گمان بھی نادانی ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز، ج۱، حصہ ۴، قسط ۱۹، ملفوظ ۶۱۹، ص ۹۶)

(۱۱) تھانوی کہتے ہیں کہ بوڑھوں کے مقابلے میں جوان میں عصمت زیادہ ہوتی ہے بوڑھوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا بوڑھے آدمی سے عورتوں کو زیادہ بچاؤ۔

(حوالہ: حسن العزیز۔ ج۱، حصہ ۴، قسط ۱۹، ملفوظ ۶۲۳، ص ۱۲۹)

(۱۲) تھانوی کہتے ہیں کہ ذکر لسانی سے لوگوں کی جان نکلتی ہے بس یہی کہتے ہیں کہ مزہ نہیں آتا میں نے اس پر کہا تھا کہ مزہ تو مذی نکلنے میں آتا ہے لو ہے

کے چنے چبانے میں مزہ کہاں۔

(حوالہ: حسن العزیز، ج ۳، حصہ ۳، قسط ۱۴، ص ۶)

(۱۳) تھانوی جی کی خباثت ملاحظہ فرمائیے کہ عورتیں بہلانے کے لیے ہیں روٹیاں پکانے کے واسطے نہیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲، قسط ۱۰، ملفوظ ۸۹۲، ص ۵۰۲)

(۱۴) بقول تھانوی کنواری لڑکی اور بیوہ سے نکاح کرنے میں یہ فرق ہے کہ کنواری لڑکی کو جس رنگ میں چاہو لے آؤ لیکن بیوہ میں اگلے شوہر کا اثر ہوتا ہے اسی طرح جو شخص پہلے کسی کا مرید رہ چکا ہو اس میں اگلے شیخ کا کچھ نہ کچھ اثر ضرور رہتا ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۵۴۳، ص ۵۹)

(۱۵) یعقوب نانوتوی کہتے ہیں دنیا دار کا اعتقاد ایسا ہے جیسے گدھے کی فلاں چیز بڑھتا ہے تو بڑھتا چلا جاتا ہے اور گھٹتا ہے تو گھٹتا ہی چلا جاتا ہے یہاں تک کہ نر و مادہ کا بھی امتیاز نہیں رہتا (منقول از تھانوی) (نوٹ) گدھے کی فلاں چیز سے مراد اس کا عضوِ تناسل ہے۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز ج ۳، حصہ ۳، قسط ۱۴، ص ۲۶)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۲، قسط ۷، ملفوظ ۳۴۴، ص ۱۹۱)

(حوالہ ۳: معارف یعقوبی ص ۸۳)

(۱۶) بقول تھانوی ماں کے پیٹ سے نکلنے کو کب جی چاہتا تھا دائی نے ٹانگیں پکڑ کر زبردستی کھینچ لیا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۵، ملفوظ ۱۰۰۵، ص ۴۹۸)

(۱۷) ذوقی امور کے ضمن میں تھانوی نے کہا کہ کوئی کتنا ہی بڑا عالم ہو وہ ان امور سے ایسا ہی اجنبی ہے جیسے عنین (بمعنی نامرد) عورت کی لذت سے اجنبی ہوتا ہے۔

(حوالہ: احسن العزیز، ج ۳ حصہ ۳، قسط ۱۴، ص ۱۱۳)

(۱۸) تھانوی کہتے ہیں کہ عنین (نامرد) کیا جانے کہ نکاح میں کیا مزہ ہے اور منکوحہ کیسی قابل قدر چیز ہے اسی طرح جن کی باطنی آنکھیں پٹ ہیں وہ باطنی دولت کی حقیقت کیا سمجھیں۔

(حوالہ: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵) باب ۱، ملفوظ ۱۰۴، ص ۴۶)

(۱۹) بقول تھانوی جس کو جوانی میں لذت حاصل ہو چکی ہو بڑھاپے میں اس کی لذت کم نہیں ہوتی جیسے پرانی جورو میں انس کی زیادتی ہوتی ہے۔

(حوالہ: کمالاتِ اشرفیہ (۱۹۹۵) باب ۱، ملفوظ ۱۱۸ ص ۴۹)

(۲۰) تھانوی کہتے ہیں بچوں پر اور عورتوں پر سب عاشق ہوتے ہیں مگر بوڑھوں پر عشق ہوتے ہوئے انھیں حضرات میں دیکھا اوپر سے عقلی عشق تو ہوتا ہے مگر بہت سے حضرات کو اپنے مرشد سے طبعی عشق بھی ہوتا ہے اور یہ تو مشاہد ہیں پھر بھی خدا تعالیٰ سے طبعی محبت نہیں ہوتی تو اس منکر کی مثال ایسی ہے جیسے عنین (نامرد) کہے کہ عورت میں لذت نہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز ج ۳، حصہ ۱، قسط ۱۲، ص ۲۰۳)

(۲۱) بیوہ سے نکاح کرنا سنت ہے یہ کہنے والے کو تھانوی کہتے ہیں کہ چاہے سنت (عضو تناسل) ہی کے لیے کرتے ہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز ج ۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۵۰۹، ص ۱۵۹)

(۲۲) تھانوی کہتے ہیں کہ فاسق فاجر کی شہوت کچھ آنکھ کی راہ سے کچھ خیالات کی راہ سے نکل جاتی ہے متقی کا سب ذخیرہ کوٹھری میں رہتا ہے انہیں قوت زیادہ ہوتی ہے لہٰذا عورتوں کو بزرگوں سے بچانا چاہیے۔

(حوالہ: حسن العزیز، ج ۱ حصہ ۴، قسط ۱۹، ملفوظ ۶۲۳، ص ۱۳۰)

(۲۳) تھانوی نے ایک مولوی سے سرین (چوتڑ) کا عربی لفظ پوچھا مولوی صاحب نے کہا عربی میں سرین نہیں ہو، پھر اس کی عربی کہاں سے ہو۔

(حوالہ: احسن العزیز، ج ۲، حصہ ۲، قسط ۱۵، ملفوظ ۳۷۷، ص ۱۴۶)

(۲۴) تھانوی کا شرارتی قول کہ انزال کے وقت جبکہ بیوی کے سوا اور کوئی چیز نظر میں نہیں ہوتی اس وقت خدا کو یاد رکھو۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ، (دیوبند) ج ۱، قسط ۴، ملفوظ ۹۴۹، ص ۴۷۴)

(۲۵) مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ شوہر کی دستخط نہ ہوا ایسا کسی عورت کا خط پڑھنا ایسا ہے کہ جیسے بلا شبہ شوہر کی موجودگی میں آس پاس بیٹھ کر اس سے باتیں کرنا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۴، قسط ۲۴، ملفوظ ۳۰۹، ص ۳۶۸)

(۲۶) تھانوی نے کہا کہ عورت کے عشق میں ظلمت ہوتی ہے اور مرد کے عشق میں ظلمت شدید ہوتی ہے عورت تو عمل تمتع ہیں لیکن ہر عمل تمتع فطرۃً ہیں ہی نہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز ج ۱، حصہ ۱، ملفوظ ۲۶، ص ۲۶)

(۲۷) تھانوی کا کہنا ہے کہ کسی حسین عورت کو دیکھ کر برا خیال آئے تو بدصورت کا مراقبہ کرے وہ خیال بدجاتا رہیگا۔

(حوالہ: حسن العزیز ج ۱، حصہ ۱، ملفوظ ۲۹ ص ۲۸)

(۲۸) کم عمر والے سے پردہ کرنے پر تھانوی نے کہا کہ جب وہ چھوٹا سا (بچہ) آجائے گا تب معلوم ہوگا کہ یہ کیسا چھوٹا ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز ج ۱، حصہ ۱، ملفوظ ۵۴، ص ۴۱)

تفریحِ طبعِ دیوبند

محترم حضرات: آپ نے فحش کلامی اور اسی طرح کی مثالیں پڑھ لیں، منچلے اور عاشق مزاج لوگوں نے کس قدر بے حیائی کا مظاہرہ کیا ہے تھانوی جی نے کبھی بوڑھوں کے عشق کا تذکرہ کیا تو کبھی بیوی کے ساتھ انزال ہونے کے فوائد سے آگاہ فرماتے ہیں، تو دوسری جانب اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو اپنی اپنی لڑکیوں کو بوڑھوں اور بزرگوں سے بچانے کا پیغام دے رہے ہیں۔

وہ زبانیں کتنی غلیظ اور کتنی شاطر و عیار رہی ہوں گی جس نے فحش مثالیں عشقیہ جملوں اور نازیبا کلمات سے معتقدین کو سمجھا کر ان کے ذوق طبع کا سامان فراہم کیا ہے۔

مندرجہ بالا عبارات میں کتنے خاموش اشارے پوشیدہ ہیں اس کے اظہار کی ضرورت نہیں، تاہم یہ سوال اپنی جگہ برقرار ہے کہ اگر مریدوں کی زبانیں بے قابو ہوگئیں تھیں تو پیر کو ضرور احتیاط کرنی چاہیے حالانکہ پیر و مریدین اور معتقدین کسی کی زبان بے قابو نہیں تھی صرف لذت نفس کا معاملہ تھا ورنہ یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ بیوی کو بغل میں لے کر خدا کا ذکر کرو قسم خدا کی لذت آئے گی ایک ضرب ادھر ہو اور ایک ضرب ادھر ہو۔ (معاذ اللہ)

درحقیقت نجس خمیر کا نتیجہ ہے رب تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ

''گندیاں گندوں کے لیے اور گندے گندگیوں کے لیے اور ستھریاں ستھروں کے لیے اور ستھرے ستھروں کے لیے (کنز الایمان پ ۱۸، النور آیت نمبر ۷)

معلوم ہوا کہ خبیث لوگ خبیث خصلتیں اختیار کرتے ہیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں یہی وہ اشرف علی تھانوی ہیں جن کی تعلیمات کو عام کیا جاتا ہے جن کی تصنیفات کو تقسیم کیا جارہا ہے۔ ایمان داری سے بتایئے اگر گندی عبارتوں کی جگہ قرآن وحدیث سے مثالیں دی جاتیں تو کیا قباحت ہوتی۔ کیا یہ سب اسلامی تعلیمات کے موافق ہیں؟

کیا خلاف شرع افعال سرزد نہیں ہوئے ہیں؟

کیا اس کا ارتکاب کرنے والے مجرم نہیں ہیں؟

ضرور ہیں۔ اور یہ سب باتیں کچھ جدت و بدعت پسند لوگوں کو اس طرح بھا گئی ہیں کہ آج استعارہ بن گئی ہیں۔ سرکار اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

نجدی، تجھ کو اس نے مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پہ بھی رحمت رسول اللہ کی (ﷺ)

طوائف اور اکابرینِ دیوبند

(۱) میرٹھ میں ایک رنڈی کا نانوتوی کے پاس اپنی لڑکی کے ہمراہ آکر کہنا "کہ میری چھوکری بیمار ہے اور میری بسر اوقات اسی پر ہے آپ تعویذ دو، نانوتوی نے اس کو مکان کی اوپر والی منزل میں ٹھہرے ہوئے مولوی یعقوب نانوتوی کے پاس بھیجا مولوی یعقوب نے رنڈی کو تعویذ دیا دعا کر دیا لڑکی کو آرام ہوگیا، رنڈی کا دھندا شروع ہوگیا تو رنڈی شکریہ میں مٹھائی لائی اور مولوی یعقوب کو دے کر چلی گئی۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء، حکایت ۳۶۷، ص ۳۳۹)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۳۶۷، ص ۳۲۲)

(حوالہ ۳: معارف یعقوبی، ص ۴۷)

(۲) رنڈی کے بنائے ہوئے کنویں کا پانی پینا اور وضو و غسل کرنا درست ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ ص ۵۷۱)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (پرانی ۱۳۶۳ھ) ج ۲، ص ۹۸)

(۳) تھانوی کے ماموں سے ان کے پیر بھائی نے کہا کہ ہمارے پیر صاحب کے پاس رات میں رنڈیاں آتی ہیں، ماموں نے کہا اللہ آپ کو جزائے خیر دے پیر صاحب نے نکاح نہیں کیا تھا مجھے شبہ تھا کہ یہ عنین (نامرد) ہیں اور یہ حضرات وارث ہوتے ہیں انبیاء کے اور انبیاء مرد کامل ہوتے

ہیں لیکن پیر صاحب کے متعلق عنین ہونے کا شبہ ایک نقص تھا لیکن آپ کے کہنے کے مطابق رنڈیاں آتی ہیں تو معلوم ہوا کہ پیر کامل ہیں آپ نے میرے شبہ کو رفع کر دیا اب رہا یہ کہ رنڈیاں آتی ہیں یہ ایک گناہ ہے تو بہ کر کے پاک صاف ہوجائیں گے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۱، قسط ۲، ملفوظ ۴۳۷، ص ۲۲۰)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (تھانہ بھون) ج ۲، حصہ ۱، قسط ۴۲، ملفوظ ۴۳۶، ص ۳۹۵)

(۴) ضامن علی جلال آبادی جن کے متعلق گنگوہی نے کہا کہ ضامن علی کی سہارنپور کی تمام رنڈیاں مرید تھیں ایک مرتبہ وہ سہارنپور میں ایک رنڈی کے یہاں ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں ملنے آئیں لیکن ایک نہیں آئی پھر جب وہ آئی تو پیر صاحب نے نہ آنے کی وجہ پوچھی تو کہا روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں پیر نے کہا شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی ہے۔ رنڈی یہ سن کر آگ ہوگئی لاحول پڑھی اور کہا میں گنہگار ہوں لیکن ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی یہ کہہ کر وہ رنڈی اٹھ کر چلی گئی۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید ج ۲، ص ۲۴۲)

(حوالہ ۲: الدیوبندیہ (عربی) ص ۴۰)

(۵) گھسن شاہ کو ملنے تھانوی طوائف کے کوٹھے پر گئے وہاں جا کر مٹھائی پیش کر کے دعا کی درخواست کی۔

(حوالہ: اشرف السوانح ج ۱، ص ۱۲۰)

(۶) تھانوی نے قصہ بیان کیا کہ سندیلہ نام کی بستی میں قحط کے سال رنڈیوں کی دعا کے سبب بارش ہوئی۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط ۱۴، ملفوظ ۵۶۸، ص ۳۷۶)

(۷) تھانوی کہتے ہیں کہ ایک حسین عورت کا شوہر کسی بدصورت رنڈی پر عاشق

ہے اس کی بیوی نے خادمہ کے ذریعے تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ وہ جب جاتا ہے تو بھڑوا کہہ کر جوتے مارتی ہے بیوی نے بھی اسی طرح کیا تو اس نے رنڈی کو چھوڑ دیا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) ج ۳، قسط ۱۳، ملفوظ ۳۲۳، ص ۲۴۶)

(۸) بقول تھانوی:

''مولوی اور رنڈی کے ملازم بے فکر ہوتے ہیں کیونکہ ہر دو فرقے مخدوم ہوتے ہیں دونوں کے خادم بہت ہوتے ہیں ایک کو کام کہو دس دوڑتے ہیں بس ملازم نواب بن جاتے۔''

(حوالہ: حسن العزیز ج ۲، حصہ ۱، ملفوظ ۸، ص ۱۶۸)

(۹) کشف کیا کسبی ہے پوچھنے والوں کو تھانوی نے کہا کہ کسبی (یعنی کی رنڈی) تو پھر بھی کسی کی مطلوب ہے اور اگر رنڈی سے نکاح کرلو تو بے خطرہ بھی ہوگی لیکن کشف تو نرا طفیلی اور پُر خطر ہے کشف کسبی کو تھانوی نے رنڈی (کسبی) پر استدلال کیا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۴ ملفوظ ۶۷۷ صفحہ ۴۴۸)

(۱۰) بقول تھانوی:

''تھانوی کے بھائی اکبر علی نے ٹرین کے سکنڈ کلاس میں رنڈی کے ہمراہ سفر کیا رنڈی اپنے ساتھ کھانا لائی تھی وہ اکبر علی نے کھایا۔''

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۵۹۷ صفحہ ۹۳)

(۱۱) نئے آنے والوں کے ساتھ تھانوی جی جلد توجہ نہیں کرتے تھے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے مثال میں تھانوی نے کہا کہ رنڈی اور گھرستن میں فرق ہوتا ہے رنڈی دو چار روپیہ میں راضی ہوجائیگی لیکن گھرستن ذرا مشکل سے رضامند ہوتی ہے

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۶۱۹، صفحہ ۱۱۰)

لا حول ولا قوة الا باللّٰه

اکابرینِ دیوبند جس میں خاص کر اشرف علی تھانوی کو طوائفوں سے کیسا گہرا تعلق اور انس تھا یہ وہی لوگ سمجھیں جو ان کے پیروکار ہیں۔ ہمیں صرف ان کے کارناموں کو عوام تک پہنچا کر عدالت میں مجرموں کو کھڑا کرنا ہے اس امید سے کہ آپ کا فیصلہ حق بجانب ہوگا۔

آپ غور کریں، ایک شریف النفس اور شریف الطبع انسان ایسی بدنام گذرگاہوں سے گذرنا بھی توہین سمجھتا ہے مگر آنجناب طوائف کے کوٹھے پر جا کر دعاء کی درخواست کررہے ہیں۔ رنڈیوں کا پیشہ کیا ہوتا ہے اس کو بھی لوگ جانتے ہیں، تھانوی جی نے انھیں مستجاب الدعوات ثابت کیا اور کہتے ہیں ان کی دعاؤں سے قحط سالی کا موسم جاتا رہا اور اس علاقہ میں کثرت سے بارش ہوگئی۔

پیر صاحب کے مردانہ کمزوری کا علاج اور ان کے مردِ کامل ہونے کے شبہ کو طوائفوں کی آمد پر محمول کیا جارہا ہے اور مرید کہہ رہا ہے یہ گناہ ہے لیکن توبہ سے پاک صاف ہوجائیں گے۔ تھانوی کے بھائی اکبر علی رنڈیوں کے ساتھ سفر کے دوران ان طوائفوں کا کھانا بھی صاف کرجاتے ہیں اور ضامن علی جلال آبادی تو شرافت کی ساری حدوں کو تجاوز کر گئے اور جو تبلیغ کا طریقۂ کار بتایا یقیناً ان کے کمینگی اور خباثت کی علامت تھی۔

یہ وہ لوگ ہیں جن کی تعلیمات کو عام کیا جارہا ہے اور ان کی کتابوں کو گھروں کی الماریوں میں سجانے کا پیغام دیا جارہا ہے، یہاں تک کہ ان کتابوں کو لڑکیوں کو جہیز میں دینا اور پڑھنے کی تلقین کرنا کارِ ثواب بتایا جارہا ہے۔ ہوش کے ناخن پیدا کرو اور ان بے لگام اور غلیظ زبان استعمال کرنے والوں سے پوچھو کہ اے ظالم! اگر تیری کتابوں کو دخترانِ اسلام پڑھیں گی تو کیا اثر قبول کریں گی؟ لیکن انھوں نے اپنے گھر کی بہو بیٹیوں کو بھی تبلیغ کا طریقۂ کار وہی بتا رکھا ہے جو کتابوں میں درج ہے۔

اگر سرکار دو عالم ﷺ تشریف نہ لاتے تو ملت کی دوشیزاؤں کا کیا حال ہوتا، کیا لڑکیاں زندہ زیر زمین دفن نہیں کی جارہی تھیں؟ کیا عورتوں کے ساتھ وحشی جانوروں سا

سلوک روا نہ تھا؟ کیا عورتیں شوہروں کی چتاؤں پر زندہ نہ جلائی جاتی تھیں؟ کیا عورتیں ناگن نہ کہلاتی تھیں؟ کیا لڑکیوں کا وجود منحوس نہ تھا؟ ضرور تھا۔ یہ صدقہ اور کرم ہے تاجدار دو عالم نبی برحق ﷺ کا۔ آج وہابی دیوبندی حضرات کے گھر کی عورتیں چلی ہیں تبلیغ کرنے جس کے پیچھے رسول دشمنی کارفرما ہوتی ہے، تبلیغی نصاب، فضائل اعمال، بہشتی زیور، گھروں میں پڑھ کر سادہ لوح خواتین کو گمراہ کرتی ہیں اور تیزی کے ساتھ عقائد کو بگاڑ کر وہابیت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کررہی ہیں۔ لیکن فضائل عقائد سے نابلد ہیں جبکہ عقیدہ کے بغیر ایمان نہیں۔ عقیدہ اصل ہے پہلے ذہن وفکر اور قلب وجگر کی تطہیر ہونی چاہیے بعدہٗ حبِ رسول کی نغمہ سرائی، پھر درس وتدریس کا انوکھا طریقہ آزمانا چاہیے۔ مگر ایسا نہیں ہوسکتا کیونکہ جب عقیدہ صحیح ہوجائیگا تو دیوبندیت کا معجون بے اثر ہوجائیگا۔ اور وہابیت کا چوکھا رنگ پھیکا پڑ جائیگا اور شعبدہ باز اپنا کمال دکھانے سے قاصر ہوجائیں گے۔ یہاں تک کہ مودودیت کا جادوئی چراغ بجھ کر محبتِ رسول کی شمع جل اٹھے گی۔ پھر صحیح العقیدہ اعلیٰحضرت کی زبان میں پکار اٹھیں گے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجیے (ﷺ)

تبرکات

(۱) جبّہ شریف اور موئے مبارکہ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت اور بزرگانِ دین کے تبرکات کی زیارت کے متعلق تھانوی کی خبط الحواسی ملاحظہ فرمائیے کہ

"اوّل تو ان تبرکات کی سند نہیں اور اگر سند ہو جب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔"

(حوالہ: بہشتی زیور جلد ۶، صفحہ ۳۸۷)

(۲) تھانوی کہتے ہیں کہ بزرگوں کے تبرکات کے ساتھ شغف نہیں مثلاً کرتہ وغیرہ یہ خیال ہوتا ہے کہ اس میں کیا رکھا ہے۔

(حوالہ ۱: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۱، ملفوظ ۱۰۰۴، صفحہ ۲۵۱)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۱، حصہ ۴، قسط ۱۹، ملفوظ ۶۳۴، صفحہ ۱۴۷)

(۳) تھانوی کا کہنا ہے کہ، لوگوں نے آج کل تبرکات کے متعلق اعتقاد وعمل میں جو غلو کر رکھا ہے اس کو میں ناجائز سمجھتا ہوں

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۲، صفحہ ۳۰۲)

(۴) مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد رائے بریلوی کی جوتیاں تعظیم کے لیے اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱، قسط ۱، ملفوظ ۱۶۴، صفحہ ۱۰۳)

(۵) مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر کے گھوڑے کا ادب اس طرح کرتے تھے کہ لکھنو سے دہلی تک گھوڑے کی لگام تھام کر پیدل چلے آئے اور گھوڑے پر سواری نہ کیا۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۷۷، صفحہ ۱۱۷)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۷۷، صفحہ ۹۸)

(۶) بقول مولوی رشید احمد گنگوہی جب میں ابتداً خانقاہ گنگوہ میں آیا تو خانقاہ میں بول و براز (پاخانہ پیشاب) نہ کرتا تھا بلکہ باہر جنگل جاتا تھا (خانقاہ کے آداب کو ملحوظ رکھتے ہوئے)۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۳۰۴، صفحہ ۳۰۶)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۳۰۴، صفحہ ۳۸۸)

(۷) گنگوہی نے اپنے پیر کا کرتہ آنکھوں سے لگایا اور سر پر رکھا پھر حاضرین کے سروں پر یکے بعد دیگرے رکھا، کہا پیر کا تبرک ہے۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ۲، صفحہ ۱۶۷)

(۸) تین سال تک مرض اسہال کی مریضہ یعنی تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کی نانی ان کے پاخانہ اور نجاست سے آلودہ کپڑوں میں بدبو کی جگہ خوشبو اور نرالی مہک تھی کہ ایک دوسرے کو سنگھاتا تھا، ہر مرد وعورت تعجب

کرتا تھا چنانچہ بغیر دھلوائے ان کو تبرک بنا کر رکھ لیا گیا۔

(حوالہ ۱: تذکرۃ الخلیل (میرٹھ) صفحہ نمبر ۵۰)

(حوالہ ۲: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) صفحہ ۹۷ بار اوّل ۱۳۹۵ھ)

(حوالہ ۳: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) صفحہ ۹۶ بار دوم ۱۴۱۱ھ)

(۹) مولوی احمد حسین امروہی کے یہاں تھانوی مہمان بن کر گئے رات میں تھانوی کو بڑا استنجے کی حاجت ہوئی۔ زنانہ مکان کے بیت الخلاء میں مولوی احمد حسین نے استنجے کے ڈھیلے اور پانی رکھ دیا تھانوی نے کہا کہ یہ تو آب زمزم ہے اب استنجی کاہے سے کروں۔

(حوالہ ۱: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵) باب ۲، ملفوظ ۹۶، صفحہ ۳۴۲)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۲، حصہ ۳، قسط ۱۶، ملفوظ ۷۰۹، صفحہ ۸۴)

(۱۰) بیت الخلاء میں مولوی احمد حسین امروہی کے ہاتھوں سے رکھے ہوئے استنجی کے ڈھیلے کے لیے تھانوی نے کہا کہ یہ ڈھیلے تو تبرک ہو گئے اب استنجی کاہے سے کیا جاوے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۱، صفحہ ۱۵۷)

(۱۱) تھانوی کہتے ہیں کہ تبرکات میں اثر کے متعلق مجھے شبہ تھا لیکن کیرانہ کے ایک بزرگ نے مجھ کو ایک چوغہ بھیجا جس کو رات کو تبرکاً پہنا تھا جب تک چوغہ بدن پر ہوتا گناہ کا وسوسہ نہ آتا تھا۔

(حوالہ ۱: احسن العزیز جلد ۴، حصہ ۱، قسط ۱۰، صفحہ ۲۰۳)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۳، حصہ ۱، قسط ۱۲، صفحہ ۶۲)

(۱۲) تھانوی کو ان کے مرید حاجی عبدالرشید نے ایک چوغہ بھیجا بقول تھانوی جب تک اسے پہنے رہتا گناہ کا وسوسہ تک بھی نہیں آتا کئی مرتبہ آزمایا ہے ایسے مرید کی وجہ سے نجات ہوگئی۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد ۱، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۱۸۵)

(۱۳) بزرگ کا جہاں ہاتھ لگا ہو وہی تبرک ہے، تھانوی کا پھر کہنا اجی کھانا خود تبرک ہے نہ ملتا ہو اس کو پوچھو کیسا تبرک ہے

(حوالہ: احسن العزیز جلد ۱، حصہ ۲، قسط ۱۷، ملفوظ ۳۱۷، صفحہ ۲۹۱)

(۱۴) اپنی چیز کو تبرکاً دینا حرام ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴، قسط ۲۳، ملفوظ ۲۴۲، صفحہ ۲۷۱)

(۱۵) تھانوی اپنے پرانے کرتے قطع کروا کر چھوٹے بچوں کے لیے چند چھوٹے چھوٹے کرتے بطور تبرک دینے کے لیے رکھتے تھے تاکہ تبرک کی درخواست پر فوراً نکال کر دیا جاسکے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۲، صفحہ ۳۰۳)

(۱۶) تھانوی جی اپنے جوتے کو بطور تبرک دیتے وقت جوتے کو دھو کر اور پاک صاف کر کے دیتے تھے۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۳، صفحہ ۸)

(۱۷) تھانوی نے ایک شخص کو اپنا استعمال کردہ کرتہ یہ کہہ کر دیا کہ بطور یادگار محبت اپنے پاس رکھیے اس پر تھانوی سے کہا گیا کہ وہ تو اس کو تبرک سمجھیں گے جواب میں کہا کہ وہ جو کچھ چاہیں سمجھیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴، قسط ۲۳، ملفوظ ۲۴۲، صفحہ ۲۷۱)

(۱۸) ایک شخص نے تھانوی سے بطور تبرک کرتہ منگوایا، تھانوی نے اس کو خط لکھ کر کہا کہ دو آنہ کا ٹکٹ میں وہاں پہنچ سکتا ہے اگر منگوانا ہو دو آنہ کے ٹکٹ بھیج دو چنانچہ اس شخص نے تھانوی کو ٹکٹ بھیج دیئے، اس ضمن میں ایک شخص کو حاضرین میں سے کہا کہ اچھا طریقہ تو یہ ہے کہ خود کوئی چیز لا کر دے دے، دو چار روز استعمال کرا کے بطور تبرک لے لے۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد ۱، حصہ ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۹۷، صفحہ ۱۴۸)

(۱۹) ایک شخص نے اپنی تسبیح بنیتِ تبرک تھانوی کو پڑھنے کے لیے دی تھانوی نے

کہا کہ یہ اچھی تدبیر ہے تبرک بنانے کی۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱، قسط۱، ملفوظ ۱۶۱، صفحہ ۹۹)

(۲۰) تھانوی کی موجودگی میں لوگوں نے حاجی امداد اللہ کی چادر کو بطور تبرک چوما اور آنکھوں سے لگایا تھانوی نے کہا کہ منع کرنے کو دل گوارہ نہیں کرتا کہ میرے پیر کا ملبوس ہے کس دل سے کچھ کہوں۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد۲، حصہ۱، ملفوظ ۴۸، صفحہ ۱۹۲)

(۲۱) تھانوی کہتے ہیں کہ میرے سامنے حضرت گنگوہی کا دیا ہوا عمامہ ایک شخص نے حاجی امداد اللہ کی خدمت میں پیش کیا تو حضرت حاجی صاحب نے اس کو آنکھوں سے لگایا، سر پر رکھا اور فرمایا کہ مولانا کا تبرک ہے۔

(حوالہ: الکلام الحسن ملفوظ ۱۹۰، صفحہ ۹۰)

(۲۲) مولوی ابوالنصر کے لیے گنگوہی کا پاخانہ صندل اور پیشاب گلاب تھا۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد۱، صفحہ ۲۰۹)

(۲۳) تبرک کے متعلق تھانوی کہتے ہیں کہ کوئی کہاں تک تقسیم کرے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ جو چیز تبرکاً لینی ہو وہ لاکر دے دے اور پھر بعد استعمال لے لے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۴، حصہ۱، قسط۱۰، صفحہ ۲۰۳)

(۲۴) تھانوی کا کہنا ہے کہ اگر ہاتھ چومنا برکت کے لیے ہے تو کوٹھری میں بند کرکے سارا بدن اور تھوک وغیرہ چاٹو تاکہ خوب برکت حاصل ہو۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۱ قسط۱۲ صفحہ ۶۲)

(۲۵) رشید احمد گنگوہی نے ایک مرتبہ مولوی اسمٰعیل کو مدینہ طیبہ کی مٹی کھانے کے لیے دی۔ مولوی اسمٰعیل نے کہا کہ حضرت مٹی کھانا تو حرام ہے اس پر گنگوہی نے کہا یہاں وہ مٹی اور ہوگی۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ ۴۸)

(۲۶) رشید احمد گنگوہی نے مولوی اسمٰعیل کو موم بتی کا ایک ٹکڑا اور ایک مرتبہ

غلافِ کعبہ کے ریشم کا ایک تار دیا اور کہا اس کو کھالو۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد۲، صفحہ ۴۹)

(۲۷) بیمار مولوی احمد علی نے گنگوہی کے خادم سے کہا کہ گنگوہی کا بچا ہوا کھانا مجھ کو دینا اس سے شفا ہوگی۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲، حصہ۲، قسط ۱۵، ملفوظ ۳۶۰، صفحہ ۱۳۹)

(۲۸) دارالعلوم دیوبند کے مہتمم سے تھانوی ملنے آتے ہیں یکہ کے کرایہ کے پیسے دینے کے لیے تھانوی نے اپنے خادم نیاز کو کہا اس پر مہتمم نے تھانوی کو کہا کہ وہ پیسہ مجھے دے دیجئے تاکہ تبرکاً میں انھیں اپنے پاس رکھ لوں چنانچہ کرایہ کے پیسے تھانوی نے مہتمم کو دیئے مہتمم نے یکہ والے کو کرایہ اپنی جیب کے پیسہ سے دیا اور تھانوی کے دیئے ہوئے پیسہ کو اپنے پاس تبرکاً رکھا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲، حصہ۲، قسط ۱۵، ملفوظ ۱۲۳، صفحہ ۱۵)

(۲۹) مولوی مظفر حسین کاندھلوی کی لنگی بطور تبرک مریدین میں تقسیم کی گئی۔

(حوالہ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۲۰۱ صفحہ ۲۲۲)

(حوالہ۲: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) بار دوم ۱۴۱۱ھ صفحہ ۱۰۲)

(حوالہ۳: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) بار اول ۱۳۹۵ھ صفحہ ۸۵)

(حوالہ۴: ارواح ثلثہ حکایت ۲۰۱، صفحہ ۲۰۱)

نجس طبیعتیں

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

قارئین کرام! پڑھ لیا آپ نے دیوبندی بزرگوں کے تبرکات اور ان کے استعمال کا تذکرہ کسی کی لنگی تبرک بنا کر تقسیم ہو رہی ہے تو کسی کے پاخانہ و پیشاب کو (معاذ اللہ) صندل وگلاب سے تشبیہ دی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ اسمٰعیل دہلوی اپنے پیر سید احمد رائے بریلوی

کی جوتیاں اپنے ساتھ ہر وقت حصولِ برکت کے لیے رکھتے تھے۔ پڑھتے جائیے اور ہنستے جائیے۔ اب فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ جو لوگ تبرکات کو شرک و بدعت قرار دے رہے ہیں وہی لوگ بحسن وخوبی بقول خود شرک و بدعت جیسے جرم کا ارتکاب کررہے ہیں۔ ان کے یہاں تبرکات چاہے انبیاء علیہم السلام کے ہوں یا کسی بزرگ کے ہوں سب کے سب بدعت و ناجائز امور میں داخل ہیں اور ان سے استفادہ کرنا گمراہی کی علامت۔ مگر یہ لوگ اپنے بزرگوں کے پاخانہ پیشاب جیسی غلاظت کو تبرک سمجھ رہے ہیں۔ جیسا کہ مولوی الیاس کے نانی کا واقعہ گزرا کہ پاخانہ اور نجاست سے بھرپور کپڑوں میں بقول ان کے خوشبو اور نرالی مہک آرہی تھی اور وہابی دھرم کے لوگ یکے بعد دیگرے سونگھ سونگھ کر مشام جاں کو معطر کررہے تھے اس غلاظت آلود پیراہن کی خوشبو سے دل و دماغ کے لیے سکون راحت و قرار فرحت و انبساط بتا رہے تھے اور بغیر دھلوائے بطور تبرک محفوظ بھی کرلیتے ہیں۔

پاخانہ اور پیشاب والے کپڑے سے خوشبو محسوس کرنے والوں کے گرو مولوی اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ جبہ وعمامہ شریف یا موئے مبارکہ سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہو یا دیگر تبرکات اولیائے کرام ہو ان سب کے تعلق سے کوئی سند نہیں اور ان کے جمع ہونے میں بہت سی خرابیاں ہیں۔ ان عقل کے اندھے کو نانی کے پاخانہ اور پیشاب جیسی نجاست میں خرابیاں نظر نہ آئیں۔ نئے نئے فتنوں کے جنم داتا تبرکات سے پیدا ہونے والی خرابیوں کی نشاندہی واضح طور پر نہ کرسکے تاکہ لوگ اس گناہ اور بدعت سے محفوظ رہتے۔

زہر افشانی، افتراق و انتشار کے علاوہ اور کیا کہا جاسکتا ہے ان تبرکات کی عظمت و تقدیس اور ان سے اعانت کا چراغ پھونک مارنے سے قطعاً نہیں بجھ سکتا۔ بدعت کی حقیقت و ماہیت سمجھے بغیر ہر بدعت کو بدعت سیئہ سے تعبیر کرنا انتہائی درجہ کی جہالت ہے۔ تبرکات تقسیم کرنا خود شارع اسلام علیہ السلام کی پاکیزہ سنت ہے جملہ آثار تبرکات میں سے آپ کے موئے مبارکہ شریف کو بڑی فضیلت اور اہمیت حاصل ہے۔ شاید ارض گیتی کا کوئی علاقہ کوئی خطہ ایسا ہو جہاں مسلمانوں کی آبادی ہو اور موئے مبارک نہ ہو، اہل ایمان کے قلوب میں اس کی بڑی عظمت ہے۔ جو یقیناً آقا ﷺ کی محبت کی شناخت اور دلیل ہے۔

حضرت انس ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے حجام کو بلا کر سر مبارکہ کے داہنے جانب بال اتارنے کا حکم دیا پھر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو بلا کر وہ سب بال شریف ان کو عطا فرما دیئے۔ اس کے بعد بائیں طرف کے بالوں کے مونڈنے کا حکم دیا حجام نے بال شریف اُتارا پس وہ حضرت ابوطلحہ ؓ کو دے دیئے اور فرمایا یہ لوگوں میں تقسیم کردو۔ اب آپ ہی بتائیے کہ حضور اکرم ﷺ کا بھیجا ہوا تبرک دنیا کا کون سا مسلمان ہے جو سینے سے نہ لگائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ نے اس عظیم تبرک کو حرزِ جاں بنا کر رکھا اور امامِ عشق ومحبت سیدنا اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جو سر پہ رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور ﷺ
تو پھر کہیں گے ہاں تاجدار ہم بھی ہیں

ایمان میں مزید پختگی کے لیے ایک حدیث اور پڑھیے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انھوں نے (حضرت اسماء نے) ایک اونی جبہ کسروانی ساخت کا نکالا جس کی پلیٹ ریشمی تھی اور دونوں چاکوں پر ریشم کا کام تھا۔ عرض کیا یہ رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا ان کے انتقال کے بعد میں نے لیا سرکار دو عالم ﷺ اسے زیب تن فرماتے تھے۔ ہم اسے دھو دھو کر بیماروں کو پلاتی ہیں اور اس سے شفاء طلب کرتی ہیں۔ منکرینِ آثار مبارکہ بتائیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے اس فعل مبارکہ پر ان کا کیا فتویٰ ہے جبکہ حدیث مذکور بزرگوں کے تبرکات سے حصولِ برکات کی بین دلیل ہے۔ رحمت عالم ﷺ کا ملبوس مبارکہ دھوکر مریضوں کو پلانا اور اس کے توسل سے شفاء طلب کرنا ان پاکباز خواتین کا طریقۂ کار تھا جن کے لیل ونہار شب و روز کا لمحہ لمحہ وحی الٰہی کے چھاؤں میں گذرتے تھے۔ اسی حدیث پاک کی شرح میں امام نووی علیہ لرحمۃ فرماتے ہیں

وفی الحدیث دلیل علی استحباب التبرک باثار الصالحین وثیابھم

(شرح مسلم للنوی ج ۲ صفحہ ۱۹۱ بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ جون ۱۹۷۶ صفحہ ۱۷) اس حدیث میں صالحین کے آثار اور ان کے ملبوسات سے حصول برکت کے مستحب ہونے کا ثبوت ہے۔

عشقِ رسول کی وادیوں میں جیون بتانے والے حضرت خالد بن ولید ؓ کی داستان

عشق پڑھیے:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار تھے۔ میدان جنگ میں ہمیشہ اپنی ٹوپی سر پر رکھتے تھے ایک مرتبہ جنگِ یرموک میں جبکہ گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی نیزوں کی بوچھار تھی آپ کی ٹوپی گم ہوگئی لڑائی چھوڑ کر اس کی تلاش میں دیوانہ وار منہمک ہو جاتے ہیں لوگوں نے دیکھا کہ تیر برس رہے ہیں تلواریں اور نیزے اپنا اپنا کام کر رہے ہیں۔ موت سامنے کھڑی ہے مگر جناب خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ٹوپی کی تلاش میں سرگرداں اور پریشان ہیں آخر کار ٹوپی مل جاتی ہے تو خوشیوں سے باچھیں کھل جاتی ہیں اور فخریہ انداز میں فرماتے ہیں کہ بھائیو! مجھے یہ ٹوپی کیوں اتنی عزیز ہے جان لو کہ میں نے آج تک جتنی جنگیں جیتی ہے اسی ٹوپی کے طفیل میں، سب اس کی برکتیں ہیں کیونکہ میں نے اس ٹوپی میں رحمت دو عالم ﷺ کے بال مبارک سی رکھے ہیں۔

حضرات! غور کیجیے حضرت خالد وہ صحابی ہیں جن کی پوری زندگی میدان جنگ میں کفار و مشرکین سے لڑتے ہوئے گذری ہے اگر تبرکات کی سند نہ ہوتی اور اس سے فوائد حاصل کرنا بدعت ہوتا تو آپ ہرگز ایسا نہ کرتے۔ ساون کے اندھوں سے میرا سوال ہے کہ حضرت خالد بن ولید اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے تعلق سے کیا رائے قائم کرتے ہیں۔

میرے سرکار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

سنّیوں اُن سے مدد مانگے جاؤ　　پڑے بکتے رہیں بکنے والے

مزارات پر حاضری

(۱) انبیاء و اولیاء کے مزارات کا قصد کر کے جانے کے تعلق سے مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنی خباثت کا اظہار اس طرح کیا ہے۔

''پھر جو کوئی کسی پیر و پیغمبر یا بھوت پری کو یا کسی سچی یا جھوٹی قبر یا کسی تھان یا کسی جگہ یا کسی مکان یا تبرک یا نشان یا ایسے مکانوں کا دور سے قصد

کر کے جائے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔''

(حوالہ ۱: تقویۃ الایمان (دار السلفیہ ممبئی) صفحہ ۲۴)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان (کتب خانہ مسعودیہ دہلی) صفحہ ۲۱)

(۲) ''سوال: میلہ ہنود و عرس مسلمان میں جیسا ہر دوار و پیران کلیر و اجمیر واسطے سوداگری یا خرید نے کسی شئے ضرورت کے خاص و عام کو جانا کیسا ہے؟

جواب: میلوں میں ہنود و مسلمانوں کے جانا تجارت کے واسطے بھی حرام ہے۔''

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۵۵۶)

(۳) بقول رشید احمد گنگوہی:

''قبور بزرگان کی زیارت کو سفر کر کے جانا مختلف فیہ ہے بعض علماء درست لکھتے ہیں اور بعض منع کرتے ہیں یہ مسئلہ مختلف ہے اس میں نزاع و تکرار نہیں چاہیے مگر ہاں عرس کے دن زیارت کو جانا حرام ہے۔''

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۵۵۵)

(۴) مولوی رشید احمد گنگوہی سے ایک دن ایک شخص نے زیارتِ قبور کے لیے حکم دریافت کیا کہ جائز ہے، ناجائز؟ گنگوہی نے کہا کہ اس میں علماء کا اختلاف ہے، بندہ فیصلہ نہیں کر سکتا۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۸۶)

(۵) دیوبند میں مولوی قاسم نانوتوی کی قبر کے متعلق خواجہ عزیز الحسن نے کہا کہ بڑی برکت کی جگہ ہوگی میں وہاں ضرور جاؤنگا اس پر تھانوی نے کہا ہاں کیا حرج ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴، حصہ ۲، قسط ۱۱، صفحہ ۱۱۰)

(۶) تھانوی کہتے ہیں کہ اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے مزار پر بڑا فیض ہوتا ہے

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴، حصہ ۱، قسط ۱۰، صفحہ ۱۰۷)

(۷) تھانوی صاحب اجمیر جاتے ہیں وہاں کی کیفیت یوں بیان کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام شہر پر انوار برستے تھے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴، حصہ ۱۰، صفحہ ۱۰۶)

(۸) بقول تھانوی کبھی کبھی قبر سے فیض حاصل کر کے لوگ بزرگ ہوگئے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲، حصہ۳، قسط۱۶، ملفوظ ۵۹۱، صفحہ۳۴)

(۹) جھنجھانہ میں تھانوی اپنے دادا پیر میاں جی کے اور سید شاہ محمود کے مزار پر روزانہ حاضری دیتے، میاں جی کے داہنے پہلو پر ایک پختہ قبر کے سرہانے رومال بچھا کر اس پر بیٹھ کر تھانوی مراقبہ کرتے اور کہتے کہ سکون کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱، حصہ۲، قسط۱۷، ملفوظ ۲۹۹، صفحہ۸۸۲)

(۱۰) تھانوی کا اجمیر شریف زیارت کی غرض سے جانا اور کہنا کہ وہاں تمام شہر میں وہاں کے زمین و آسمان میں رونق ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱، حصہ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۶۹، صفحہ ۴۵۸)

(۱۱) تھانوی کہتے ہیں کہ شاہ ولایت کے عرس میں ہر سال صوفیوں کے لیے والد صاحب دیگ بھیجا کرتے تھے والد صاحب کی وفات کے ایک سال بعد جب میں یہاں آیا تو میں نے موقوف کیا کہ یہ واہیات ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱، حصہ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۵۴۲، صفحہ ۲۰۳)

(۱۲) تھانوی کا استدلال ملاحظہ ہو کہ عرسوں کی طرف رنڈی بھڑووں کو زیادہ میلان ہوتا ہے اس لیے ظاہر ہے کہ وہ امر برا ہے ورنہ نیک لوگ کیوں متوجہ نہیں ہوتے؟

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱، حصہ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۸۸، صفحہ ۱۳۸)

منافقت دیوبندیت

محترم حضرات! مذکورہ بالا عبارات پڑھنے کے بعد آپ باطل عقائد کے لوگوں کی ذہنی عیاری ضرور محسوس کیے ہونگے۔ اہلسنت والجماعت کا مذہب یہ ہے کہ انبیاء و اولیاء کے مزارات و مقابر پر حاضری کے لیے سفر کرنا اور اکتساب فیض کے لیے حاضر ہونا جائز و مستحسن

ہے۔ صحابۂ کرام کے زمانہ سے لے کر آج تک تمام مسلمانوں کا اس پر عمل رہا ہے۔

احادیث اور بزرگوں کی کتابوں سے ثابت ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت کعب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ کا ذکر ہوا آپ نے کہا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی قبرِ انور پر ۷۰ ہزار فرشتے صبح و شام حاضر ہوکر روضۂ انور کا طواف کرتے ہیں۔

اب آپ بتایئے اگر زیارت کے لیے سفر کرنا بدعت و حرام ہوتا تو اللہ کے نورانی معصوم فرشتے کروڑوں میل کا سفر طے کر کے کیوں حاضر ہوتے۔ دیوبندی، وہابی حضرات کے نزدیک محبوبانِ بارگاہ الٰہی کے مزارات پر حاضری دینا شرک ہے جیسا کہ رسوائے زمانہ کتاب تقویۃ الایمان میں مولوی اسمٰعیل دہلوی نے لکھا ہے، کسی کی قبر پر دور دور سے سفر کی رنج و تکلیف اٹھا کر پہنچنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدہ کی امید رکھنا شرک ہے۔

ایک ہی سکے کے دو پہلو

ایک طرف شرک بتایا جارہا ہے مگر دوسری جانب اسی شرک کو بڑی خوبصورتی کے ساتھ اپنایا جارہا ہے۔ جب کہ مندرجہ بالا عبارتوں سے ظاہر ہوا کہ حاضری کے ساتھ ساتھ اس کے فوائد سے بھی آگاہ کیا جارہا ہے۔ اشرف علی تھانوی کہتے ہیں کہ کبھی کبھی قبر سے فیض حاصل کر کے لوگ بزرگ ہوگئے ہیں۔ قاسم نانوتوی کی قبر کو خواجہ عزیز الحسن بڑی برکت کی جگہ کہہ رہے ہیں اور دوسری طرف تھانوی جی آئینہ میں اپنی شکل دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ وہاں بھڑووں اور طوائفوں کو زیادہ میلان ہوتا ہے الامان والحفیظ۔ علمائے دیوبند کے دونوں رخ ملاحظہ فرمانے کے بعد فیصلہ آپ پر ہے کہ ایک جگہ جو چیز شرک و حرام ہے وہی شرک دوسری جگہ جائز و مستحسن کیسے؟ دونوں رُخوں کے تعلق سے جو عبارتیں موجود ہیں اس سے نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ دیوبندی مذہب تضاد اور فساد کا مجموعہ ہے۔ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ کونین ﷺ اپنی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی قبر پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر خود بھی روئے اور ساتھیوں کو بھی رلایا۔ حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنے والدین کی یا ان میں

سے کسی ایک کے قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ اور اس شخص کا نام نیکو کاروں کی فہرست میں شامل کرلیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف باب زیارۃ القبور)

سرورِ دو جہاں راحت انس و جاں ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو شخص میری زیارت کو آئے اور زیارت کے علاوہ اس کی دوسری نیت نہ ہو تو مجھ پر حق ہوگیا کہ اس کی شفاعت کروں زیارت قبور کو جائز بتانے والوں کو بدعتی مشرک، رضاخانی، قبر پرست کہنے والے بغور مطالعہ کریں میرے سرکار ﷺ ایسے شخص کو شفاعت کی ضمانت دے رہے ہیں اور بعد وفات زندگی کا ثبوت بھی۔ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری دی ہے بڑے بڑے بزرگوں نے اولیائے کرام کے اعراس کے موقعوں پر حاضر ہوکر روحانی فیوض و برکات حاصل کیے ہیں۔

حسن العزیز، فتاویٰ رشیدیہ کی عبارتوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے قلوب محبت ایمان سے یکسر خالی تھے ورنہ ایسا نہ کہتے اور نہ متبعین کو حکم دیتے۔ بزرگان دین کا عرس منانا تمام امت کا معمول رہا ہے اور صالحین کا طریقہ کار رہا ہے اور یہی حق اور مستحسن ہے اس کے خلاف کہنے اور لکھنے والے سب کے سب گمراہ، بددین، مرتد ہیں خواہ اکابر ہوں یا اصاغر۔

بریلی کے تاجدار سرکار اعلحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

جو ترے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں

کوّا کھانے کا جواز

(۱) جس جگہ زاغ معروفہ کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے کو برا جانتے ہوں تو ایسی جگہ اس کوا کے کھانے والے کو ثواب ہوگا۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (مبوب) ۱۹۸۷ء صفحہ ۵۹۷)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) ۱۳۶۳ھ جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

(۲) گنگوہی کی محفل میں ایک شخص نے کہا کہ کوّے غلہ کو بہت نقصان پہنچاتے

ہیں اس پر گنگوہی نے کہا کہ ہاں کھانا شروع کردو تو کم ہوں۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

(۳) گنگوہی سے پوچھا گیا کہ یہ دیسی کوا جو عموماً بستیوں میں پایا جاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام جواب میں گنگوہی نے یہ کہا کہ یہ کوا جو ان بستیوں میں پایا جاتا ہے اس کے حلال ہونے میں شبہ نہیں بلکہ اگر تحقیق نہ بھی ہو تو بھی اس کی حلت میں شبہ نہیں

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ۱، صفحہ ۱۷۸)

(۴) جس زمانہ میں کوّا کھانے کے مسئلہ کا شور وغل تھا، تھانوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ کیا کوا کھانا جائز ہے، تھانوی نے سائل سے پوچھا کہ کیا کھاؤ گے؟ اس نے کہا کہ نہیں تو، کہا کہ جب کھاؤ گے نہیں تو پوچھتے کیوں ہو نہ تم کو پوچھنا فرض ہے اور نہ مجھ کو بتانا فرض ہے۔

(حوالہ ۱ الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱، قسط ۳، ملفوظ ۶۷۳، صفحہ ۳۳۷)

(حوالہ ۲: آداب افتاء واستفتاء صفحہ ۵۲)

(۵) تھانوی سے ایک شخص نے پوچھا کہ کوے کی کیسے قسمیں ہیں؟ تھانوی نے کہا کہ مجھ کو معلوم نہیں اگر آپ فرمائیں تو آدمی کی قسمیں بیان کردوں اور یہ بھی عرض کردوں کہ آپ کون سی قسم میں داخل ہیں۔

(حوالہ: مزید المجید ملفوظ ۱۰، صفحہ ۶)

(۶) کوے کی حلت کے فتوی میں گنگوہی نے بہت بڑے اجر کی امید کی جس کا اندازہ آپ خود لگائیے۔ حق گوئی میں آپ کسی ملامت گر کی ملامت کا اندیشہ نہیں فرماتے تھے بلکہ اگر حق گوئی پر لوگ آپ کو برا کہتے تو اس پر نہایت فرحت و سرور ہوتا تھا جس زمانے میں آپ نے دیسی کوے کی حلت کا فتویٰ دیا اس پر جہلا میں شور وغوغا اٹھا ہے تو آپ نے فرمایا کہ مجھ کو کیا

خبر تھی کہ اس میں حق تعالیٰ نے اس قدر اجر رکھا تھا۔

(حوالہ ا تذکرۃ الرشید جلد ۲، صفحہ ۶۴)

عمر بھر شوق سے کھاتے رہے کالا کوّا ☆ ہم نے مُرغا جو کھلایا تو بُرا مان گئے

نعوذ باللہ من ذالک، یہ دھرم ہے توحید کے علمبرداروں اور پجاریوں کا جن کے یہاں حرام شے بھی حلال ہے اور حلال چیز حرام ہے۔ محرم کی سبیلیں اور محرم کا کھچڑا ناجائز، شب برات کا حلوہ ناجائز، فاتحہ جس کھانے پر پڑھ دیا جائے وہ کھانا حرام، محافلِ میلاد کے تبرکات، شیرینی سب حرام و ناجائز ہے۔ کہتے ہیں دل سیاہ ہوجاتا ہے مگر کوا کھانے سے بقول اکابرِ دیوبند دل روشن اور منور ہوجاتا ہے اس کے علاوہ بڑا اجر وثواب بتا کر کھانے پر آمادہ کیا جارہا ہے۔ لگتا ہے کہ کوؤں نے کسی زمانے میں ان بزرگوں کے ساتھ کوئی بڑا بھونڈا مذاق کیا تھا جس جرم کی پاداش میں سزا دینے کی تجویز پیش کی گئی۔ ابھی تک دیسی گھی اور دیسی مرغ کے کھانے کی لذتوں سے آشنا تھے اب دیسی کوؤں پر حملہ کردیا جو غلّہ کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

ارے نادان! کوّا خواہ دیسی ہے یا بدیسی اس کا کھانا کیسے جائز ہوجائے گا؟ کیا فقہائے ملت اور ائمہ مجتہدین نے کوئی صورت بتائی ہے مسئلہ کی توضیح کے لیے حوالہ کے ساتھ مفصل بیان کرنا چاہیے تاکہ لوگ سمجھتے کہ اس کے جواز میں فقہا کا قول ہے، یا بس جو چیزیں نقصان کا سبب بنیں ان کی حلت کا فتوئ دے دیا جائے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کتے کیا کم نقصان پہنچاتے ہیں۔ جس کو کاٹ لیتے ہیں اسے بڑے بڑے حکیموں اور ڈاکٹروں کی دہلیز پر حاضری دینی پڑتی ہے۔ بسا اوقات کتے کا کاٹا ہوا آدمی ہلاک بھی ہوجاتا ہے پرندوں میں عقاب، گدھ وغیرہ جو مردار کھاتے ہیں جن کا نشانہ بہت کم خطا کرتا ہے اپنے شکار کے حصول پر اس قدر حریص ہوتے ہیں کہ اگر شکار سے باز رکھنے کی کوشش کیجیے تو آنکھیں ضائع کردیتے ہیں ایسے بہت سے درندے اور جانور ملیں گے جن سے شدید نقصانات ہوتے ہیں۔ مسندِ افتاء کو غلط استعمال کرنے والے کوّا خور مولوی رشید احمد گنگوہی جن کے فتوی سے بغض وعناد، دغا،

فریب، مکر و جعلسازی کی بو آتی ہے خود کتنے کوؤں کو لقمۂ تر بنائے ہونگے۔ آنجناب نے وٹامن کا کون سا مادہ محسوس کیا جس کے کھائے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ مگر خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے۔

اسلامی اصولوں اور شریعت مصطفیٰ کو پامال کرنے والے خود ساختہ مفتیانِ دیوبند نے اپنی کتابوں میں جس طرح مسائل شریعہ کی دھجیاں فضائے بسیط میں بکھیری ہیں اسے پڑھ کر ایک عام سے عام مسلمان بھی برداشت نہیں کرسکتا ہے مگر ان کے پیرو کار آج بھی بہتی گنگا میں غسل کررہے ہیں۔ ان کے سامنے اگرچہ حوالوں اور دلائل کے انبار لگا دیجئے مگر ان کے سروں پر جوں تک نہیں رینگتی ہے۔ سچ فرمایا ہے تاجدار بریلی نے۔

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں　　خلد میں پہنچا رضا پھر تجھ کو کیا

شرك فى الاسماء

(عبدالنبی، پیر بخش وغیرہ نام رکھنا)

(۱) مولوی اسمٰعیل دہلوی شرک کی مختلف شکلوں کے ضمن میں رقم طراز ہیں کہ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبدالنبی رکھتا ہے کوئی علی بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین (ایسا نام رکھنا شرک ہے)

(حوالہ ا: تقویۃ الایمان (دارالسّلفیہ ممبئی) صفحہ ۱۶)

(حوالہ ۲: تقویۃ الایمان (کتب خانہ مسعودیہ دہلی) صفحہ ۱۰)

(۲) مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتوئ دیا کہ نبی بخش، پیر بخش، سالار بخش، مدار بخش نام رکھنا موہم شرک ہیں۔ منع ہیں انکو بدلنا چاہیے۔

(حوالہ ا: فتاوئ رشیدیہ (مبوب) ۱۹۸۷ء صفحہ ۶۹)

(حوالہ ۲: فتاوئ رشیدیہ (قدیم) ۱۳۶۳ھ صفحہ ۵۹)

(۳) رشید احمد گنگوہی کے دادا کا نام پیر بخش تھا۔

(حوالہ ا: تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۳، صفحہ ۱۵، صفحہ ۱۷) / (حوالہ ۲: سوانح قاسمی جلد ا، صفحہ ۶۹)

(۴) رشید احمد گنگوہی کے نانا کا نام فرید بخش تھا۔

(حوالہ: ا تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۳)

(۵) مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب بہشتی زیور میں کفر و شرک کے عنوان کے تحت، علی بخش، حسین بخش عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا شرک میں شمار کیا ہے۔

(حوالہ: بہشتی زیور (ربانی بکڈپو دہلی) حصہ ا صفحہ ۳۵)

(۶) رشید احمد گنگوہی کے استاذ کا نام مولوی محمد بخش تھا۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۲۷۸)

(۷) مولوی قاسم نانوتوی کے دادا کے والد کا نام محمد بخش تھا۔ مولوی قاسم نانوتوی کا شجرۂ نسب اس طرح ہے، محمد قاسم بن اسد علی بن غلام شاہ بن محمد بخش

(حوالہ: سوانح قاسمی جلد ا صفحہ ۱۱۳ صفحہ ۱۱۵ صفحہ ۱۷۹)

(۸) مولوی قاسم نانوتوی کے پردادا شیخ محمد بخش کے بھائی کا نام خواجہ بخش تھا۔

(حوالہ: سوانح قاسمی جلد ا صفحہ ۱۷۹)

(۹) مولوی اشرف علی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے استاذ کا نام قلندر بخش تھا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ا قسط ۱۲ صفحہ ۱۹۹)

(۱۰) مولوی خلیل احمد سہارنپوری کے بچپن کے پیر اور تبلیغی جماعت کے بانی مولوی الیاس کاندھلوی کی نانی کے والد مولوی مظفر حسین کاندھلوی کے والد کا نام مولوی محمود بخش تھا۔

(حوالہ ۱: حکایات اولیاء حکایت ۱۹۱، صفحہ ۲۱۵)

(حوالہ ۲: ارواح ثلاثہ حکایت ۹۱)

(حوالہ ۳: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) بار دوم ۱۴۱۱ھ صفحہ ۹۷)

(حوالہ ۴: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) بار اول ۱۳۹۵ھ صفحہ ۷۹)

(حوالہ ۵: تذکرۃ الخلیل (میرٹھ) صفحہ ۵۱)

القابِ قبلہ و کعبہ کا استعمال

(۱) بقول مولوی رشید احمد گنگوہی خط میں کسی کو القاب قبلہ و کعبہ لکھنا درست نہیں

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۶۷)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) صفحہ ۱۱۶ جلد ۳)

(۲) فتاویٰ رشیدیہ میں مولوی رشید احمد گنگوہی نے فتویٰ دیا کہ قبلہ و کعبہ وغیرہ الفاظ و القاب کسی کی نسبت لکھنے اور کہنے مکروہ تحریمی ہیں بلکہ جب زیادہ حدشان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو کسی دوسرے کے واسطے کیونکر درست ہوسکتے ہیں۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشید (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۶۶)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) صفحہ ۱۱۴ حصہ ۲)

(۳) بقول رشید احمد گنگوہی قبلہ و کعبہ جیسے القاب لکھنا ممنوع ہے بلکہ حضور ﷺ کے لیے بھی ممنوع ہے۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۳۷)

(۴) مولوی اشرف علی تھانوی نے حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو قبلہ و کعبہ لکھا

(حوالہ ۱: تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۱۶)

(حوالہ ۲: تذکرۃ الرشید جلد ا صفحہ ۱۱۸)

(۵) تھانوی کہتے ہیں کہ مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی میرے قبلہ و کعبہ ہیں۔

(حوالہ: احسن العزیز جلد ۳ حصہ ۳ قسط ۱۴ صفحہ ۱۲۱)

(۶) مولوی اشرف علی تھانوی کے لیے قبلہ کا لقب استعمال متعدد جگہوں پر ہوا ہے۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۱۳۵ صفحہ ۱۹)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۱۳۶ صفحہ ۲۱)

(حوالہ ۳: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۲۳۱ صفحہ ۴۷)

(۷) بقول تھانوی، مولوی محمود حسن دیوبندی میرے استاد اور قبلہ و کعبہ ہیں۔
(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط ۱۰ ملفوظ ۸۰۸ صفحہ ۴۵۷)

(۸) مولوی رشید احمد گنگوہی کے انتقال پر دارالعلوم دیوبند کے شیخ الہند مولوی محمودالحسن دیوبندی نے ایک مرثیہ لکھا جس میں گنگوہی کو روحانی اور جسمانی حاجات کا قبلہ لکھا ہے۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی
جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی

(حوالہ: مرثیہ گنگوہی صفحہ ۷۔۸)

(۹) مولوی اشرف علی تھانوی کو قبلہ و کعبہ لکھا گیا ہے۔
(حوالہ ا خاتمۃ السوانح صفحہ ۱۵۵)

(۱۰) مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ کو متعدد مرتبہ قبلہ لقب کے ساتھ حضرت حاجی صاحب قبلہ لکھا ہے۔

(حوالہ ۱: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۸۸، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۲: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۴، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۳ سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۵، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۴: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۷، دو مرتبہ)
(حوالہ ۵: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۸، تین مرتبہ)
(حوالہ ۶: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۳۰۰، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۷: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۳۶۵، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۸: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۳۶۸، ایک مرتبہ)
(حوالہ ۹: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۴۴۷، ایک مرتبہ)

بدعتوں کے پرچم تلے

(جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند)

۱۹۸۱ء کو دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ منایا گیا تھا جس میں وزیر اعظم بھارت مسز اندرا گاندھی کو شمع محفل قرار دیا گیا۔ ریڈیو، ٹی وی، اخبارات وغیرہ کے ذریعہ سے تعاون لیا گیا اور دارالعلوم دیوبند کی میلاد خوانی کے ساتھ نظریاتِ دیوبندیت اور افکارِ وہابیت کی تشہیر کی گئی۔ شریمتی اندرا گاندھی نے جشن کا افتتاح کیا جن کے دیدار اور نسوانی اداؤں سے پورے دیوبند کا ماحول مسحور ہوگیا۔ تالیوں کی صداؤں میں اندرا گاندھی نے اپنی تقریر، جشن دارالعلوم دیوبند کو مستفیض کیا اور بانیٔ دیوبند کے نواسے اور مدرسۂ دیوبند کے بانی مہتمم قاری محمد طیب صاحب نے اندرا گاندھی کو عزت مآب وزیر اعظم ہندوستان کہہ کر خیر مقدم ہی نہیں بلکہ بڑی بڑی ہستیوں میں شمار کیا۔ بھارت کے سابق صدر جمہوریہ راجندر پرشاد کے حوالے سے دیوبند کو آزادیٔ ہند کا ایک مضبوط ستون قرار دیا۔ اندرا گاندھی نے دارالعلوم دیوبند کو اپنی پارٹی کانگریس سے منسلک قرار دیا۔ افسوس صد افسوس مردوں کے جھرمٹ میں، ننگے سر، برہنہ بازو ایک عورت کی تقریر جشن دارالعلوم دیوبند میں کروائی گئی۔ اندرا گاندھی کے علاوہ مذکورہ جشن میں مسٹر راج نرائن، جگ جیون رام، مسٹر بہوگنا وغیرہ نے شرکت کی اور اندرا گاندھی کے بیٹے سنجے گاندھی نے تقریباً ۵۰/ ہزار افراد کو اعلیٰ پیمانے پر تین دن کھانا کھلایا۔ جو پلاسٹک کے لفافوں میں بند تھا۔

اس جشن میں بھارتی حکومت کے علاوہ دیگر غیر مسلم ہندوؤں نے بھی دارالعلوم کا تعاون کیا تھا۔ مزید برآں کہ ہندوؤں کی میزبانی دیوبندی علماء فخر سے قبول فرماتے اور ان کے گھروں کو جا کر کئی کئی دن ٹھہر کر مہمانی کا شرف عطا فرماتے۔

جشن میں اخراجات تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپئے تک ہوئے تھے جسے بھارتی حکومت کے تعاون سے پورا کیا گیا۔ مرکزی حکومت نے ۳۰/ لاکھ روپئے تزئین کاری میں صرف کیے جو گرانٹ کی صورت میں مہیا کی گئی تھی۔ دارالعلوم نے ساٹھ لاکھ روپئے تک جمع کیے تھے۔ نئی

سڑکوں کی تعمیر، بجلی کی ہائی پاور لائن، غرضیکہ آسائش کا ہرصورت خیال رکھا گیا۔ توحید پرستی کا راگ الاپنے والے بتائیں دارالعلوم کی میلاد خوانی میں جو اخراجات ہوئے یہ بیجا اسراف اور فضول خرچی میں داخل ہے کہ نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد میں جشنِ ولادتِ مصطفیٰ میں بقول اکابرین دیوبند تزئین کاری شرک، اخراجات فضول خرچی اور بیجا اسراف کے زمرے میں ہے۔ مگر جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند کے لیے جائز اور مستحسن امر ہے۔ یہ صرف اپنے سچے آقا ﷺ سے عداوت و دشمنی کی بنیاد پر ہے۔

کہ محمد ﷺ کا جب یومِ میلاد آئے
تو بدعت کے فتوے انہیں یاد آئیں

آپ بتایئے جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند کے تعلق سے جو مدد لی گئی آپ کی شریعت میں اس کی اجازت ہے؟ جبکہ بزرگوں کے استمداد اور ان سے مدد چاہنے کو اکابرین دیوبند نے بدعت اور حرام قرار دیا ہے۔

مگر اندرا حکومت سے ان ظالموں نے بھاری رقم وصول کرلی اور پورا کا پورا ہڑپ کرگئے۔ کل تک جو بزرگوں کے تبرکات کھانے سے دل مردہ ہوجانے کی بات کررہے تھے آج وہی لوگ جشن صد سالہ دارالعلوم دیوبند سے واپسی پر اپنے گھروں کے لیے تبرکات دیوبند لیکر جارہے ہیں۔ کھیلوں کا سامان، ہاکیاں، کرکٹ گیندوں کے علاوہ سیب، انگور، گنے، اناناس، ناریل، کپڑے، جوتے، موزے، چھتریاں، اہلیہ کے لیے چوڑیاں، بے شمار تحفے۔

یہ ہے کردارِ وہابیہ دیوبندیہ۔ ان کے مفتی فتویٰ دیتے ہیں کہ بزرگوں کے مزارات کے تبرکات مت کھانا اور یہ ہیں کہ مانتے نہیں۔ اور اندرا گاندھی اور دیگر غیر مسلم نیتاؤں کے چرنوں میں ہونے والے اجلاس کی واپسی پر قسم قسم کے تحائف لے کر لوٹ رہے ہیں۔ کیا دیوبند کے مفتیوں کے فتوے کی رو سے یہ بدعت اور شرک نہیں ہے؟ مگر۔

نہیں قول سے فعل تیرا مطابق

اسی جشن میں تلاوت و ترانہ کے بعد اسٹیج پر غیر معمولی حرکات و سکنات کا جب احساس ہونے لگا تو معلوم ہوا کہ شریمتی اندرا گاندھی تشریف لا رہی ہیں، تمام عرب وفود اور دیگر میزبان دیوبندی علماء دو رویہ کھڑے ہوکر آنجہانی اندرا گاندھی کا استقبال بڑے تپاک سے کرنے لگے اور اسی جشن کی کیفیت بیان کرتے ہوئے سعودی اخبارات میں اندرا گاندھی کو سیدہ کے لقب سے نوازا گیا۔ (معاذ اللہ)

قیام و قعود کی مجلسوں کو بدعت اور حرام بتانے والے حضرات حالتِ قیام میں کس کا استقبال کررہے تھے ایک ناری کا۔ اندرا گاندھی کو سعودیہ کے اخبارات نے لفظ سیدہ لکھا کسی توحید پرست نے اعتراض نہیں کیا مگر تشہد کے بعد درودِ ابراہیمی اللھم صلی علی سیدنا میں لفظ سیدنا پر اعتراض وارد کردیتے ہیں۔ دیوبندی حضرات کہتے ہیں کہ لفظ سیدنا احادیث کی کتب میں نہیں ہے لہٰذا اس لفظ کا اضافہ بدعت ہے۔ راقم الحروف سے کئی دیوبندیوں نے اس سلسلے میں تمہیدی گفتگو کی اور ہر زاویئے سے سیدنا کے خلاف اپنی جاہلانہ فکر استعمال کرتے رہے۔ مگر روزنامہ اخبار العالم الاسلامی ۱۴؍ جماد الاولیٰ ۱۴۰۰ھ میں سعودی حکومت نے اندرا گاندھی کو سیدہ کہہ کر اہل ایمان کے دلوں کو مجروح کیا اور کسی وہابی دیوبندی کی ہمت و جرأت دیکھنے کو نہ ملی کہ اس پر اعتراض وارد کرتے۔ لیکن ہم اگر دونوں جہاں کے آقا ﷺ کو سیدنا کہیں تو بدعت اور کہنے پر دلائل طلب کیے جائیں یہ اس گروپ کے لوگوں کے احوال و کوائف ہیں جو ہمہ وقت غیر اللہ کی استمداد و اعانت کا انکار کرتے رہتے ہیں اور یا رسول اللہ ﷺ کہنے والے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کو خواہ مخواہ مشرک و بدعتی قرار دینے میں ذرا سا بھی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ لیکن ایک کافرہ مشرکہ کی مدح وسرائی میں مجنونانہ کیفیت کا اظہار کرتے ہوئے سیدہ تک کہہ دیتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

سیدی سرکار اعلیٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ شاخ پر بیٹھ کے جڑ کاٹنے کی فکر میں ہے
کہیں پہنچا نہ دکھائے تجھے شجرا تیرا

منافقوں کی نشاندھی

حضور اکرم ﷺ لشکر اسلام میں مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے کہ ایک شخص جس کا نام حرقوس بن زہیر (ذالخویصرہ) تھا کہنے لگا، یا رسول اللہ ﷺ آپ نے عدل و انصاف سے کام نہیں لیا۔ رحمت دو عالم ﷺ ذوالخویصرہ کی کڑوی گفتگو سن کر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرماتے ہیں میں اللہ کا نبی ہوں اگر میں انصاف نہ کروں گا تو کون عدل کریگا۔

اب نگاہِ نبوت کی قوۃ بصری دیکھیے وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں (معاذ اللہ) وہ دیکھیں کہ غیب داں رسول ﷺ کی نگاہ مبارکہ کہاں تک دیکھ رہی ہے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ یہ ابھی (ذوالخویصرہ) زندہ رہیگا اور اس کی نسل سے لوگ نکلتے رہیں گے۔ بعدہٗ ذوالخویصرہ کے نسل کی نشانیاں بیان فرماتے ہیں ان نشانیوں کو بغور پڑھئے اور دیکھیے کہ آپ کی پیشن گوئیاں کس طرح حرف بہ حرف پوری ہو رہی ہیں۔

(۱) یہ لوگ سروں پر بال نہیں رکھیں گے یعنی سر منڈواتے رہیں گے (اب تو مونچھیں بھی صاف کروادیتے ہیں)

(۲) پاجاموں اور شلواروں کے پائنچے ٹخنوں سے بہت اونچے رہیں گے (بعض وہابی دیوبندی اتنا اونچا پہنتے ہیں کہ بجائے پاجامہ یا شلوار کے چڈھی معلوم ہوتا ہے)

(۳) نمازیں اس قدر طویل پڑھیں گے کہ دوسرے لوگ ان کی نمازوں کے مقابل اپنی نمازیں حقیر سمجھیں گے۔

(۴) یہ لوگ قرآن عمدگی سے پڑھیں گے، زبانوں پر ہوگا مگر حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

(۵) ان کی زبانیں شکر کی طرح میٹھی ہونگی مگر دل بھیڑیوں سے زیادہ سخت اور

برے ہونگے۔

(۶) صورت وشکل سے بڑے پارسا نیک معلوم ہوں گے مگر دین سے اس طرح الگ اور بیگانہ ہونگے جیسے تیر اپنے شکار سے نکل جاتا ہے۔

(۷) یہ لوگ خود بُرے ہوں گے اور برائی ہی پھیلائیں گے۔

مندرجہ بالا نشانیاں رحمت دو عالم نور مجسم ﷺ نے چودہ سو برس پہلے ارشاد فرمایا جو من وعن پوری ہو رہی ہیں۔ اہلسنّت والجماعت سے برگشتہ ہو کر جو بھی تنظیمیں، فرقے وجود میں آئے یا آتے ہیں ان میں ان نشانیوں میں سے کوئی نہ کوئی نشانی ضرور ہوتی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما باطل عقائد والوں ہی کے تعلق سے فرماتے ہیں۔ وہ لوگ جو کافروں اور مشرکوں کے بارے میں نازل ہونے والی آیتوں کو مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے زیادہ برے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے مطابق دور حاضر میں فرقۂ باطلہ کا پہچاننا زیادہ آسان ہوگیا ہے۔ آج جماعتِ وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ، مودودیہ وغیرہم اور ان جیسی تنظیمیں گمراہ کن، گمراہ گر افراد کے ذریعہ اسلام کی روح نکالنے، جلوۂ جاناں ﷺ سے سچی محبت کا چراغ گل کرنے میں پیش پیش ہیں۔ اپنے خطبات اور تقاریر میں وہی آیتیں پڑھتے ہیں جو بتوں یا کافروں یا مشرکوں کے سلسلے میں نازل ہوئی ہیں اور غلط تاویلات پیش کرکے سُنّی صحیح العقیدہ مسلمانوں پر شرک و بدعت کے فتوے دے کر مشرک اور بدعتی کی سند عطا کردیتے ہیں۔ حالانکہ انھیں معلوم نہیں کہ وہ اپنے عملِ بد سے بدترین خلائق میں شمار کیے جارہے ہیں۔

گمراہ کُن کتابیں

(۱) حفظ الایمان (اشرفعلی تھانوی)	(۲) فتاویٰ رشیدیہ (رشید احمد گنگوہی)
(۳) آبِ حیات (محمد قاسم نانوتوی)	(۴) تحذیر الناس (محمد قاسم نانوتوی)
(۵) براہین قاطعہ (خلیل احمد انبیٹھوی)	(۶) بہشتی زیور (اشرفعلی تھانوی)
(۷) تقویۃ الایمان (شاہ اسمٰعیل دہلوی)	(۸) صراط مستقیم (شاہ اسمٰعیل دہلوی)
(۹) کتاب التوحید (محمد بن عبدالوہاب نجدی)	(۱۰) تفسیر بلغۃ الحیران (حسین علی واں بھچرانی)
(۱۱) تصفیۃ العقائد (محمد قاسم نانوتوی)	(۱۲) رسالہ الامداد (اشرفعلی تھانوی)
(۱۳) تذکرۃ الرشید (مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)	(۱۴) مختصر سیرت نبویہ (عبدالشکور کاکوروی)
(۱۵) تذکرۃ الخلیل	(۱۶) اشرف السوانح
(۱۷) الافاضات الیومیہ	(۱۸) حسن العزیز

مندرجہ بالا کتابیں وہی ہیں جس میں غیب داں رسول ﷺ اور اولیائے امت بزرگان دین کے تعلق سے بڑی فیاضی کے ساتھ گستاخیاں کی گئی ہیں اور نادار و نااہل حضرات نے زبردست گستاخیاں کی ہیں۔ لہٰذا صحیح العقیدہ مسلمان ہمیشہ ان کتابوں سے اپنی بیزاری کا عمل جاری رکھیں اور جملہ مسلمانوں سے ان کتابوں کی خامیوں اور غلطیوں کا تذکرہ کرکے بچنے کی تلقین کریں۔

شریعت میں طبیعت

علمائے اہل حدیث جو اپنے کو حدیث پر مکمل عمل پیرا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی جامہ تلاشی کے لیے مندرجہ ذیل اقتباسات پڑھئے:

(۱) نجاست غلیظہ کے تعلق سے لکھتے ہیں پیشاب پاخانہ سے پانی ناپاک نہ ہوگا جب تک پانی میں تبدیلی نہ آئے۔ (عرف الجادیٰ صفحہ ۱۰)

پاخانہ پیشاب جیسی نجاستیں پانی کو ناپاک نہیں کرسکتیں کس بنیاد پر کتنی مقدار میں، پانی کس قدر ہوگا مسئلہ توضیح سے بالکل خالی ہے۔ مفتیٔ اہلحدیث کو اپنا موقف واضح کردینا چاہیے تاکہ عوام پریشانیوں میں مبتلا نہ ہوتے۔

(۲) بغیر جنابت کا غسل کیے نماز درست ہے۔ (بدرالابلہ صفحہ ۳۸)

آدمی جنبی ہے، ناپاک ہے اس پر غسل واجب ہے مگر آنجناب کا فتویٰ ہے کہ نماز درست ہے۔ ایسے مفتیوں اور ان کے فتوؤں سے اللہ محفوظ رکھے (آمین) فقہ کا مسئلہ ہے کہ جنبی آدمی حالتِ جنابت میں نہ نماز پڑھ سکتا ہے نہ خانۂ کعبہ کا طواف کرسکتا ہے نہ قرآن پاک چھو سکتا ہے۔ مگر مفتی صاحب کے فتوے نے تبلیغی جماعت کے آسامیوں کے لیے آسانیاں فراہم کردی ہیں کہ تبلیغ کے بہانے مسجدوں کو مسافر خانہ سمجھ کر فتنہ وفساد برپا کرتے ہیں اور صبح بغیر غسل کے نماز پڑھ لیتے ہیں۔

(۳) عورت حیض کی حالت میں قرآن پڑھ سکتی ہے۔ (فتاویٰ ثنائیہ صفحہ ۵۵۵)

تعجب ہے، مفتی صاحب نے فتویٰ کو حوالہ سے خالی رکھا ہے اور وضاحت کی زحمت نہیں کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لایمسہ الاالمطھرون، قرآن بغیر غسل کے نہ چھوٗ ایسی صورت میں مفتی صاحب پر کیا حکم لگایا جائیگا؟ یہ سب ذہنی اختراع ہے ایسے لوگ دین کے داعی نہیں حق کے نگہبان نہیں بلکہ قرآن و حدیث کے صاف اور شفاف اوراق پر گرد اڑانے والے بداندیش ہیں۔ سعودی ریال اور پٹرول و ڈالر کی بنیاد پر تبلیغی انجمنیں بناکر سیر وسیاحت کرنے والے حضرات نے جس قدر اسلام اور اس کے تعلق سے کھلواڑ کیا ہے وہ اہل بصیرت کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں۔ ان کے دلوں میں سیاسی، مالی اقتدار کی خواہش کا الاؤ کل بھی جل رہا تھا اور آج بھی۔ آپ اگر گہرائی میں اتر کر جائزہ لیں تو بات سمجھ میں آجائے گی۔ بزرگانِ دین، سلف صالحین نے کتاب وسنت کے احکامات کی جو تشریحات کی ہیں آج وہابیہ دیوبندیہ اور اہل حدیث کے خود ساختہ علماء انہیں کے خلاف عامۃ المسلمین کے درمیان بے اعتمادی اور دینی بے حسی و جاہلانہ روایات کا خود اپنا سکہ رائج کرنا چاہتے ہیں مگر علمائے حق نے فتنۂ وہابیت ونجدیت وکفر والحاد کی سطح سمندر پر ایسا بند باندھ دیا ہے جس سے

اہلسنّت کا شیرازہ بکھرنے سے محفوظ ہوگیا ہے اور انتہائی بیداری کے ساتھ امام عشق و محبت سرکار اعلٰحضرت رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پوری دنیا کو پہنچا رہے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

منی آرڈر کے عدم جواز کا فتویٰ

(۱) سوال۔ منی آرڈر کرنا اور محصول منی آرڈر کا دینا شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب: بذریعہ منی آرڈر روپیہ بھیجنا نا درست ہے اور داخل ربوٰ ہے (یعنی سود) اور یہ جو محصول دیا جاتا ہے نا درست ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۰۲)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) حصہ ۲ صفحہ ۱۲۸)

(۲) سوال: منی آرڈر اور ہنڈوی میں کچھ فرق ہے یا دونوں کا ایک حکم ہے؟

جواب: منی آرڈر اور ہنڈوی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۰۳)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) حصہ ۲ صفحہ ۱۲۷)

(۳) روپیہ منی آرڈر میں بھیجنا درست نہیں ہے خواہ اس میں کچھ پیسہ دیئے جائیں یا نہ دیئے جائیں۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۰۲)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) حصہ ۲ صفحہ ۱۲۷)

(۴) بقول تھانوی منی آرڈر کرنا حرام ہے وصول کرنا حرام نہیں ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز: جلد ۳ حصہ ۱ قسط ۱۲ صفحہ ۱۵۰)

(۵) تھانوی جی کہتے ہیں منی آرڈر کی فیس سود نہیں ہے، بلکہ جو لکھنا پڑھنا پڑتا

ہے اس کی اجرت ہے۔ اس کے بعد تھانوی نے کہا نفعل ثم نستغفر یعنی کہ ہم کرتے ہیں پھر توبہ کر لیتے ہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۳ قسط ۱۴ صفحہ ۱۴۲)

(۶) انتقال کے دن بھی تھانوی نے منی آرڈر وصول کیا اور وصولی پر خود دستخط کرنے چاہے لیکن لیٹے ہونے کی وجہ سے نہ کر سکے۔

(حوالہ: خاتمۃ السوانح جلد ۳ صفحہ ۲۳۳)

(۷) تھانوی نے اپنے خلیفہ خواجہ عزیز الحسن کو سفر خرچ کے لیے بیس روپے کا منی آرڈر بھیجا تھا۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد ۳ صفحہ ۲۳۳)

(۸) تھانوی نے قنوج سے اپنے گھر تھانہ بھون ایک سو روپیہ کا منی آرڈر بھیجا ایک روپیہ فیس میں خرچ ہوا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۲ قسط ۱۱ صفحہ ۳۰۳)

(۹) تھانوی نے ایک طبیب کو ترپن روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۹۷۴ صفحہ ۲۲)

(۱۰) ایک مرتبہ تین روپے کا منی آرڈر تھانوی کے پاس آیا تھانوی نے منی آرڈر اس لیے واپس کر دیا کہ کوپن کی عبارت صاف نہیں تھی، وہ منی آرڈر پھر واپس آیا اس میں کوپن کی عبارت صاف تھی کہا کہ لوٹا پھیری میں فائدہ ہوا تین کی جگہ پانچ روپے آئے۔

(حوالہ: حسن العزیز: جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۳۹۵ صفحہ ۳۲)

(۱۱) تھانوی نے منی آرڈر وصول کیا!

(حوالہ: حسن العزیز: جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۳۹۵ صفحہ ۳۰)

کرنسی نوٹ کے متعلق

فرقہ دیوبندیہ کا موقف

(۱) سوال :۔ نوٹ کی خرید وفروخت کمی یا زیادتی پر جائز ہے یا نہیں بالتفصیل ارقام کریں۔

جواب :۔ نوٹ کی خرید و فروخت برابر قیمت پر بھی درست نہیں مگر اس میں جہاں حوالہ ہوسکتا ہے اور بحیلہ عقد حوالہ کے جائز ہے مگر کم زیادہ پر بیع کرنا ربٰو اور ناجائز ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۴۹۰)

(حوالہ ۲:۔ فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) جلد ۱ صفحہ ۴۷)

(۲) تھانوی نے کہا کہ چاندی خریدنے میں مشتری اگر بائع کو نوٹ دے تو جائز نہیں اس لیے کہ ثمن اور بیع کا دست بدست ہونا شرط ہے اور نوٹ روپیہ نہیں ہے بلکہ یوں کرنا چاہئے کہ پہلے کہیں سے یا خود بائع سے نوٹ کا روپیہ لے لے اور وہ روپیہ قیمت میں دیدے۔

(حوالہ : کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۱ ملفوظ ۶۱۱ صفحہ ۱۴۶)

(۳) بقول تھانوی اگر نوٹ سے زکوٰۃ دی تو ادا نہ ہوگی۔

(حوالہ حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۲۰۱)

(۴) ایک شخص نے سوال کیا کہ کسی نے زکوٰۃ میں نوٹ دیا تو زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں جواب میں تھانوی نے کہا یہ دیکھنا چاہئے کہ نوٹ کی حقیقت کیا ہے حقیقت یہ ہے کہ نوٹ مال نہیں ہے اس لیے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

(حوالہ :حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۲۰۴)

(۵) بقول تھانوی، اگر گنی کا تبادلہ روپیہ سے کیا تو جائز ہے اور اگر نوٹ سے

کیا تو جائز نہیں کیونکہ نوٹ مال کے حکم میں نہیں۔

(حوالہ :حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۱۵۴)

(۶) بقول تھانوی ، نوٹ سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس لیے غلہ و دیگر اشیاء ضرورت سے زکوٰۃ ادا کریں۔ ایک نواب صاحب نے یہ مسئلہ دریافت کیا کہ آج کل روپیہ تو ملتا نہیں صرف نوٹ ملتا ہے جس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی ایسی صورت میں زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے حضرت اقدس (تھانوی) نے تحریر فرمایا کہ زکوٰۃ غلہ اور دیگر ضرورت کی اشیاء سے بھی ادا ہوسکتی ہے۔

(حوالہ : الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴ قسط ۲۳ ملفوظ ۲۶۲ صفحہ ۲۸۵)

مسند افتاء کا غلط استعمال

قرآن وحدیث سے مسائل شریفہ کا اخذ کرنا اور ان کے احکام کو بیان کرنا **بعون اللہ** تعالیٰ بغیر ناممکن ہے۔ خالق ارض وسماء جس پر اپنا فضل خاص فرماتا ہے اسی کو احکام شریعہ کا عالم بناتا ہے۔ سرکار ابدقرار ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے اسی کو عالم بناتا ہے۔ رب تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وطفیل میں ایسے خوش نصیب وسعید حضرات کو دارین کی بادشاہی عطا فرماتا ہے۔ مفتیانِ کرام کے علم وفضل اور ان کی مہارتِ تامہ پر علمائے حق کا اعتراف ان کی فقاہت کی دلیل ہوتی ہے۔

سوالات کو سمجھنا، لب ولہجہ سیاق وسباق کے ساتھ ہی سائل کا مدعا ومنشاء اور اس کی گہرائی تک پہنچنا یہ سب کام اسی عالم دین کا ہوسکتا ہے جو مکمل دسترس رکھتا ہو۔ جزئیاتِ فقہ ان کے استخراج کے تعلق سے فقہی بصیرت درکار ہوتی ہے ورنہ مسائل صحیح طور پر اخذ ہی نہیں کیے جاسکتے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی اور ملا اشرفعلی تھانوی نے منی آرڈر اور کرنسی نوٹ کے تعلق سے

جو فتوے پیش کیے ہیں اس سے ان کی عالمانہ نہیں جاہلانہ فکر کی نشاندہی ہو رہی ہے۔ نہ طرز استدلال ہے نہ فقیہانہ مہارت اور نہ کہیں سیاسی و سماجی سوجھ بوجھ کو پیش نظر رکھا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کے قول و فعل میں تضادات کی بھرمار ہے۔ منی آرڈر وصول بھی کر رہے ہیں اور بھیج بھی رہے ہیں اور ناجائز بتاتے ہوئے سود سے تشبیہ دے رہے ہیں۔ نوٹوں کی خرید و فروخت کے معاملہ میں اپنی علمی ناداری اور لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے ثمن بیع اور بائع و مشتری کی صحت پر حملہ کر کے یکسر مسترد کر دئے ہیں نہ ان مفتیان کرام کی نظر مسلمانوں کی معیشت پر گئی نہ صنعت و حرفت پر۔

علمائے دیوبند کے نظریئے سے اقتصادی منصوبہ بندیوں کے تکمیل کے سارے دروازے مقفل ہوگئے جبکہ اسلام میں تجارت کو بڑی فوقیت دی گئی ہے۔ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سچی اور دیانت داری سے تجارت کرنے والا انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔ تجارت کے فروغ کے لیے بینک اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ سرمایہ کے بغیر تجارت کا تصور ہی بے سود ہے۔ سرکار اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی بصیرت مستقبل کو جھانک رہی تھی اور آپ نے کئی سال پہلے مسلمانوں کی معاشی تجارتی نظریات کو سامنے رکھتے ہوئے سرمایہ کاری کے لیے چار نکاتی فارمولے پیش فرمائے تھے۔

اب رہا سود تو شرع نے حرام قطعی فرمایا ہے مگر حصول نفع کے بہت سے طریقے حلال فرمائے ہیں۔ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی نے اپنی معرکۃ الآرا تصنیف، **کفل الفقیہ الفاھم فی احکام قرطاس الدراھم** میں مفصل ارقام فرمادیا ہے۔ مندرجہ بالا رسالہ کو دیکھنے کے بعد اعلیٰ حضرت کی فقاہت و ذہانت پر عقیدت کی گردنیں خم ہوجاتی ہیں۔ آپ نے ثابت کردیا ہے کہ نوٹ قیمتی مال ہے رسید نہیں اسلامی نظام کے نفاذ اور اقتصادی نظام کو بینکوں کو سود جیسی لعنت سے پاک کرنے کے لیے یہ ایک عظیم نعمت ہے۔ مسلم علماء میں امام احمد رضا کی تنہا وہ ذات ہے جنھوں نے پہلی بار کرنسی نوٹ کے جواز کا فتویٰ دے کر عالم اسلام پر احسان فرمایا ہے۔ مفتیانِ دیوبند اپنے بزرگوں کی فقہی ناداری پر ماتم کریں اور ان کے فتوؤں کو کالعدم قرار دے کر امام احمد رضا خاں کی بارگاہ میں کاسہ لیس ہو کر علم و فن کی

خیرات مانگیں اور اپنے بزرگوں کی تحریرات کے حرف غلط ہونے کا اعلان کردیں تاکہ قوم مسلم دھوکہ و فریب کی دلدل سے نکل کر کفر و شرک کی ہر جکڑ سے آزاد ہوجائے اور معاشی طور پر مضبوط ہو کر سیاسی اور سماجی اعتبار سے طاقتور ہوجائے۔

علمائے دیوبند کو کھانے پینے کی حرص، دعوت و ہدیہ میں بیجا فرمائش

(۱) مولوی قاسم نانوتوی کو مرضِ موت میں ککڑی کھانے کی تمنا ہوئی تمام کھیت چھان ڈالے۔ لکھنؤ مولوی عبدالحئی کو اطلاع ہوئی تو انھوں نے لکھنؤ سے ککڑیاں بھیجیں۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۲۲۴ صفحہ ۲۴۶)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۲۲۴ صفحہ ۲۲۶)

(حوالہ ۳: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۳ ملفوظ ۲۹۴ صفحہ ۲۳۴)

(حوالہ ۴: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۵۹۱)

(۲) بقول تھانوی۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ انڈا کھاؤ، مرغی کھاؤ، مرغن کھانے کھاؤ اور کام کرو۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۳ قسط ۱۴ صفحہ ۱۷)

(۳) نانوتوی کو طعامِ حرام سے نفرت تھی، لیکن دعوت بوجہ دلداری ہر ایک کی قبول کرلیتے تھے دعوت میں جا کر کھا لیتے تھے پھر آکر قے کرلیتے تھے۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیا حکایت ۲۳۱، صفحہ ۲۵۰)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۲۳۱ صفحہ ۲۳۱)

(حوالہ ۳: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۳۶۵)

(۴) تھانوی کہتے ہیں کہ دعوت اور ہدیہ میں حلال و حرام کو زیادہ نہیں دیکھتا

کیونکہ میں متقی نہیں بس جو فتوئی فقہی رو سے جائز ہوا اسے جائز سمجھتا ہوں لیکن اس کا بہت خیال رکھتا ہوں کہ دین کی عزت میں کمی نہ ہو، دھوکہ نہ ہو، بوجھ نہ ہو، یعنی گنجائش سے زیادہ نہ ہو نہ حالاً نہ قالاً یعنی دیتے وقت محبت کی وجہ سے گرانی محسوس نہ ہو پھر نانی یاد آوے کہ افوہ دس دیدیئے۔

(حوالہ ا: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۲ ملفوظ ۱۸۱ صفحہ ۳۷۸)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ا حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۵۱۶ صفحہ ۱۶۲)

(۵) تھانوی جی کہتے ہیں کہ جس دن گھر میں اچھی چیز پکی ہوتی ہے اس دن کام کرنے میں خوشی رہتی ہے کہ فارغ ہو کر اچھی چیز کھانے کو ملے گی نفس کے واسطے کوئی ابھارنے والی چیز ضرور ہونی چاہیے۔

(حوالہ ا: حسن العزیز جلد ا حصہ ا ملفوظ ۱۰۲ صفحہ ۱۱۵)

(حوالہ ۲: اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۱۱۸)

(۶) اخیر عمر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کے تمام دانت گر چکے تھے کچھ احباب نے مصنوعی دانت بنانے کی درخواست کی اس پر گنگوہی نے کہا اگر دانت بن جائیں گے تو روٹیاں چبانی پڑیں گی ابھی دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوہ کھانے کو ملتا ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ا قسط ۳ ملفوظ ۶۳۵ صفحہ ۳۱۵)

(۷) ایک شخص نے مولوی اشرفعلی تھانوی کی اور مولوی محمد عمر کی ایک ساتھ دعوت کی۔ کھانے میں چاول تھے تھانوی کو پسند نہ آئے۔ تھانوی نے کہا کہ روٹی کیوں نہیں پکائی، کہا کہ روٹی تو نہیں پکائی، تھانوی نے کہا ہم نہیں جانتے جب دعوت کی ہے تو کھلاؤ کہیں سے بھی کھلاؤ اس نے کہا کہ روٹی کہاں سے لاؤں۔ تھانوی نے کہا کہ گھر میں نہیں تو محلہ سے مانگ کر لاؤ۔ تھانوی کے اس فرمائش پر مولوی محمد عمر نے تھانوی سے کہا کہ میزبان کی دل شکنی ہوگی اس پر تھانوی نے کہا ہماری جو شکم شکنی ہوگی؟ وہ شخص گیا اور مصیبت کا

مارا دال روٹی لایا تھانوی نے کہا میں نے خوب پیٹ بھر کر روٹی کھائی۔

(حوالہ ا: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ا قسط ۲ ملفوظ ۵۱۵ صفحہ ۲۵۵)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۳۳۳ صفحہ ۱۲۵)

(۸) تھانوی کہتے ہیں کہ اپنا فائدہ اس میں ہے کہ سستا پیر بنوں تو بہت لوگ دعوت کیا کریں گے آج یہاں، کل وہاں روز دعوت ہوا کرے، تین سو ساٹھ دن دعوت ہی میں گزر جائیں

(حوالہ: حسن العزیز جلد ا حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۴۵۶ صفحہ ۸۳)

(۹) تھانوی راستے میں چلتے ہوئے امرود کھا رہے تھے راستے میں ایک دوست ملا آدھا کھایا ہوا امرود تھانوی نے اس کو دیا اس نے لے کر کھالیا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ا حصہ ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۵۷۹ صفحہ ۲۸)

(۱۰) دسترخوان کے ایک تاجر نے تھانوی کو دسترخوان کا ہدیہ دیا جو تھانوی نے لے لیا مگر ہدیہ دینے والے کو یہ کہا کہ اس سے بہتر تو یہ تھا کہ اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت ہدیہ میں دیتے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ا حصہ ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۶۳۳ صفحہ ۱۴۴)

(۱۱) بقول تھانوی، دیوبند جماعت کا پیشوا حافظ ضامن تھانوی قصایوں کی دعوت سے بہت خوش ہوتا کہ گوشت اچھا کھانے کو ملے گا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ا ملفوظ ۳۶ صفحہ ۱۸۴)

(۱۲) تھانوی کہتے ہیں کہ لوگ مجھ کو ہدیہ میں چیزیں دیتے ہیں اس کے بجائے اس کے دام بیچ کر دیں کیونکہ ہدیہ میں بھیجی ہوئی چیز کو میں فروخت کرتا ہوں تو اچھی قیمت نہیں اٹھتی

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ا ملفوظ ۹۸ صفحہ ۲۲۲)

(۱۳) ایک شخص نے تھانوی کو لکھا کہ میں آپ کے لیے جوتے کا ہدیہ بھیجنا چاہتا ہوں جواب میں تھانوی نے لکھا جوتا مت بھیجو، بادام بھیجو اس نے بادام بھیج

دیا تھانوی نے کھایا۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۱ ملفوظ ۹۳ صفحہ ۹۸)

(حوالہ۲: اشرف السوانح جلد ۲ صفحہ ۲۸۳)

(۱۴) تھانوی نے محلے میں اعلان کر رکھا تھا کہ کسی کے گھر ساگ پکا کرے تو میرے لیے بھیج دیا کرو۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۲۱۳ صفحہ ۶۳)

(حوالہ۲: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۲ ملفوظ ۵۶ صفحہ ۳۳۰)

(۱۵) تھانوی کہتے ہیں کہ کڑھائی کی دال بڑے مزے کی ہوتی ہے جب کسی کے یہاں شادی میں پکنے کی مجھے اطلاع ہوتی ہے تو میں خود منگوا لیتا ہوں۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۲۱۳ صفحہ ۶۴)

(حوالہ۲: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۲ ملفوظ ۵۶ صفحہ ۳۳۰)

(۱۶) قصبہ تھانہ بھون کی قصایوں کے مسجد کے امام مولوی عبدالرحیم گوشت نہیں کھاتے تھے ان کو کوئی قصائی گوشت بھیجتا تو واپس کر دیتے تھے، تھانوی نے مولوی عبدالرحیم سے کہا کہ اگر تمہیں کوئی گوشت دیا کرے تو لے لیا کرو واپس کیوں کر دیتے ہو مجھے بھیج دیا کرو میں کھا لیا کروں گا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۱ ملفوظ ۳۶ صفحہ ۱۸۵)

(۱۷) تھانوی کہتے ہیں کہ جب سامنے کھانا موجود ہو اور خواہش بھی ہو تو پھر ہاتھ روکنا بہت دشوار ہے یہ بڑا سخت مجاہدہ ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۴۱۰ صفحہ ۱۶۱)

(۱۸) تھانوی کہتے ہیں کہ بنسبت گائے کے بکری کا گوشت اچھا معلوم ہوتا ہے

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۲ ملفوظ ۲۲۱ صفحہ ۲۲۸)

(۱۹) بقول تھانوی۔ میں دروازہ پر کھڑے ہو کر یا راستے میں چلتے ہوئے کھانے سے پرہیز نہیں کرتا، اسلامی سلطنت میں میری شہادت مقبول نہ ہوگی،

عدالت میں جانے سے بچ جاؤں گا کوئی گناہ تو ہے نہیں''

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۲ قسط ۸ ملفوظ ۴۴۷ صفحہ ۲۳۳)

(۲۰) ایک شخص نے تھانوی کو گڑ کی دو بھیلیاں دی، تھانوی نے لے لی اور گھر پر بھیج دی لانے والے نے کہا ایک تمہارے لیے ہے ایک طلباء کے لیے تھانوی نے دونوں واپس کر دی کہا کہ اب نہ طالب علموں کے لیے لیجائیگی نہ اپنے لیے،

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۳۹۵ صفحہ ۳۲)

(۲۱) تھانوی کہتے ہیں باوجود اختلاف مسلک لوگوں سے میں نے بڑی بڑی رقمیں لے لیں ایسی وصولی کو میں جرمانہ سمجھتا ہوں، مجھے جرمانہ کرنا تھا کہ وہ جرمانہ ادا کریں پھر ان سے کیوں نہ لوں

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۵۱۶ صفحہ ۱۶۳)

(۲۲) مولوی فخر نظامی نے فرضی روزہ کی حالت میں بڑھیا کا دیا ہوا شربت پی لیا کہا کہ دل توڑنے سے روزہ توڑنا آسان تھا۔ مولوی فخر نظامی کے اس فعل کا دفاع کرتے ہوئے تھانوی نے بحوالہ حاجی امداد اللہ کہا کہ فرض روزہ توڑنا تو کسی کے دل شکنی کے خیال سے جائز نہیں مگر مغلوب الحال تھے اس وقت ان پر قلب کی حقیقت منکشف ہوگئی اور صوم کی حقیقت منکشف نہیں تھی۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۴۲۹ صفحہ ۵۴)

(۲۳) ایک شخص نے دسترخوان پر سوال جواب شروع کیے تھانوی نے کہا کہ یہ جلسہ اس کا نہیں ہے قوت فکریہ دوسری طرف متوجہ نہ کرنا چاہئے نیز کھانے کا جلسہ بے تکلف ہونا چاہئے، میزبان کو چاہئے کہ نئے آدمی کو مہمان کی اجازت لیکر ساتھ کھانے بٹھائے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۶۰)

(۲۴) دعوت کے متعلق تھانوی کا اصول کہ میزبان جس کو میرے ساتھ کھلانا چاہتا ہو تو پہلے مجھ سے اجازت لے۔ کیونکہ جس کے ساتھ دل کھلا ہوا نہیں ہوتا اس کے ساتھ کھانے میں بے لطفی ہوجاتی ہے لطف نہیں آتا ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۱۲۳)

(۲۵) سو کوئی ہدیہ بھیجے اور محصول خود نہ دے بلکہ تھانوی کو دینا پڑے تو تھانوی اس کو واپس لوٹا دیتے اور کہتے کہ میرا اصول ہے کہ جس ہدیہ میں میرا خرچ ہو میں نہیں لیتا وہ ہدیہ کیا جس میں محصول دینا پڑے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۳ قسط ۱۴ صفحہ ۱۲)

(۲۶) سوتے وقت آدھا سیر دودھ پینے کا تھانوی کا روز کا معمول تھا

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۴۰)

(۲۷) دعوت قبول کرتے وقت تھانوی جی عمدہ کھانے کی فرمائش کرتے تھے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۹۰)

(۲۸) سفر میں تھانوی سے جمعہ پڑھنے کے متعلق مشورہ۔ کہا کہ جمعہ پڑھنے چلیں گے کیونکہ آج صبح کھانا کھا کر دل خوش ہوا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۱۴۴)

(۲۹) تھانوی قافلہ سے پہلے بر ہل گنج کے لیے روانہ ہوجاتے ہیں تاکہ بر ہل گنج والوں پر کھانے کا تقاضہ ہو

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۱۰۸)

(۳۰) آزادی کے ساتھ کھانے کے لیے تھانوی نے کہا کہ ہمارے رفقاء کے سوا یہاں کوئی موجود نہ ہوں چنانچہ کھانا آنے کے بعد دروازہ بند کرلیا گیا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۴ حصہ ۱ قسط ۱۰ صفحہ ۱۹۷)

(۳۱) ایک دن مولوی قاسم نانوتوی چھتہ کی مسجد کے احاطے میں ہولے بھنے کھا رہے تھے دارالعلوم دیوبند کے مہتمم نانوتوی کے پاس گئے تو نانوتوی نے کہا

آیئے مولانا کھایئے مولوی رفیع الدین نے کہا کہ حضرت میرا تو روزہ ہے تھوڑی دیر کے بعد نانوتوی نے پھر کہا تو مولوی رفیع الدین فوراً بلا تامل کھانے بیٹھ گئے حالانکہ عصر کی نماز ہوچکی تھی اور افطار کا وقت بھی قریب تھا۔

(حوالہ ۱: حکایات الاولیاء حکایت ۳۷۳ صفحہ ۳۴۲)

(حوالہ ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۳۷۳ صفحہ ۳۲۶)

(۳۲) تھانوی کہتے ہیں کہ میں گھر میں جاکر ہوا میں خوشبو سونگھ کر بارہا بتلا دیا کرتا ہوں کہ آج کیا چیز پکی ہے

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۱ حصہ ۳ قسط ۱۸ صفحہ ۲۶)

(۳۳) تھانوی نے بحوالہ مولوی غلام غوث علی کہا کہ ایمان کی سلامتی تو یہ ہے کہ دونوں وقت روٹی مل جائے اور عاقبت بخیر یہ ہے کہ پاخانہ کھلکر ہوجائے۔

(حوالہ ۱: فیوض الخالق (قسط ہشتم) ملفوظ ۸۲ صفحہ ۴۲)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۲ قسط ۱ ملفوظ ۹۴۰ صفحہ ۵۲۶)

(۳۴) اپنے گھر میں کھانے کی چیزوں کے نام بیوی سے کہلوانے کے بعد کوئی چیز تھانوی نے پکانے کو کہا پھر کہتے ہیں میں نے فرمائش نہیں کی میں نے انتخاب کیا ہے

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۳ ملفوظ ۴۲۷ صفحہ ۳۰۳)

(۳۵) تھانوی کے استاد نے اپنے انتقال کے بعد خواب میں اپنے داماد جو کانپور میں مقیم تھے کہا کہ یہ مرغ جو گھر میں پھر رہا ہے اسے ذبح کر کے تھانوی کو کھلا دو، انھوں نے تھانوی سے کہا تھانوی نے مسکرا کر جواب دیا کہ میں اب ضرور کھاؤنگا یہ تو مولانا کی طرف سے دعوت ہے۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۳ قسط ۱۴ ملفوظ ۶۱۶ صفحہ ۳۹۹)

(حوالہ ۲: اشرف السوانح جلد ۱ صفحہ ۱۴۸)

(۳۶) ایک شخص نے تھانوی کو سنترہ کا ہدیہ دیا جو تھانوی نے کھانے کے بعد کہا کہ پیٹ میں پتھر اڑ گئے پھر سنترہ کا ہدیہ دینے والے کے متعلق کہا کہ پہلے مجھ سے پوچھ لیا ہوتا سنترے میرے کام نہ آئے دوسروں کو تقسیم کرنا پڑیگا اور احسان تو مجھ پر ہوا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۴ قسط۲۲ ملفوظ ۱۱۷ صفحہ۱۳۶)

(۳۷) تھانوی کہتے ہیں کہ جو لوگ پیٹھ کے پیچھے مجھے برا کہتے ہیں لیکن جب سامنے آتے ہیں تو سو سو روپیہ دے جاتے ہیں ایسوں کا ہدیہ بہت خوشی سے لے لیتا ہوں

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط۱۹ ملفوظ ۶۱۹ صفحہ ۱۰۸)

(۳۸) سیپ کی قیمتی تسبیح کا تھانوی کو تحفہ، چار دن بعد ایک دانہ ٹوٹ گیا، تسبیح واپس دے دی کہا اس کے عوض آپ سے اور چیز لے لوں گا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۳ قسط۱۸ ملفوظ ۲۷۶ صفحہ۱۴۹)

(۳۹) تھانوی کا کہنا کہ حاجی امداداللہ مہاجر مکی جب تھانہ بھون میں تشریف رکھتے تھے تو کچھ چنے کچھ کشمش ملی ہوئی رکھتے تھے صبح کے وقت مولانا شیخ محمد صاحب اور حافظ محمد ضامن صاحب اور حضرت حاجی جی صاحب ساتھ مل کر کھاتے تھے اور آپس میں خوب چھینا جھپٹی ہوا کرتی تھی بھاگے بھاگے پھرتے تھے اس وقت مشائخ اس مسجد کو دوکان معرفت کہتے تھے اور ان تینوں کو اقطاب ثلثہ۔

(حوالہ۱: حکایات الاولیا حکایت ۱۷۸ صفحہ ۲۰۸)

(حوالہ۲: ارواح ثلثہ حکایت ۱۷۸)

(۴۰) مٹھائی کا ہدیہ دینے والے کو تھانوی نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے مشورہ کرتے تو میں بتاتا کہ کیا چیز لانا چاہئے مٹھائی میرے کام کی نہیں۔ احسان مجھ پر اور کھائیں ایرے غیرے کیا لطف ہوا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۶ قسط۱۳ صفحہ۱۳)

(۴۱) تھانوی کھڑاؤں کا معمولی ہدیہ دینے والے کو ڈانٹتے ہیں کہ یہ تو بچہ کو پھسلانا ہوا کیا آپ نے مجھے بچہ سمجھ رکھا ہے آپ میرے ساتھ ہنسی سی کر رہے ہیں۔ اگر کوئی چیز بھیجنے کو جی چاہے تو پہلے دریافت کرلو۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد۲ صفحہ۲۸۲)

(۴۲) تھانوی کو جوتا کا ہدیہ، جوتا تنگ ہے لکھا پھر دوسرا جوڑا بھیجا وہ بھی تنگ تھانوی نے لکھا کہ بہتر تھا پہلے پیمانہ منگا لیتے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۱ قسط۱۲ صفحہ۳۵)

(۴۳) وہابی تبلیغی جماعت کے شیخ الاسلام اور دارالعلوم دیوبند کے صدر مدرس مولوی حسین احمد ٹانڈوی کو انتقال کے وقت سردہ کھانے کی خواہش ہوئی، دہلی، سہارنپور اور میرٹھ میں سردہ کی تلاش کی نہ ملنے پر کراچی اور لاہور سے منگوا کر کھلایا۔

(حوالہ: روزنامہ الجمعیت (دہلی) شیخ الاسلام نمبر شمارہ سنیچر مورخہ ۱۵ر فروری ۱۹۵۸ء مطابق ۲۵ر رجب ۱۳۷۷ھ صفحہ۱۱۴)

(۴۴) تھانوی کا کہنا کہ ہدیہ کا حق یہ ہے کہ جس کو ہدیہ دیا جارہا ہے اس کو کوئی بار نہ پڑے ایک صاحب نے مجھ کو ریل سے امرود بھیجے اس میں میرے آٹھ آنے خرچ ہوئے میں نے لکھ بھیجا کہ میرے آٹھ آنے خرچ بھی ہوئے بھیج دیجئے کیونکہ ہدیہ مونث نہیں ہوتی ہے انھوں نے بھیج دئے۔

(حوالہ: سفر نامہ لاہور و لکھنؤ ملفوظ ۳۱ صفحہ۳۰۸)

(۴۵) راندیر والوں کو تھانوی نے کہا کہ مجھ سے آپ کے یہاں کا کھانا نہیں کھایا جاتا آئندہ ایک باورچی لاؤں گا جس کا خرچ آپ لوگوں کو برداشت کرنا ہوگا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲ حصہ۳ قسط ۱۶ ملفوظ ۵۲۶ صفحہ۴)

(۴۶) تھانوی نے کہا کہ لوگ مجھ کو جو ہدیہ دیتے ہیں اسی پر میری گذر ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱ حصہ۱ ملفوظ ۷۷ صفحہ۸۱)

پیٹ کے پجاری بچارے وہابی

حضرات، دعوت و ہدیہ کے تعلق سے آپ نے عبارتیں پڑھ لیں یقیناً آپ کسی نتیجے پر ضرور پہنچے ہوں گے۔ مندرجہ بالا عبارتیں شکم پروری ، پیٹو، ہونے کی دلیل ہیں نہ تو سنتوں کے مطابق ہدیہ وتحفہ وصول کرنے کا عمل ہے اور نہ آداب دستر خوان کی خبر ہے، قرآن کے حلال کردہ کو حلال اور حرام کردہ کو حرام سمجھنے سے بھی قاصر اور مفلسی کا یہ عالم کہ زندگی کے شب و روز کا انحصار تحائف پر مبنی ہے۔

سرکار دو عالم ﷺ کی سنتوں کو بغور مطالعہ کیے ہوتے تو شاید ایسا کرنے سے باز رہتے۔ آداب زندگی سے ناواقف حضرات کا طرز عمل کھانے پینے کا طریقہ ہدیہ وتحائف وصول کرنے کا نرالہ ڈھنگ لمبی لمبی فرمائشیں قیمتی تحفوں کی نشاندہی کیا یہی سنت طریقہ ہے؟ اس کے باوجود بڑے طمطراق سے تعلیمات عام کرنے کی ترغیب دی جارہی ہے اکابرین دیوبند کی تعلیمات قولاً وفعلاً جو صادر ہوئے ہیں خواہشات نفس کی تکمیل کے علاوہ دوسرا کیا ہے؟ کیا ایسی ہی تبلیغ کا حکم قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ مرض الموت میں ککڑی لکھنؤ سے جارہی ہے، مرغن غذائیں اور مرغ کھانے کی تربیت دی جارہی ہے۔ طعام حرام سے نفرت کے باوجود عمدہ کھانا دیکھ کر ایسے حریص کی کھا کر بعد میں قے بھی کرلیتے ہیں۔

تھانوی کہتے ہیں کہ دعوت و ہدیہ میں حلال وحرام کی زیادہ تمیز نہیں کرتا ہوں جو بھی آتا ہے ہڑپ کرجاتا ہوں اچھی چیزوں کی فرمائش کی غرض سے قافلہ سے پہلے روانہ ہوجاتے ہیں انھیں سنتوں کو عمل میں لاتے ہیں جس میں زیادہ فائدہ ہوتا کہ کھانے پینے کی خواہش مکمل ہوسکے۔ کوئی قصائیوں کی دعوت سے صرف اس غرض سے خوش ہو رہا ہے کہ زیادہ گوشت کھانے کو ملتا ہے، ساگ کی سبزی کی مرغوبیت کا یہ عالم کہ پڑوس میں اعلان تھا جس کے یہاں ساگ کی سبزی پکے وہ حضرت جی کے لیے پہنچادے، باوجود اختلاف مسلک موٹی موٹی رقمیں وصول کرکے جرمانہ کے نام سے یاد کیا جارہا ہے، مولوی رفیع الدین تو افطار سے کچھ وقفہ پہلے کھانے کے چکر میں روزہ توڑ دیے ہیں، تھانوی صاحب خوشبو سونگھ کر باورچی خانے

کے حالات بتا دیتے تھے کہ کیا کیا پکوان تیار ہو رہا ہے۔ کھڑے کھڑے دروازوں پر کھانے پینے کو بھی ازروئے شرع اپنے کو آزاد بتا رہے ہیں یہ ہے دیوبندیوں کے گروگھنٹالوں کی زندگی کا عملی نمونہ

رب قدیر نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً۔ (کنزالایمان پ۱۴ر آیت ۹۷) جواچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو ضرور ہم اسے اچھی زندگی جلائیں گے۔ اس آیت مقدسہ میں اچھی زندگی سے متعلق سے مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک عبادات میں لذت آنا اچھی زندگی ہے بعض کے نزدیک قناعت، رضا بالقضا اچھی زندگی ہے، مومن غریب بھی ہو تو آرام سے ہے کافر مالدار بھی تکلیف میں ہے اس سے دو مسئلے معلوم ہوتے ہیں ایک یہ کہ نیکیوں کا اچھا نتیجہ کبھی دنیا میں ملتا ہے آخرت کا بدلہ اس کے علاوہ ہے دوسرے یہ کہ زندگی اللہ کی اعلیٰ نعمت ہے، نیک اعمال کے لیے ایمان کی قید ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان قرآن شریف کے حکم کے مطابق اپنی زندگی گذارنا چاہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ سرکار دو عالم ﷺ کی زندگی کو اپنا شعار بنالے کیونکہ آپ کی زندگی بنی نوع انسانی کے لیے بہترین نمونہ ہے۔

کھانے پینے کے تعلق سے دیکھیے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں سیدھے ہاتھ سے کھاؤ اور سیدھے ہاتھ سے پیو، سیدھے ہاتھ سے لو اور سیدھے ہاتھ سے دو کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اسی سے پیتا ہے اور لین دین بھی الٹے ہی ہاتھ سے کرتا ہے، سرکار دو عالم ﷺ بغیر چھنا ہوا آٹے کی موٹی موٹی روٹیاں پسند فرماتے تھے کیا میرے آقا نے کبھی کھانے کی فرمائش کی؟ غریب وامیر شاہ وگدا کے تحائف اور ہدیوں کو کس انداز میں قبول فرمایا سیرت کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو پتہ چلے گا کہ آقائے کریم ﷺ نے کس سادگی کے ساتھ زندگی گذاری ہے اور آپ کے پیروکاروں نے کس جذبہ واخلاص کے ساتھ آپ کی سنتوں پر عمل کیا ہے۔

کس قدر اخلاق سوز عبارتیں کتابوں میں درج کی گئی ہیں جسے پڑھنے کے بعد دماغ پھٹنے لگتا ہے تخریب وفساد کے لیے اپنے ماننے والوں کے اندر غضب کا جذبہ پیدا کیا ہے آج

وہابیہ دیوبندیہ اپنے اکابرین کی تعلیمات عام سے عام تر کرنے کے لیے وقت دھن، دولت، جسم و جاں کی بڑی سے بڑی قربانیاں پیش کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ فتنہ و شر جنگل کی آگ کی طرح پھیلانے میں حد درجہ منہمک ہیں۔ مسلمانوں کے سامنے جو تبلیغی طریقہ پیش کیا جارہا ہے جس میں سب سے پہلے توحید پرستی اور سنتوں پر عمل کرنے جیسے فارمولے شامل ہوتے ہیں، خفیہ طور پر دل آزار جملوں سے فتنہ پروری اور طبیعت کی شر پسندی کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے۔

افسوس صد افسوس دنیا بھر کے مسلمانوں میں اپنی نجی تعلیمات اور طرز عمل کو نافذ کرنے کے لیے دولت و ثروت کا سہارا لیکر کتنی باریکیوں اور خفیہ تدبیروں سے وہابیت اور دیوبندیت عام کیا جارہا ہے اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ان کی بے ڈھنگی اور غلیظ زبانیں کاٹ لی جائیں تاکہ بے زبان ہوکر شرارت سے باز آئیں ان کے ناپاک منہ میں لگام پہنانا چاہئے تاکہ گستاخیوں کیلیے کھل نہ سکیں جی کھول کر ان کی تذلیل اور تکفیر کی جائے تاکہ فتنہ کو ہوا نہ دے سکیں۔ جذبۂ ایمانی کے ساتھ ان کی کتابوں کو پڑھئے اور دیکھئے کتنی کاری ضربیں اسلام و سنت پر اور ذات انبیاء پر لگائی گئیں ہیں۔ ابلیسی ذہنیت کا وہ ننگا مظاہرہ کیا گیا ہے جس پر خدا کی لعنت، فرشتوں کی لعنت اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ سنتوں کے بیان کرنے میں خباثتوں کا سلسلہ ہی چل پڑا ہے ہر لمحہ، ہر لحظہ اور ہر نگارشات میں دجل وفریب کی ایمان سوز شقاوتوں کا عملی مظاہرہ ہے۔

اللہ تعالی ایسی تعلیمات اور ایسے دجالوں اور جھوٹوں کے شر سے اپنے رسول ﷺ کی امت کو محفوظ رکھے۔ آمین

اشرفعلی کا نیا کلمہ

(۱) ایک شخص نے تھانوی کو خط لکھا اور اس خط میں یہ لکھا کہ آپ سے بیعت ہونے کا مجھ کو خیال ہوا اس کی ایک وجہ ایک خواب بھی ہے جو حسب ذیل ہے۔

ایک دفعہ رام پور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے ان کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہوگیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مولوی صاحب حضور (تھانوی) سے بیعت ہیں اس لیے ان سے اور بھی محبت ہوگئی۔ اثنائے گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ الامداد اور حسن العزیز بھی ماہواری آتے ہیں، بندہ نے ان کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو ان مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھ کو دیکھنے کے واسطے دیئے۔ الحمدللہ جو لطف ان سے اٹھایا بیان سے باہر ہے، ایک روز کا ذکر ہے حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھ دیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہوگئی اس لیے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف **لا الہ الااللہ محمد رسول اللہ** پڑھتا ہوں، لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی) کا نام لیا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی، کلمہ شریف کے پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ ﷺ کے نام پر اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی نکلتا ہے دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور (تھانوی) کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہوگئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہوگئی زمین پر گر گیا اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور (تھانوی) کا ہی خیال تھا، لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی کا جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جائے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہوجائے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسری کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کے غلطی کے تدارک

میں رسول اللہ ﷺ پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں **اللھم صل علیٰ سیدنا نبینا و مولانا اشرف علی** ، حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں

اس خواب کے جواب میں تھانوی نے لکھا کہ اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے ۔(۲۴رشوال ۱۳۳۵ھ)

(حوالہ: رسالہ الامداد، ماہ صفر ۱۳۳۶ھ جلد۳ صفحہ۳۴)

(۲) تھانوی کا اعتراف کہ رسالہ الامداد والا خواب کا قصہ ثواب تک صواب سمجھتا ہوں میں معترضین پر نہ تو اعتراض کرتا ہوں اور نہ مزاحمت

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ ا قسط۱۲صفحہ۲۴)

(۳) رسالہ الامداد کے خواب کے قصہ کے متعلق تھانوی کے ہم خیال لوگوں نے تھانوی کو لکھا کہ آپ یہ چھپوا دو کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ ہم کو لوگ پریشان کرتے ہیں جواب میں تھانوی نے لکھا کہ تم شایع کردو مجھ کو کیوں مجبور کرتے ہو۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ ا قسط۱۲صفحہ۳۱)

(۴) رسالہ الامداد کے خواب والے قصہ کے ضمن میں تھانوی کہتے ہیں کہ بعض نے لکھا کہ خواب دیکھنے والے کو لکھ دو کہ تجدید نکاح کرو میں نے لکھا کہ ایسا تو میں نہیں کرسکتا خواب دیکھنے والا معذور تھا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ ا قسط۱۲صفحہ۳۱)

(۵) تھانوی کو بعض لوگوں نے یہاں تک لکھا کہ بیٹھے بیٹھے جو جی چاہے لکھ دیتے ہو ہم مصیبت میں پڑ جاتے ہیں پیچھا چھڑانا دشوار ہوجاتا ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ ا قسط۱۲صفحہ۲۹)

(۶) رسالہ الامداد کے خواب کے قصہ کے بعد تھانوی کا کہنا کہ معترضین نے وہ اعتراضات کیے کہ طبیعت بندھ گئی دل بجھ گیا شبہ ہوگیا کہ مجھ میں اہلیت نہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ ا قسط۱۲صفحہ۲۳)

شترِ بے مہار

اشرف علی تھانوی کے نئے کلمے سے رسول دشمنی کی ایک لرزہ خیز کہانی سامنے آتی ہے۔ جاہل مولوی نے گمراہ کرنے کے لیے جہالت کا دوسرا دروازہ کھولا تھا آنکھوں کے اندھے زر کے بندے پیٹ کے پجاری جناب تھانوی کو چاہئے تھا کہ خود ہلاکت سے بچتے اور ان کا کلمہ پڑھنے والے شخص کو بھی عذاب الٰہی سے بچاتے لیکن جب انھیں کے متبعین نے گذارش کی کہ آپ یہ چھپوادیں کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے تو تھانوی جی ٹال دیتے ہیں خواب میں اشرف علی کا کلمہ پڑھنے والے شخص کے بارے میں جب تھانوی سے بعض حضرات نے کہا آپ اس کو لکھ دیجئے کہ توبہ کرے تجدید نکاح کرے تو آنجناب اسے معذور قرار دے کر بری فرما رہے ہیں۔

مذہب اہلسنّت کے خلاف لاف زنی اور زہر اگلنے والے حضرات اشرف علی کے کلمے کو کیا رنگ دیتے ہیں اور اس کے خلاف آج تک کیا ایکشن لیے ہیں؟ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ جب جب مولوی اشرف علی تھانوی کی کتابیں پڑھی جاتیں یا ان کے متعلق بیانات ہوتے تو قوم کو اس کلمے کے ضمن میں آگاہ کیا جاتا، محلے محلے گھر گھر بھائی بھائی کے درمیان منافرت کی آگ جلانے والے کیا اشرفعلی تھانوی کے کلمے کی تپش سے محفوظ رہ سکتے ہیں؟ اپنے کلمے کے تعلق سے جو مولوی اشرف علی نے تاویلات پیش کی ہیں وہ اپنے علمی اور فنی نقاہت سے نہیں بلکہ فنی نقاہت کی وجہ سے جس کا اعتراف ان کے ہم عقیدہ علماء نے بھی کیا ہے۔ مذہبی اختلاف کے جذبے سے باہر نکل کر دیانت داری سے فیصلہ کرتے ہوئے علمائے دیوبند کو چاہئے تھا کہ اشرف علی تھانوی کی سخت گرفت کرتے اور ان کے طلسم فریب کو توڑ کر اچھی

طرح بے نقاب کر دیتے تاکہ اہل علم و بصیرت کو دوبارہ اس جانب توجہ کرنے کی ضرورت نہ محسوس ہوتی اور وہ خود ہی عوام و خواص کی نظروں سے گر جاتے، مرزا غلام احمد قادیانی اپنا کلمہ پڑھوا کر نبوت کا جھوٹا دعویدار بنا اور آج بھی اس کے متبعین اور مریدین اسے نبی تسلیم کر رہے ہیں اور مرزائی غلام احمد قادیانی کی نبوت کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں۔ بتانا صرف مقصود یہ ہے کہ اپنے نئے کلمے کی تلاوت پر انتہائی خوشی کیا معنی رکھتا ہے کیا ایک نئے مذہب کی داغ بیل ڈالنے کے مترادف نہیں ہے؟ کیا شریعت محمدیہ میں اس کی اجازت ہے کہ اپنا کلمہ پڑھوایا جائے۔ سچ تو یہ تھا کہ صحیح نشانِ قدم پر چل کر ایسی گندی حرکتوں سے اجتناب برتتے ہوئے توبہ نامہ شایع کرتے جس کلمے کی بنیاد پر عشق کا دعویٰ ہے اس کلمے کی کھلی توہین کی گئی جماعت اہلسنت کے افراد مزارات پر حاضری دیں آثار و تبرکات انبیاء سے استفادہ کریں۔ نشان قدم کا احترام کریں تو بدعتی ہیں اور اشرف علی تھانوی اپنا کلمہ پڑھوائیں تو حکیم الامت ہیں ایسے مجرم کی سزا کیا ہونی چاہیے؟ مجرمانہ ذہنیت کے حامل افراد خود فیصلہ کریں کہ ایسے لوگ حکیم الامت ہیں کہ لعین الامت؟ ہم تو صرف اتنا عرض کریں گے کہ تھانوی نے جس گناہ گار زبان اور قلم کی تلوار قوم مسلم کو ذبح کرنے کے لیے استعمال کیے تھے ان کے ہی خواہ اتنی مہربانی ضرور کریں کہ غریب مسلمان اور اسلام کو اس ناپاک مسئلے کی تعلیم کو خدمت دین سے تعبیر نہ کریں۔ اور ابھی سویرا ہے توبہ کر کے دین اسلام میں مکمل طور پر داخل ہو جائیں اور محبوب رب العالمین ﷺ کی بارگاہ میں اپنی خطاؤں کا اعتراف امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی زبان میں کریں کہ

میں مجرم ہوں آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

عیدین کا مصافحہ اور معانقہ

(۱) سوال عیدین میں معانقہ کرنا بغلگیر ہونا کیسا ہے؟

جواب: عیدین میں معانقہ کرنا بدعت ہے

(حوالہ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۴۸)

(حوالہ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد۲ صفحہ ۱۵۴)

(۲) سوال معانقہ کرنا بالخصوص عیدین کے روز کس درجہ کا گناہ ہے، مکروہ ہے، یا حرام؟

جواب:۔ معانقہ و مصافحہ بوجہ تخصیص کے کہ اس روز میں اس کو موجب سرور اور باعث مودت اور انام سے زیادہ مثل ضروری کے جانتے ہیں، بدعت ہے اور مکروہ تحریمی اور علی الاطلاق ہر روز مصافحہ کرنا سنت ہے ایسا ہی شرائط خود یوم العید کے ہے اور علی ہذا معانقہ جیسا شرائط خود دیگر ایام میں ہے ویسا ہی یوم کے ہے کوئی تخصیص اپنی رائے سے کرنا بدعت ضلالہ ہے

(حوالہ۱: فتویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۴۸)

(حوالہ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد۲ صفحہ ۸۳)

(۳) بقول گنگوہی، عید کے دن مصافحہ اور معانقہ کرنا بدعت اور مکروہ تحریمہ و حرام ہے۔

(حوالہ: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ ۱۸۱)

(۴) بقول مولوی اشرف علی تھانوی عید کا مصافحہ بدعت ہے اور معانقہ اور بھی قبیح ہے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۱ قسط۱۲ صفحہ ۱۳۳)

(۵) بقول تھانوی مصافحہ بعد عیدین یا بعد نماز پنجگانہ مکروہ و بدعت ہے۔

(حوالہ: امداد الفتاویٰ (دیوبند) جلد۱ صفحہ ۷۰۸)

(۶) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا عید کا مصافحہ میں ابتداً تو نہیں کرتا لیکن دوسرے کی درخواست پر کر بھی لیتا ہوں۔ مگر مولانا گنگوہی نہیں کرتے تھے کیونکہ بدعت ہے میں مغلوب ہو جاتا ہوں۔

(حوالہ: کلمۃ الحق (تھانہ بھون) قسط ۸ ملفوظ ۱۷۵ صفحہ ۸۴)

سُنّت کو بدعت "اکابرین دیوبند"

مندرجہ بالا عبارتوں میں ایک ایسے سنت سے انحراف ہے جس میں اخوت، محبت بھائی چارگی کی علامت و نشان ہے اور مومن کا طرہ امتیاز ہے سرور دو جہاں ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے نام نہاد مسلمان غیر مقلدین وہابیہ جہاں خدا و رسول کی شان میں توہین و تنقیص کرتے ہیں وہیں اسلامی نشانیوں کو مٹانے میں بھی ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہے ہیں۔

سلام کرنا اور اس کے بعد مصافحہ کرنا اسلامی معاشرے کی ایسی علامت ہے جو تہذیبی، مذہبی، ثقافتی پیغامات پر محمول ہے مصافحہ کرنے سے سنت رسول اکرم ﷺ پر عمل ہونے کے ساتھ ہی باہم الفت و محبت اظہار و انس ہوتا ہے اور دلوں سے کدورت اور کینہ ختم ہو جاتے ہیں قرآن مجید میں سلام کے تعلق سے اللہ نے ارشاد فرمایا فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُیُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِکُمْ تَحِیَّۃً مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ مُبٰرَکَۃً طَیِّبَۃً ط

پھر جب کسی کے گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو ملتے وقت اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک پاکیزہ۔ (کنزالایمان پ ۱۸ رالنور آیت ۶۱)

گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو اگر مکان خالی ہو تو یوں کہو **السلام علی النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ** ۔ ملاعلی قاری نے شرح شفاء میں فرمایا کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور کی روح جلوہ گر ہوتی ہے اس لیے وہاں حضور ﷺ کو سلام کیا جاتا ہے۔

حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سلام پھیلاؤ مگر عاقبت نااندیش، اختلاف و انتشار پھیلاتے ہیں کج فہمی و حدیث سے ناواقفیت کی بنیاد پر سلام و مصافحہ، معانقہ میں قوم کو الجھا رہے ہیں خود راہ ہدایت پر نہیں اور دوسروں کو اس راہ سے الگ کرنے میں لگے ہیں۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹۲۶ کی حدیث ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے ہاتھ کو اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر مجھے التحیات کی تعلیم دی۔

اب بتائیے مصافحہ کرنا سنت اور حدیث سے ثابت رہا عیدین میں مصافحہ و معانقہ کا

معاملہ تو بدعت میں کس نوعیت سے داخل ہیں اور ان سے توحید اسلام پر کیسی ضرب پڑتی ہے یہ عقل کے دشمنوں کو ثابت کرنا چاہئے اگر مصافحہ و معانقہ بقول تھانوی اور گنگوہی تھوڑی دیر کے لیے بدعت تسلیم کرلیا جائے تو آپس میں عداوت و نفرت کی ایسی خلیج پیدا ہو جائیگی جس کا عبور کرنا دشوار ہوگا اور امت مسلمہ شاید ایک ساتھ کبھی جمع نہ ہو سکیں۔ بلا شک و شبہ افتراق و انشقاق کے فن کے ایجاد کا سہرا اشرف علی تھانوی اور گنگوہی کے سر ہے اور یہ ان کا قابل توصیفی ہنر ہے یہی وہ ہنر اور فنی مہارت ہے جس نے انھیں اس گروہ کا مذہبی پیشوا بنا دیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ان سے ہمیشہ ہوشیار رہیں ان کی تبلیغ نہ اسلامی ہے اور نہ ان کی کتابیں قابل مطالعہ ہیں بس یوں سمجھو ۔

حلقہ بنا بنا کر ایمان لوٹنے کو
وہ دیکھو جا رہے ہیں ابلیس کے سپاہی

(نازاں فیضی گیاوی)

محرم کی سبیل ہندو کی پیاؤ وغیرہ

(۱) محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا مع اشعار بروائت صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی و نیز سبیل لگانا اور چندہ دینا اور شربت و دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب :۔ محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایت صحیحہ ہو یا سبیل لگانا، شربت پلانا اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نا درست ہے اور تشبہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔

(حوالہ ۱: فتاوی رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۳۹)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۳ صفحہ ۱۱۳)

(۲) ہندو جو پیاؤ پانی کی لگاتے ہیں سودی روپیہ صرف کر کے مسلمانوں کو اس کا پانی پینا درست ہے یا نہیں

جواب:۔ اس پیاؤ سے پانی پینا مضائقہ نہیں۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۵۷۶)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ اگر گیارھویں کی مٹھائی آئے تو لیکر کہیں دفن کر دے اور رد کرنے میں عوام کے اندر اشتعال کا اندیشہ ہے۔

(حوالہ ۱: کمالات اشرفیہ (۱۹۹۵ء) باب ۱ صفحہ ۱۵۲ ملفوظ ۶۲۸)

(حوالہ ۲: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۱ قسط ۱۲ صفحہ ۱۵۵)

(۴) ہندو تہوار ہولی یا دیوالی میں اپنے استاد یا حاکم یا نوکر کو کھیلیں یا پوری یا اور کچھ کھانا بطور تحفہ بھیجتے ہیں ان چیزوں کا لینا اور کھانا استاد حاکم و نوکر مسلمان کو درست ہے یا نہیں؟

جواب:۔ درست ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۲۳)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۲ صفحہ ۱۲۳)

یزید کے متعلق عمدہ خیال

(۱) مولوی رشید احمد گنگوہی سے سوال کہ یزید آپ کی رائے میں کافر ہے یا فاسق؟

جواب میں گنگوہی نے کہا کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا مناسب نہیں یزید مومن تھا قتل کے سبب فاسق ہوا۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۵۰)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) جلد ۱ صفحہ ۲)

(۲) ایک شخص نے تھانوی سے پوچھا کہ یزید پہ لعنت کرنا کیسا ہے جواب میں تھانوی نے کہا کہ اس کو جائز ہے جس کو یقین ہو کہ یزید سے بہتر ہو کر

مرونگا۔ عرض کیا کہ یہ مرنے سے پہلے معلوم ہوسکتا ہے اس پر تھانوی نے کہا تو بس مرنے کے بعد جائز ہوگا۔

(حوالہ ۱: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۱ قسط ۱۲ صفحہ ۱۳۷)

(حوالہ ۲: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴ قسط ۲۰ ملفوظ ۸۴۵ صفحہ ۴۵۶)

(۳) ایک شخص نے تھانوی سے پوچھا کہ یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟ جواب میں تھانوی نے کہا یہ سوال فضول ہے کیا خبر کہ کس کے ساتھ کیا معاملہ ہو۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴ قسط ۲۴ ملفوظ ۲۹۱ صفحہ ۳۴۴)

(۴) یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟ پوچھنے والے کو تھانوی کا کہنا کہ اس کو جائز ہے جس کو یقین ہو کہ میں یزید سے بدتر ہو کر نہ مرونگا ورنہ یزید کہے گا کہ کیا منہ لے کر مجھ پر لعنت کی تھی اور کہنا خاتمہ کس حال کا پتہ نہیں۔

(حوالہ ۱: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۴ قسط ۲۲ ملفوظ ۱۸۱ صفحہ ۲۱۶)

(حوالہ ۲: معارف یعقوبی صفحہ ۶۹)

(۵) بقول تھانوی، ایک صاحب نے مجھ سے سوال کیا کہ یزید پر لعنت کرنا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ اس شخص کو جائز ہے جس کو یہ خبر اور یقین ہو کہ یزید سے اچھی حالت میں مرونگا اگر کہیں اس خراب حالت میں قبر میں گئے تو وہ کہیگا کہ مجھ کو تو ایسا ایسا کہتے تھے اب تم دیکھو کس حالت میں ہو، کہنے لگے تو یہ کب معلوم ہوگا میں نے کہا مرنے کے بعد، کہنے لگے تو قبر میں لعنت کیا کریں میں نے کہا کہ ہاں وہاں کوئی کام تو ہوگا نہیں بیٹھے ہوئے لعنۃ اللہ علی الیزید پڑھا کرنا یہاں تو کام کی باتوں میں لگو۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۲ قسط ۱۰ ملفوظ ۹۴۸ صفحہ ۵۳۳)

بھی خواہانِ یزیدیت

کس نشاط طبع کیساتھ اپنی فرعونیت اور محبت اہلبیت سے بیزاری اور یزید کی حمایت کی

گئی ہے جس کو پڑھنے کے بعد اظہار کی ضرورت نہیں ہے۔ جماعتوں اور تحریکوں کی مخالفت اور مدافعت کے فیصلے کا انحراف و انحصار ان کے اغراض و مقاصد سے ہوا کرتے ہیں ورنہ مقصد ہی فوت ہو جاتے، رشید احمد گنگوہی ایک طرف دیوالی کی پوری کچوڑی اور تبرکات ہدیۂ کفار و مشرکین جائز اور درست بتا رہے ہیں اور دوسرے رخ پر اشرف علی تھانوی اور خود گنگوہی محرم کی سبیلیں اور نیاز و شربت کو بدعت قرار دے رہے ہیں اور ایسی مجالس میں جہاں ذکر امام حسین رضی اللہ عنہ ہو جانا بھی ناجائز و بدعت ہے یزید اور یزیدیوں کے حمایتیوں کو سوچنا چاہیے میدان کرب وبلا میں ثابت قدمی سے نانا جان کی شریعت کو داغدار ہونے سے بچانے والے نوجوانان جنت کے سرداروں کے تعلق سے کمینگی و خباثت کا اظہار کیا معنی رکھتا ہے۔ دیوالی اور اس جیسے تہواروں کے موقع پر ہندوؤں کے پکوان سے ذوق طبع کی تکمیل کرنے والے غور کریں کس کرب و مصائب کی وادیوں سے مظلومان کربلا کو گذرنا پڑا تھا سیدہ کے لال نے عظمت اسلام کے لیے ہر پیش کش کو ٹھکرا دیا اسلام کی پاسبانی کے لیے حالات کی پرواہ کیے بغیر وادیٔ نینوا میں اتر جاتے ہیں، پانی بند کیا گیا بھوکا رکھا گیا یزیدی روزانہ ایک نہ ایک مجاہد کو بے دردی سے ذبح کرتے رہے اور رنج و غم میں اضافہ کرتے رہے مگر پائے استقلال کو ذرا بھی لغزش نہ آئی یزیدیوں نے اپنی تشنگی اس درجہ تک پہنچا رکھی تھی کہ لاشوں پہ گھوڑے تک دوڑاتے ہیں۔

آج ان کے ذکر پر ان کے نام کی سبیلوں اور شربتوں پر بدعت کے فتوے اور جفا کاروں کو فاسق و فاجر کہنے سے بھی کف لسان دنیا کو آج بھی امام حسین رضی اللہ عنہ جیسا صابر و شاکر کی ضرورت ہے تاکہ ایمان و ایقان کی تلواریں باطل پرستوں کے سامنے کند نہ ہوسکیں اسلام کا حقانی پیغام جو کرب و بلا کے ریگزاروں میں چمنستان زہرہ کے شہزادے نے پیش کیا تھا دشمنان اسلام کی یلغاروں کو روکنے کیلیے خواب خرگوش میں مست افراد کے لیے ضروری ہے مجالس میں وعظ کے ذریعہ تبلیغ وتقریر کے ذریعہ صراط مستقیم کا پتہ بتایا جائے ایسی مجلسوں میں شرکت پر بدعت کا راگ الاپنے والے اپنے بواسیری ذہن وفکر کا علاج کرلیں۔

آسماں وز میں اور سورج چاند تارے سلام کہتے ہیں
ابن حیدر تمہیں گلستاں کے سب نظارے سلام کہتے ہیں
اہل حق نے تمہارا ساتھ دیا سر دیا ہاتھ پر نہ ہاتھ دیا
کربلا کی زمین پر بہہ کر خوں کے دھارے سلام کہتے ہیں

(قاری محمد لیاقت رضا نوری)

حضور ﷺ کے والدین کریمین کے ایمان کے بارے میں علمائے دیوبند کا عقیدہ

(۱) گنگوہی سے سرکار دو عالم ﷺ کے ماں باپ کے متعلق سوال پوچھا گیا جواب میں گنگوہی نے لکھا کہ ان کا انتقال حالت کفر میں ہوا ہے

(معاذ اللہ)

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (۱۹۸۷ء) صفحہ ۱۰۴)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (۱۳۶۳ھ) جلد ۳ صفحہ ۳۲)

(۲) تھانوی نے کہا کہ حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں گفتگو کرنے کو بہت خطرناک سمجھتا ہوں اور ظاہر ہے کہ کسی کے والدین کو یہ کہنا کہ یہ بدمعاش کافر تھے اس سے اولاد کو طبعی رنج ہوتا ہے اس قاعدے سے حضور ﷺ کو بھی رنج ہوتا ہوگا

(حوالہ: الکلام الحسن ملفوظ ۱۲ صفحہ ۱۰)

(۳) حضور ﷺ کے والدین کے ایمان کے متعلق سوال کو تھانوی نے فضول بات کہا ایک شخص نے تھانوی کو لکھا کہ حضور ﷺ کے والدین مومن تھے یا کافر اور جنت میں جائینگے یا دوزخ میں جواب میں تھانوی نے لکھا کہ اس کی تحقیق سے تمہیں کیا فائدہ پھر کہا بہت ایسے خط آتے ہیں جن میں فضول

باتیں دریافت کی جاتی ہیں میں سب کا یہی جواب دیتا ہوں

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۳ قسط ۱۴ صفحہ ۷۲)

علمائے دیوبند کی سیاہ بختیاں

رسول گرامی وقارﷺ ارشاد فرماتے ہیں لَمۡ اَزَلۡ اُنۡقَلُ مِنۡ اَصۡلَابِ الطَّاهِرِيۡنَ اِلٰی اَرۡحَامِ الطَّاهِرَاتِ (روح المعانی جلد ۲ صفحہ ۱۶۹) میں ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا رہا ہوں، حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ آپکے والد گرامی حضرت عبداللہ سے لے کر سیدنا آدم علیہ السلام تک آقاﷺ کے تمام آبا و اجداد طیب و طاہر ہیں ان کی پیشانیاں کبھی بھی بتوں کے سامنے نہ جھکیں، محققین علماء کے نزدیک رب تبارک و تعالیٰ نے سرکارﷺ کے جمیع اجداد و آباء کرام کو کفر و شرک کی جیسی نجاستوں اور فعل حرام سے ہمیشہ پاکیزہ رکھا، اللہ نے ارشاد فرمایا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ بیشک مشرک سب کے سب نجس ہیں تو نجس صلب اور مشرکہ کا رحم نور مصطفیٰ کا متحمل کیسے ہوسکتا تھا جن جن پیشانیوں اور صلبوں اور مادر رحم میں آپ کا نور مبارک متمکن رہا وہ سب کے سب تمام افعال قبیحہ سے مصفّٰی اور پاکیزہ رہے۔ یراك فی الموحدین من نبی الٰی حتٰی اخرجك فی هذه الامة یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو توحید پرستوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتا دیکھتا رہا یہاں تک کہ آپ کو اس امت میں پیدا فرمایا

حضورﷺ کی خاندانی وقار و عظمت پر بہت سے دلائل و شواہد موجود ہیں مگر جس کے نوک قلم و زبان بے لگام پر شیطان بیٹھ کر اس وقت تک نہ اترا ہو جب تک انبیاء و اولیاء اور شہدا کی حرمتوں کا خون نہ بہا لیا ہو ان مذموم خصلت لوگوں کی دیدہ دلیری خون برساتی آنکھوں سے پڑھئے اور خود فیصلہ کیجیے کہ کیا ایسے افراد اتباع کے قابل ہیں؟ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سرکار کے والدین کو مومن نہ ماننا یہ علماء متقدمین کا مسلک تھا لیکن علمائے متاخرین نے تحقیق کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ حضور کے

والدین بلکہ تمام آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مومن ہیں۔

ان حضرات کے ایمان کے ثبوت میں تین طریقے ہیں اول یہ کہ سرکار کے والدین اور آباء و اجداد سب کے سب ملت ابراہیمی پر تھے اس وجہ سے مومن ہوئے دوم یہ کہ یہ تمام حضرات اعلان نبوت سے پہلے ہی ایسے زمانے میں وفات پا گئے جو زمانۂ فطرت کہلاتا ہے اور حضورﷺ کی دعوت ایمان ان لوگوں تک پہنچی ہی نہیں لہٰذا ہرگز ان لوگوں کو کافر نہیں کہہ سکتے ہیں بلکہ سب کو مومن ہی کہا جائیگا سوم یہ کہ آقائے کریمﷺ نے ان حضرات کو زندہ فرما کر کلمہ طیبہ کی دولت سے فیضیاب فرما کر اپنی نبوت کی تصدیق کروائی اس کے علاوہ تاریخی شواہد واضح اور وافر ہیں ذہنی عیاشیوں کی تمام سڑکوں کو دلہن کی طرح سجانے والے حضرات اپنے انجام کا خیال کریں۔ اس ذات گرامی کے والدین کو معاذ اللہ جہنمی قرار دے رہیں جن سے شدید قسم کی محبت کیے بغیر ایمان باللہ کی دلیل ہی نہیں

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں — ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

رب تعالیٰ ایسے عیار ذہن والے لوگوں کو ہدایت نصیب فرمائے آمین۔

اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق نہ ہوں ایسی مثالیں اور کلمات

(۱) تھانوی نے کہا کہ مجھے طواف کے وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ تخت پر جلوہ افروز ہے اور اس نے اپنے گرد طواف کا حکم دیا ہے اور سب طواف کر رہے ہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۲ حصہ ۲ قسط ۵ ملفوظ ۳۶۴ صفحہ ۱۴۲)

(۲) بقول مولوی یعقوب نانوتوی اللہ کی طرف سے شرارت کا علاج جوتا ہے

(حوالہ: حسن العزیز جلد ۳ حصہ ۲ قسط ۱۳ صفحہ ۱۶۷)

(۳) تھانوی بحوالہ مولانا فضل الرحمٰن کہا کہ اللہ کا ہندی ترجمہ من موہن ہے

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲ حصہ۲ قسط ۱۵ ملفوظ ۳۰۱ صفحہ ۱۰۴)

(۴) مولوی قاسم نانوتوی نے ایام طفلی میں خواب دیکھا کہ گویا میں اللہ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں

(حوالہ: سوانح قاسمی جلد ا صفحہ ۱۳۲)

(۵) تھانوی کا کہنا کہ جواب کی اہمیت نہیں بلکہ یہ دیکھنا چاہئے کہ جواب ٹھیک بھی ہے یا نہیں شیطان کو سجدہ نہ کرنے پر پوچھا گیا تو اس نے کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ اللہ نے جواب کا جواب نہ دیا شیطان ایسا حاضر جواب تھا کہ حق تعالیٰ کو جواب نہ آیا۔ (نعوذ باللہ)

(حوالہ: حسن العزیز جلد۴ حصہ۲ قسط ۱۱ صفحہ ۸۷)

(۶) محرم میں نیاز کرنے والوں پر تھانوی کی بدگمانی کہ وہ خدا کو پینشن یافتہ حاکم سمجھتے ہیں جس کو اختیار نہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد ا حصہ۳ قسط ۱۸ ملفوظ ۴۵۳ صفحہ ۸۰)

(۷) اخلاق محمدی تم میں نہیں۔ ایسا کہنے والے کے جواب میں تھانوی نے کہا کہ اخلاق الٰہیہ تو ہیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ جلد ا قسط ۵ ملفوظ ۱۰۰۳ صفحہ ۴۹۶)

(۸) بقول تھانوی ایک شخص نے پوچھا کہ سود کیوں حرام ہے، میں نے کہا اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے اس کو حرام کیا ہے۔ کہا کہ حق تعالیٰ نے کیوں حرام کیا، میں نے کہا میں اس وقت مشورہ میں شریک نہ تھا جو وجہ پوچھ لیتا اور اگر شریک ہوتا تب بھی یہی کہتا جو آپ لوگ حکام دنیا کے مشوروں میں رات دن کہا کرتے ہیں کہ ہجور (حضور) کی رائے ہو یا شاید یہ بھی کہہ دیتا کہ مسلمانوں پر ایک وقت افلاس کا آنے والا ہے لہٰذا اس کو حرام نہ کیجیے

مگر مجھ سے کسی نے پوچھا ہی نہیں۔

(حوالہ: آداب افتاء واستفتاء صفحہ ۸۷)

تنقیص ذات الٰہیہ دیوبندی علماء

اپنے حق میں نبوت کی زمین زرخیز بنانے والے اللہ کا ترجمہ ہندی میں من موہن کررہے ہیں۔ یعقوب نانوتوی اللہ کی طرف سے شرارت کا علاج جوتا تجویز کررہے ہیں۔ رب عظیم سمیع وبصیر، ستار و جبار کی شان میں اپنے حسب ونسب کا پتہ بتا رہے ہیں کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ شیطان کا جواب دینے سے قاصر و مجبور اور ابلیس لعین نے رب کائنات کو لاجواب کردیا یہی تھانوی خدا کی شان میں پینشن یافتہ حاکم کا لفظ بھی استعمال کررہے ہیں۔ دینداری کے لبادہ میں رب قدیر کی ذات کو ہدف بنانا اس کی قہاری و جباری کو دعوت دینے کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے انسان ان خطرناک افعال کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ آج سادہ لوح مسلمان اپنی سادگی کے تحت ان جیسے حضرات کا تقوی وطہارت اور ان کی نمازوں کو دیکھ کر میٹھی میٹھی باتیں سن کر ان کے قریب ہوجاتے ہیں پھر وہ لوگ الحاد وزندقہ کی اونچی اڑانوں میں عقائد وایمان کو ایسا خراب کردیتے ہیں کہ نہ اسلام کے بنیادی دستور واصول کی پاسداری درعایت باقی رہتی ہے اور نہ ہی اسلام دشمنی کا دل سے کوئی کھٹکا وخوف باقی رہتا ہے۔

اللہ جل جلالہ کی شان میں کس قدر دلخراش عبارتیں پیش کی گئی ہیں یہ اسلام کی خدمت ہورہی ہے یا اسلام کے بیخ وبُن کو اکھاڑا جارہا ہے سچ بتائیے ایسی عبارتیں جس میں خالق ارض وسما کی انتہائی درجہ کی توہین کی گئی ہے پڑھ کر کلیجہ کا خون پانی نہ ہوجائیگا۔ اسلام کے بڑے سے بڑے دشمنوں نے وہ بات نہ کہی جو مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کے پیروکار کہہ گئے۔ اسلام اور توحید پرستی کا ڈھنڈورہ پیٹنے والے طُبلی حضرات نے توحید کے تعلق سے کیا عقیدہ اخذ کیا ہے اس کی ذات میں عیوب کے متلاشی جذبۂ انصاف سے غور کریں، خدا کی عظمت شان پر جو حملہ کیا ہے وہی سب کا فیصلہ کرے گا اس کی بارگاہ میں ایسے لوگ کس طرح حاضری دیں گے؟ کچھ تو سوچا ہوتا۔ ہائے رے غیرت ایمانی تو کہاں مرگئی وہ جوشہ

رگ سے زیادہ قریب ہے اسی کے متعلق تھانہ بھون کے مسخروں کا ابلیسی ذہنیت کارفرما الامان والحفیظ۔

اپنا مسلک کہنا

(۱) اشرف علی تھانوی کا شایع شدہ مسلک کی مختصر او رضروری شرع کے عنوان کے تحت لکھا ہے کہ آغاز ربیع الثانی سنہ رواں (۱۳۳۹ھ) میں ایک اعلان بعنوان مسائل حاضرہ کے متعلق اشرف علی کا مسلک شایع کیا گیا تھا۔

(حوالہ: اشرف السوانح جلد۳، صفحہ ۱۶۱)

(۲) تھانوی کہتے ہیں کہ میرا مسلک تو کھلا ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط۲ ملفوظ ۴۸۹ صفحہ ۲۴۳)

(۳) ایک مولوی کے سوال کے جواب میں تھانوی نے کہا کہ کسی کا کوئی طرز ہو میرا تو یہ مسلک ہے کہ شریعت کو مصالح پر مقدم رکھتا ہوں۔ میرے یہاں مصالح پیس دیئے جاتے ہیں کیونکہ مصالح کو جتنا پیسا جائے سالن زیادہ لذیز ہوتا ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط ۵ ملفوظ۱۱۷۴ صفحہ۵۴۱)

(۴) تھانوی کا کہنا کہ جو میرا مسلک اور طرز ہے اس کی اتباع کرو۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط۷ ملفوظ۳۹۴ صفحہ۲۱۰)

(۵) تھانوی کا کہنا کہ میں اپنے مسلک اور طرز اصلاح کو نہیں چھوڑ سکتا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط۱۱ ملفوظ۱۱۲ صفحہ۹۱)

(۶) تھانوی کہتے ہیں کہ اگر میرا طرز اور مسلک پسند نہیں، مت آؤ۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۳ قسط۱۶ ملفوظ۱۰۳ صفحہ۶۵)

(۷) تھانوی کہتے ہیں کہ میرا مسلک مولانا دیوبندی (محمود حسن) کے مسلک

سے مختلف ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط۴ ملفوظ۹۱۲ صفحہ۴۵۹)

(۸) بقول تھانوی، گنگوہی کے پیرزادے ہمارے خلاف مسلک رکھتے ہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۴ حصہ۲ قسط۱۱ صفحہ۵۹)

(۹) ایک شخص نے تھانوی سے کہا کہ فلاں شخص سے میری شفارس کر دیجئے جواب میں انکار کرتے ہوئے تھانوی نے کہا کہ یہ میرے معمول اور مسلک کے خلاف ہے۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط۱، ملفوظ ۷۷ صفحہ ۴۷)

(۱۰) تھانوی نے کہا کہ میرا مسلک فناء تجویزات اور ترک تعلقات ہے

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۱ قسط۴ ملفوظ ۷۶۰ صفحہ ۳۸۸)

(۱۱) پہلے آبہہ گاؤں میں جمعہ ہوتا تھا، گنگوہی نے کہا کہ آبہہ ہمارا ہے اور پھر بھی ہمارے مسلک کے خلاف جمعہ ہوتا ہے چنانچہ پھر وہاں جمعہ بند ہوگیا۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۱ قسط۱۲ صفحہ۹۸)

(۱۲) تھانوی کہتے ہیں کہ جو میرے مسلک کے مخالف ہیں وہ مولوی شفیع کا رسالہ دیکھیں

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۲ قسط۱۹ ملفوظ ۶۷۰ صفحہ۳۷۲)

(۱۳) مسئلہ کا حل بتانے پر ایک شخص نے تھانوی کو دو روپیہ دیا تھانوی نے یہ کہہ کر لے لیے کہ یہ تو میرے مسلک سے واقف ہیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۴ قسط۱۹ ملفوظ ۶۶۵ صفحہ ۳۶۶)

(۱۴) تھانوی کا کہنا کہ رنگون میں حاجی محمد یوسف صاحب نے میرے مسلک کے متعلق کہا کہ اس کی تمام تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بھی راحت سے رہو اور وہاں بھی واقعی میرے تمام مسلک اور تعلیم کا خلاصہ بیان کردیا

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۴ قسط۱۹ ملفوظ ۷۳۸ صفحہ ۴۰۸)

(۱۵) تھانوی کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک یہ ہے کہ انڈا کھاؤ، مرغی کھاؤ، مرغن کھانے کھاؤ اور کام کرو

(حوالہ: حسن العزیز جلد۳ حصہ۳ قسط۱۴ صفحہ۹۱)

(۱۶) تھانوی کہتے ہیں کہ میرے حیدر آبادی ماموں کے مسلک میں اور میرے مسلک میں اختلاف تھا لیکن باوجود اختلاف مسلک کے انھوں نے اپنے ایک مرید کو لکھا کہ اشرف علی کا مسلک ہم سے جدا ہے، اس لیے اس سے مت ملنا لیکن گستاخی بھی نہ کرنا۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد۴ قسط۱۹ ملفوظ ۷۵۰ صفحہ ۴۱۶)

لقب اعلیٰحضرت کا استعمال

(۱) امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے لقب اعلیٰ حضرت کے متعلق مولوی اشرفعلی تھانوی نے کہا کہ یہ اعلیٰ تو انا ربکم الاعلیٰ میں کا ہے جب ان کے لیے لفظ اعلیٰحضرت کا بولا جاتا ہے تو حضور ﷺ کے لیے کونسا لفظ بولا جائیگا یہ ہے بے ادبی رسول نیز تھانوی نے امام احمد رضا کے متعلق کہا کہ ان کی صورت عالموں کی سی نہیں ہے، مجموعی حیثیت سے بھانڈ معلوم ہوتا ہے (معاذ اللہ)

(حوالہ: حسن العزیز جلد۴ حصہ۱ قسط۱۰ صفحہ۱۸۹)

(۲) مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی اشرف علی تھانوی کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو علمائے دیوبند اعلیٰحضرت کہتے اور لکھتے تھے دیوبندی مکتبۂ فکر کی متعدد کتابوں میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کو لقب اعلیٰحضرت کے ساتھ ملقب کیا گیا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے

(حوالہ۱: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۰ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۲: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۱ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۳: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۲ پر ۶ مرتبہ)

(حوالہ۴: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۳ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۵: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۴ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۵ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۷: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۶ پر ۶ مرتبہ)

(حوالہ۸: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۷ پر ۸ مرتبہ)

(حوالہ۹: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۸ پر ۹ مرتبہ)

(حوالہ۱۰: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۴۹ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۱۱: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۰ پر ۸ مرتبہ)

(حوالہ۱۲: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۱ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۱۳: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۲ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۱۴: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۳ پر ۶ مرتبہ)

(حوالہ۱۵: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۴ پر ۶ مرتبہ)

(حوالہ۱۶: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۵ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۱۷: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۱۸: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۷ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۱۹: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۵۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۲۰: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۴ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۲۱: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۵ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۲۲: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۲۳: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۷ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۲۴: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۸ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۲۵: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۷۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۲۶: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۸۰ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۲۷: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۸۱ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۲۸: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۸۵ پر ۸ مرتبہ)

(حوالہ۲۹: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۱۲۸ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۳۰: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۱۳۰ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۳۱: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۱۳۲ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۳۲: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۰۰ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۳۳: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۰۶ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۳۴: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۱۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۳۵: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۲۲ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۳۶: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۳۷ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۳۷: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۳۸ پر ۸ مرتبہ)

(حوالہ۳۸: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۳۹ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۳۹: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۴۱ پر ۵ مرتبہ)

(حوالہ۴۰: تذکرۃ الرشید جلد۱ صفحہ۲۴۴ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۱: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۷ پر ۷ مرتبہ)

(حوالہ۴۲: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۵ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۳: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۴: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۷ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۴۵: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۸ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۴۶: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۰۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۷: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۱۵ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۸: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۴۳ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۴۹: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۶۷ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۵۰: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۴ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۵۱: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۵ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۵۲: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۶ پر ۳ مرتبہ

(حوالہ۵۳: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۷ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۵۴: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۸ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۵۵: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۸۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۵۶: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۲۴۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۵۷: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۲۸۲ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۵۸: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۳۱۱ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۵۹: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۳۲۰ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۶۰: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۳۲۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۱: تذکرۃ الرشید جلد۲ صفحہ۱۲۰ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۲: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) بار دوم صفحہ۴۷ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۶۳: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۷۵ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۶۴: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۷۷ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۵: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۱۰۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۶: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۱۱۹ پر ۴ مرتبہ)

(حوالہ۶۷: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۱۲۴ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۸: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۲۷۹ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۶۹: تذکرۃ الخلیل (سہارنپور) ۱۴۱۱ھ صفحہ۳۳۹ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۷۰: آداب افتاء و استفتاء صفحہ۹۸ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۱: آداب افتاء و استفتاء صفحہ۱۱۴ پر ۳ مرتبہ)

(حوالہ۷۲: آداب افتاء واستفتاء صفحہ ۱۱۷ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۳: آداب افتاء واستفتاء صفحہ ۱۲۶ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۴: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۸۴ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۵: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۸۵ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۶: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۸۸ پر ۱ مرتبہ)

(حوالہ۷۷: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ پر ۲ مرتبہ)

(حوالہ۷۸: سوانح قاسمی جلد ۱ صفحہ ۲۹۵ پر ۲ مرتبہ)

کل میزان - ۲۱۹ مرتبہ

صیّاد جال میں پھنس گیا

مندرجہ بالا دونوں عبارتیں خوب خوب پڑھیے مسلک کے متعلق جو بیانات اشرف علی تھانوی نے دیئے ہیں اور مسلک کی اشاعت کے لیے جو زور بیانی اور لفاظی صرف کیے ہیں وہی تعلیمات، غیر مقلدین ہیں اب رہا لقب اعلیٰحضرت کا استعمال جس ضمن میں مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی بچکانا فہم و دانش کا استعمال کیا ہے وہ انھیں کی عبارتوں سے واضح ہورہی ہے۔ نہ جانے کتنے لوگوں پر لفظ اعلیٰحضرت کا استعمال ہوتا چلا آرہا ہے مگر مولوی اشرف علی تھانوی نے صرف ذات امام احمد رضا محدث بریلوی ہی کو اپنے تیر کا نشانہ بنایا لکھتے ہیں کہ: یہ اعلیٰ تو، انا ربکم الاعلیٰ میں کا ہے جب ان کے لیے لفظ اعلیٰحضرت کا بولا جاتا ہے تو حضور ﷺ کے لیے کونسا لفظ بولا جائیگا۔ یہ ہے بے ادبی رسول نیز تھانوی نے امام احمد رضا کے متعلق کہا کہ ان کی صورت عالموں کی سی نہیں ہے، مجموعی حیثیت سے بھانڈ معلوم ہوتا ہے (معاذ اللہ) رنڈی نواز مولوی اشرف علی تھانوی اپنی بات دوسرے پر ڈالنے کا عمدہ مہارت رکھتے ہیں۔ تھانہ بھون کے اس بھڑوے نے کتنی بار طوائفوں کی آغوش میں کھیلا ہوگا یہ جماعت وہابیہ کے لوگ بخوبی جانتے ہونگے اس جماعت کے تمام بھڑوں کا پوسٹ مارٹم

رپورٹ آپ کے سامنے موجود ہے آپ میری تحریر کو کچھ بھی نام دے لیں مگر ایمان و یقین کے ساتھ فیصلہ کیجیے کہ ظالم نے امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کو مجسم بھانڈ بتا کر کیا عقلمندی کا ثبوت دیا ہے؟

پیکرِ عشق وفا کی معطر و کیف بار زندگی کے ساتھ کتنا بھونڈا مذاق کیا ہے۔ خود ان درندوں نے اپنے پیشواؤں کے متعلق ۲۱۹ مرتبہ لفظ اعلیٰحضرت کا استعمال کیا ہے جو حوالے کے ساتھ اوپر گذر چکا ہے ان ظالموں نے اپنے ہی خون سے ہولی کھیلی ہے۔

علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: (تھوڑی سی ترمیم معذرت کے ساتھ)

''اعلیٰحضرت جیسے الفاظ صاحبان القاب کی عزت و رفعت اور مقام علیہ کے اظہار کے لیے ہے جس سے فی زمانہ اصحاب فضل و کمال سے متعلق ہوتا ہے اشرفعلی تھانوی کی مشام جاں کس قدر مقناطیسی تھی کہ لفظ اعلیٰحضرت میں انا ربکم الاعلیٰ کی بو محسوس کر لیتی ہے۔ یقیناً ان کے قول میں فرعونی دماغ کارفرما رہا ورنہ اتنا سخت حملہ ہرگز نہ کرتے دوسری آنکھوں کا تنکا دیکھنے والوں کو اپنی آنکھ کی شہتیر نظر نہیں آتی؟''

سرکارِ اعلیٰحضرت اپنے دور میں بلا شبہ معارف و کمالِ فضائل و اخلاق میں اپنے ہمعصر کے درمیان فوقیت و برتری رکھتے تھے جس کی بنیاد پر لفظ اعلیٰحضرت امام احمد رضا کی ذات پر اس طرح منطبق ہوگیا کہ آج عوام و خواص ہی نہیں بلکہ ساری دنیا کے لوگوں کی زبان پر چڑھ گیا اور ہر حلقے میں اعلیٰحضرت کہے بغیر شخصیت کی تعبیر مکمل نہیں ہوتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر دور میں یزیدی فتنے اٹھے ہیں نمرودیوں اور فرعونیوں نے کفر و نفاق کا نقارہ بجایا ہے اور ہر دور میں ان کی سرکوبی کے لیے حق پرست علماء و فضلاء کمربستہ ہوکر میدان عمل میں اترے ہیں۔ امت میں بے اعتمادی کے ہر اس سکے کو کھوٹا ثابت کیا ہے جو امت کا شیرازہ بکھیرنے کے لیے رائج کیے گئے تاکہ دین کا سرمایہ محفوظ رہ سکے۔

وہابیت نے انگریزوں کے سایۂ کرم میں جنم لیا تھا یہ فتنہ اس وقت قدآور تناور درخت بن چکا تھا جب سرکار اعلیٰحضرت مسند ارشاد پر جلوہ گر ہوئے تھے پورے ملک میں وہابیت کا فتنہ پھیل چکا تھا امام احمد رضا پیکر عشق و وفا بن کر پوری وہابیت سے برسرپیکار ہوجاتے ہیں

ان کی کتابوں کی رد میں بیشمار کتابیں اور رسائل تصنیف فرماتے ہیں صحیح العقیدہ مسلمان اس وقت وہابی مذہب کے خلاف بھرپور اپنی بیزاری کا مظاہرہ کرتے ہیں امام احمد رضا خان نے اٹھائے جانے والے فتنہ کا سر کچل کر رکھ دیا اور فتنوں کے موجد اور علمبردار کو فنا کے گھاٹ اتار دیئے ان کی راکھ اس طرح اڑ گئی کہ کوئی محکمۂ آثار یہ بھی نہ معلوم کرسکا کہ کس شمسان گھاٹ میں مدفون ہیں امام احمد رضا دنیائے سنیت کے پرسوز چارہ گر ایک غمگسار اور فرض شناس رہنما اور محافظ دین و ملت کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ جہاں نہ مصلحت ہے نہ سودے بازی، جاہ وحشم کی تمنا نہ ڈالر وریال کی حرص ہاں اگر ہے تو عشق مصطفٰے ہے پوری زندگی اپنے محبوب ﷺ کی مدح سرائی سے شاد کام رہے ایک بے قرار عاشق دلفگار کی طرح عمل تطہیر کی مہم میں صبح و شام مستغرق رہے۔

مادی وسائل و اسباب کی پروا کیے بغیر امت کی کشتی کو موج حوادث سے بچا کر ساحل مراد تک پہنچاتے رہے ان کے پاس عشق و یقین کی قوت تھی، قادر مطلق کی غیبی تائید و نصرت تھی اور رسول کائنات ﷺ کی روحانی چارہ گری پر بھرپور اعتماد تھا۔

خداداد ذہانت و فطانت علم فقاہت میں مہارت تامہ فکر و نظر کی گہرائی علم و ادراک پر دسترس کے جلوے امام احمد رضا فاضل بریلوی کی تصنیفات کے ہر ہر ورق پر مانند ستارے جگمگا رہے ہیں اعلٰحضرت جیسا سرشار عاشق رسول جو محبوب جان جاناں کی خوشنودی و رضا کے لیے فرقہائے باطلہ سے ہمیشہ نبرد آزما رہے وہابیوں، دیوبندیوں کی مکاریاں نت نئے فتنوں سے مزین ہو کر سامنے آتی رہتی ہیں لہٰذا مسلمانوں کو ان سے اجتناب اور دوری اختیار کرنی چاہئے تا کہ ان کے فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے میں ان ظالموں کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

نبی کے ایمان سے انکار

(۱) مولوی عبدالشکور کاکوروی نے اپنی کتاب مختصر سیرت نبویہ میں لکھا ہے کہ

وَوَجَدَکَ ضَالًّا فَهَدٰی یعنی اور پایا اس پروردگار نے آپ کو راہ سے بے خبر پس ہدایت کی اس نے آپ کو

اسی آیت سے استدلال کر کے لکھا ہے کہ

☆ لیکن باوجود ان محاسن عقلیہ کے محاسن شرعیہ سے آپ بالکل بے خبر تھے، محاسن شرعیہ کی اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے

☆ اخلاقی محاسن کے تین جزء ہیں، تہذیب اخلاق، تدبیر منزل، سیاست مُدن ان تینوں سے آپ قطعاً و اصلاً بے خبر تھے جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتاب الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیوں کر آگاہی ہوسکتی تھی۔

☆ کبھی کچھ ایسے کلمات آپ کی زبان سے صادر نہیں ہوئے جس سے یہ معلوم ہوتا کہ آپ اپنے لیے اس مرتبۂ عظمٰی کی امید رکھتے ہیں جو چالیس برس کے بعد آپ کو عنایت ہوا۔

(حوالہ: مختصر سیرت نبویہ، النجم، لکھنو ۵ جلد ۱۰ صفحہ ۲۲ (۷ / ربیع الاول ۱۳۳۲ھ)

(۲) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ "حضور ﷺ کے لیے یہ فرمانا کہ ایمان کی بھی خبر نہ تھی اس سے بڑا اندیشہ اس غلط فہمی کا ہوسکتا ہے کہ ایمان کوئی مہتم بالشان چیز نہیں جب نبی بھی اس سے ایک زمانہ میں بے خبر رہ چکے ہیں۔

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱ قسط ۲ ملفوظ ۳۶۱ صفحہ ۱۸۰)

(۳) مولوی اشرف علی تھانوی نے کہا کہ اگر بالفرض آدم علیہ السلام سے بھی لغزش نہ ہوتی تب بھی چونکہ مادہ تو اس لغزش کا ان میں تھا ہی جس سے بلزوم عادی ان کی اولاد میں سے جنت میں کوئی نہ کوئی گڑبڑ کرتا اور اس کو نکالا جاتا، اس وقت وہ کسی کا بیٹا کسی کا پوتا کسی کا بھتیجہ کسی کا بھانجہ، کسی کا بھائی تو روزانہ جنت میں کہرام مچا رہتا اس وجہ سے باپ ہی آگئے"

(حوالہ: الافاضات الیومیہ (دیوبند) جلد ۱ قسط ۲ ملفوظ ۳۹۱ صفحہ ۱۹۵)

میلاد و قیام پہ اعتراض

میلاد کے متعلق مولوی رشید احمد گنگوہی نے لکھا ہے کہ

(۱) مولود مروّج خود بدعت ہے اور اس میں قیام کو سنت موکدہ جاننا بھی بدعت ضلالہ ہے اور فخر عالم علیہ السلام کو مجلس میں حاضر جاننا بھی غیر ثابت ہے اگر باعلام اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو شرک نہیں ورنہ شرک ہے۔

(حوالہ ۱: فتاوی رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۶۶)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۱ صفحہ ۸۴)

(۲) مولود شریف اور عرس کہ جس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جیسے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے آپ کے نزدیک جائز ہے نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں۔

جواب:۔ عقد مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و نزاعی اس میں بھی موجود ہے لہٰذا اس زمانہ میں درست نہیں

(حوالہ ۱: فتاوی رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۱۵)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۱ صفحہ ۸۵)

(۳) مسئلہ:۔ انعقاد مجلس میلاد بدون قیام بروایات صحیح درست ہے یا نہیں۔

جواب:۔ انعقاد مجلس مولود ہر حال میں ناجائز ہے۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۳۰)

(حوالہ ۲: فتاوی رشیدیہ (قدیم) جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

(۴) محفل میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف و گزاف اور روایات موضوعہ اور کاذبہ نہ ہوں شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب:۔ ناجائز ہے بسبب اور وجوہ کے۔

(حوالہ ۱: فتاوی رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۳۱) / (حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

(۵) گنگوہی لکھتے ہیں یہ محفل چونکہ فخر عالم علیہ السلام اور زمانہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور زمانہ تابعین اور تبع تابعین اور زمانہ ائمہ مجتہدین علیہ الرحمۃ میں نہیں ہوتی، اس کا ایجاد بعد چھ سو سال کے ایک بادشاہ نے کیا اس کو اکثر اہل تاریخ فاسق لکھتے ہیں۔ لہٰذا یہ مجلس بدعت ضلالہ ہے۔ زیادہ دلیل کی حاجت نہیں عدم جواز کے لیے یہ دلیل بس ہے کہ کسی نے قرون خیر میں اس کو نہیں کیا۔

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۱۴)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

(۶) سوال:۔ جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی عرس اور مولود درست نہیں

(حوالہ ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۳۴)

(حوالہ ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد ۳ صفحہ ۹۴)

(۷) سوال: مروّجہ مجلس میلاد بدعت ہے یا نہیں؟

جواب: مجلس مروّجہ بدعت ہے اور بسبب غلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے۔

(حوالہ: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۱۵)

(۸) مجلس میلاد میں صلوۃ و سلام کے لیے کھڑے ہونے کے تعلق سے مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے لکھا کہ یہ وجہ ہے کہ روح پاک علیہ السلام کی عالم ارواح سے عالم شہادت میں تشریف لائے اس کی تعظیم کو قیام ہے تو یہ بھی محض حماقت ہے کیونکہ اس وجہ سے قیام کرنا وقت وقوع ولادت شریفہ کے ہونا چاہیئے اب ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے، پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے کہ سانگ کنھیا کی ولادت کا ہر سال کرتے

ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال بناتے ہیں (معاذ اللہ) سانگ آپ کی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت قبیحہ قابل لوم و حرام و فسق ہے۔

(حوالہ: البراہین قاطعہ (دیوبند) صفحہ ۱۵۲)

(۹) مجلس مولود مروجہ بدعت ہے بوجہ غلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے۔

(حوالہ۱: فتاویٰ رشیدیہ (جدید) صفحہ ۱۶۷)

(حوالہ۲: فتاویٰ رشیدیہ (قدیم) جلد۱ صفحہ ۹۹)

(۱۰) مولوی اشرف علی تھانوی نے مولود شریف کا بیان کے باب کے تحت لکھا ہے کہ

بعض تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اس واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہوجاتے ہیں اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے۔

(حوالہ۱: حکایات اولیاء حکایت ۲۷۶ صفحہ ۲۸۷)

(حوالہ۲: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۲۷۶ صفحہ ۲۶۸)

(حوالہ۳: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۵۸۸ صفحہ ۴۲)

(حوالہ۴: حسن العزیز جلد۱ حصہ۲ قسط ۱۷ ملفوظ ۲۸۱ صفحہ ۲۶۵)

(حوالہ۵: سوانح قاسمی جلد۱ صفحہ ۴۷۶)

(۱۱) مولوی اشرف علی تھانوی دوران قیام کانپور دنیوی فائدہ کے لیے تقیہ کے میلاد شریف میں شریک بھی ہوتے تھے اور صلوۃ و سلام میں کھڑے بھی ہوتے تھے اس بات کا اقرار کرتے ہوئے تھانوی نے اپنے ایک خط میں گنگوہی کو لکھا جو حسب ذیل ہے۔

میں نے دیکھا کہ وہاں بدون شرکت ان مجالس کے کسی طرح قیام ممکن نہیں، ذرا انکار کرنے سے وہابی کہدیا، درپۓ تذلیل و توہین زبانی و جسمانی کے ہوگئے اور حیلہ و بہانہ ہر وقت ممکن نہیں یہ تو ممکن ہے اور کرتا بھی ہوں کہ فی صدی نوے موقع پر عذر کردیا اور دس جگہ شرکت کرلی اس خط میں آگے تھانوی نے لکھا کہ بہرحال وہاں بدون شرکت قیام کرنا قریب بمحال دیکھا اور منظور تھا وہاں رہنا کیونکہ دنیوی منفعت بھی ہے کہ مدرسہ سے تنخواہ ملتی ہے۔

(حوالہ۱: تذکرۃ الرشید (سہارنپور) جلد۱ صفحہ ۱۱۸)

(حوالہ۲: آداب افتاء و استفتاء صفحہ ۱۰۰)

(۱۲) مولوی اشرف علی تھانوی کے قول کے مطابق حاجی امداد اللہ میلاد و قیام کرتے تھے اس لیے شرعاً گنجائش ہے۔

(حوالہ۱: تذکرۃ الرشید (سہارنپور) جلد۱ صفحہ ۱۱۸)

(حوالہ۲: آداب افتاء و استفتاء صفحہ ۱۰۱)

(۱۳) بقول تھانوی حاجی امداد اللہ مولود شریف میں جانے کے باوجود بدعتی نہیں تھے وہ محقق تھے۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۵۹۳ صفحہ ۴۹)

(۱۴) حاجی امداد اللہ کو مکہ میں میلاد کا بلاوا آیا اس وقت گنگوہی حاجی امداد اللہ کے پاس موجود تھے حاجی صاحب نے گنگوہی کو اپنے ساتھ میلاد میں چلنے کو کہا تو گنگوہی نے صاف انکار کردیا اور کہا کہ میں ہندوستان میں میلاد کو منع کرتا ہوں اس لیے یہاں پر شریک نہیں ہوسکتا۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۵۹۳ صفحہ ۴۹)

(حوالہ۲: حسن العزیز جلد۳ حصہ۱ قسط ۱۲ صفحہ ۳۳)

(حوالہ۳: حسن العزیز جلد۱ حصہ۲ قسط ۱۷ صفحہ ۲۶۶ ملفوظ ۲۸۱)

(حوالہ۴: حکایات اولیاء حکایت ۳۶۶ صفحہ ۳۲۱)

(حوالہ۵: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۳۲۶ صفحہ ۳۰۳)

(۱۵) ایک مرتبہ ایک شخص نے میرٹھ (یوپی) میں مولوی قاسم نانوتوی سے پوچھا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب تو مولود شریف کرتے ہیں آپ کیوں نہیں کرتے جواب میں نانوتوی نے کہا کہ بھائی حضور سرکار کائنات سے انھیں زیادہ محبت معلوم ہوتی ہے اس لیے کرتے ہیں مجھے بھی اللہ تعالیٰ محبت نصیب کرے۔

(حوالہ۱: حسن العزیز جلد۱ حصہ۴ قسط ۱۹ ملفوظ ۵۸۲ صفحہ ۳۱)

(حوالہ۲: سوانح قاسمی جلد۱ صفحہ ۴۷۱)

(۱۶) بقول تھانوی، ایک مرتبہ میں مولود میں چلا گیا اور یہ سمجھا کہ وہاں قیام نہ ہوگا مگر وہاں بھی قیام ہوا، اور میں برابر وہاں بھی بیٹھا رہا مگر کسی نے گزند نہ پہنچائی آخر جب نرمی آئی تو قیام کرنے لگا لیکن کبھی کرتا تھا اور کبھی نہیں۔

(حوالہ: حسن العزیز جلد۲ قسط ۱۶ حصہ ۳ ملفوظ ۵۴۰ صفحہ ۱۱)

(۱۷) شاہ اسحٰق نے دہلی میں ایک امیر کے یہاں اور بمبئی میں اپنے شاگرد عبدالرحمٰن کے یہاں میلاد شریف میں شریک ہوئے۔

(حوالہ۱: حکایات اولیاء حکایت ۹۶ صفحہ ۱۳۱)

(حوالہ۲: ارواحِ ثلٰثہ حکایت ۹۶ صفحہ ۱۱۲)

بوالہوس سُن مال و زر کی دوستی اچھی نہیں

ان کے در کی بھیک اچھی سروری اچھی نہیں

(علامہ اختر رضا خاں ازہری بریلوی)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے بارے میں ارشاد فرمایا: لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ:۔ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے لیے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان کنزالایمان پ ۱۱، التوبہ آیت ۱۲۸ آیۃ کریمہ سے معلوم ہوا کہ بعض سخی بُلا کر دیتے ہیں بعض آکر جیسے کنواں اور بادل حضور آکر دینے والے داتا ہیں جیسا کہ جاء سے معلوم ہوا، حضور سارے انسانوں کے نبی ہیں ہر مومن کے دل و جان میں جلوہ گر ہیں، حضور نہایت شاندار نبی ہیں حضور کو اپنی امت سے وہ تعلق ہے جو روح کو جسم سے ہوتا ہے کہ اس کے ہر عضو کی تکلیف سے خبردار ہوتی ہے جیسا کہ **انفسکم** سے معلوم ہوا، اور حضور اللہ تعالیٰ کی صفات کے مظہر اتم ہیں حضور نفیس ترین جماعت میں تشریف لائے کہ عربی قریشی مطلبی ہاشمی ہیں ﷺ سرکار کے تمام آبا و اجداد مومن ہیں ان کی امت تمام امتوں سے افضل۔ آپ کے ماں باپ تمام نبیوں کے ماں باپ سے افضل، ان کا مدینہ تمام نبیوں کے شہروں سے افضل ولادت مکہ میں رہائش مدینہ میں مگر تشریف آوری ہر مسلمان کے سینہ میں جیسے سورج رہتا ہے چوتھے آسمان پر مگر ساری دنیا کو اپنی کرنوں سے بھر دیتا ہے۔ یاد رہے کہ حضور کی وصال سے آپ کی ولادت یعنی ظہور ختم ہوا تشریف آوری ختم نہ ہوئی۔ آقا ﷺ اپنی امت کے دکھ درد سے باخبر ہیں اور دستگیری فرما رہے ہیں۔ قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کا میلاد منایا ہے لہٰذا حضور ﷺ کا میلاد منانا سنتِ الٰہیہ ہے۔ گذشتہ انبیاء نے بھی سرکار کی میلاد خوانی کی ہے اور رب کریم نے آپ کی تشریف آوری کا ذکر فرمایا:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ

ترجمہ:۔ بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں سے ایک رسول بھیجا

(کنزالایمان سورہ آل عمران آیت ۱۶۴)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ لا

ترجمہ:۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔

(کنزالایمان التوبہ آیت ۳۳)

اور بھی بہت سی ایسی آیتیں قرآن میں موجود ہیں جس کے ذریعے سے معلوم ہوتا ہے
کہ سرکار ﷺ کی میلاد منانا جائز و مستحسن کے ساتھ رب کی پاکیزہ سنت بھی ہے میلاد و قیام
کے متعلق علمائے دیوبند نے جو جارحانہ رویہ اختیار کیا ہے وہ آقا وغلام نبی اور امتی سے بہت
دوری کا علاقہ رکھتا ہے سعید اور نیک بخت اور سلیم الطبع حضرات سے یہ تو ممکن ہی نہیں کہ وہ
دانائے سبل فخر رسل مالک انس و جاں رحمت عالمیاں ﷺ کی شان اقدس میں کوئی تنقیص و
تنقید گوارہ کرے۔ ملا رشید احمد گنگوہی نے میلاد و قیام کو بدعت ضلالہ بتایا ہے اور لکھتے ہیں کہ
قرون خیر میں کسی نے اس کو نہیں کیا اس لیے یہ بدعت و حرام ہے۔

مولوی عبدالشکور کاکوری نے سیدھا حملہ علم نبوی ﷺ پر کیا ہے لکھتا ہے کہ محاسن عقلیہ
کے محاسن شرعیہ سے آپ بالکل بے خبر تھے، محاسن شرعیہ کی اصل اصول یعنی ایمان باللہ کی
حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے (معاذ اللہ) نبی کو ایمان سے خالی بتا کر اس ظالم نے کس قدر
جرم کیا ہے۔ اپنی سور جیسی تھوتھنی کو دیکھ کر ذات انبیاء پر حملہ کرنا چاہئے اور وہ بھی جو جان
ایمان روح ایمان جس کی محبت و تعظیم کے بغیر ایمان کا تصور ہی ممکن نہیں انگریزی تسلط سے قبل
مسلمان زیارت قبور ایصال ثواب میلاد و قیام کا اہتمام بڑے ہی فخر و انبساط کے ساتھ کیا
کرتے تھے مگر وہابیوں کے کمانڈر ان چیف مولوی اسمٰعیل دہلوی نے جب انگریزوں کی شہ پر
انتشار و منافرت کی بیج سیاہ بختوں کی خوشنودی کے لیے ڈالنی شروع کی تو اسے یہ زمین زرخیز
معلوم ہوئی اور مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھیر کے رکھدیا مگر امام احمد رضا فاضل بریلوی نے
ان ساری زمینوں کو بنجر بنا دیا جو قوموں کو گمراہ کرنے کے لیے استوار کی گئی تھی۔ اور سرکار ابد
قرار ﷺ سے والہانہ محبت کا ایسا پرچم لہرایا کہ آج بھی اسی پرچم تلے محفل میلاد و قیام کا اہتمام
بڑے ہی تزک و احتشام سے ہوتا ہے اور انشاء اللہ صبح قیامت تک ہوتا رہیگا اور ایسا کیوں نہ
ہوتا رسول گرامی وقار ﷺ کی ذات والاصفات ہی مسلمانوں کے لیے مرکز اتحاد ہے۔

قرآن تو ایمان بتاتا ہے انھیں ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

وہابیوں نے اقتدار کی منڈی میں ضمیر فروشی کی بنیاد پر جو خدمات خبیثہ حاصل کی تھی
صرف اور صرف عشق رسول کی شمع بجھانے کے لیے آپ ان لوگوں کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو

پتہ چلے گا کہ اللہ و رسول، صحابۂ کرام اولیائے عظام کے خلاف گستاخانہ لب و لہجہ کے تیر و نشتر
کس قدر چلائے گئے ہیں۔

اہل بدعت کا لقب اہلسنت کو دیا گیا مسلک حقہ پر شرک و بدعت کا لیبل لگایا گیا۔
دجل و فریب کی یہ ساری داستانیں جو وہابیوں سے انجام پذیر ہوئی ہیں۔ پڑھنے کے بعد بھی
آج وہابیہ انھیں اپنا امام تسلیم کر رہی ہے مگر

ٹوٹتی کلیوں کے ماتم میں ہوا روتی رہی
پھول کے چہرے پہ لکھی ہے کہانی رات کی
ترے جلوؤں سے اندھیروں میں اجالے پھیلے
تری آمد سے گلستاں میں بہار آئی ہے

شمع رسالت نے جس وقت اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاکدان گیتی کو منور کیا تو
آپ کی میلاد خوانی میں تین دن تک کعبہ معظمہ خوشیوں سے ہلتا رہا۔ آپ کے جلال و کمال کی
ہیبت سے کسریٰ کا شاہی محل زمین بوس ہوگیا۔ فارس کے آتشکدہ کی آگ جو ہزار برس سے
جل رہی تھی وہ بجھ گئی۔

قحط زدہ زمین پر دریائے رحمت کی گھٹائیں اس قدر چھا گئیں کہ پہاڑ و جنگل پورا خطہ بارش
سے سیراب ہوکر لالہ زار بن گئے چمن لہلہا اٹھے ہر طرف ہریالی چھا گئی اور مردہ زمینوں میں جان
آگئی۔ انصاف سے بتاؤ آپ کی ولادت شریفہ سے بڑھ کر کون سا جشن۔ اور کون سی مجلس کا انعقاد
ہوسکتا ہے۔ جس کی یاد میں محفل میلاد و قیام کا اہتمام کرکے اپنے رب کی سب سے بڑی نعمت کا
چرچہ کیا جائے۔ ابولہب لعین ازلی نے اپنی باندی ثُوَیْبَہ کو آزاد کرکے نبی کریم ﷺ کی میلاد خوانی
کی تھی جس کی وجہ سے ہر پیر کی شب میں عذاب الٰہی میں تخفیف ہوجاتی ہے۔ جن انگلیوں سے اشارہ
کرکے ثُوَیْبَہ کو آزاد کیا تھا ان انگلیوں کو چوسنے سے اسے گوناں راحت و قرار نصیب ہوجاتا ہے۔

ابولہب جیسے کافر کو جس کی قرآن میں مذمت کی گئی ہے سرور دو جہاں ﷺ کی ولادت
پر خوشی منانے کی بنیاد پر اس کا بدلہ جہنم میں عطا کیا گیا تو بھلا سنی صحیح العقیدہ مسلمان کے میلاد
و قیام کے اہتمام پر آپ کی محبت میں امکان بھر خرچ کرنے پر اس کو کتنا اجر ملیگا؟ رب کریم

اتنا اجر دے گا اتنا اجر دے گا کہ اپنے فضل عمیم سے جنت میں داخل فرما دیگا۔ حضور ﷺ کی
ولادت شریفہ کے موقع پر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہو کر ملائکہ نے صلوۃ
وسلام عرض کیا۔ ملعون شیطان رنج وغم میں بھاگا بھاگا پھرا۔ شیطان کے چیلے ملائکہ سے کیوں
نہیں پوچھتے کہ حالت قیام میں سلام کا نذرانہ کیوں پیش کیا۔ آج بھی نجدی وہابی اپنے دیوتا
شیطان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ذکر میلاد و قیام سے روکتے ہیں۔ سینوں میں جلن پیدا
ہوجاتی ہے اور محفلوں سے راہ فرار اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور جب پھنس جاتے
ہیں تو قیام کی صورت میں مجبوراً نبی کی میلاد کرلیتے ہیں جیسا کہ اشرف علی تھانوی نے بیان دیا
کہ مصلحتاً دنیا داری کی غرض سے میلاد و قیام کی مجلسوں میں شریک ہوجاتا ہوں کہ لوگ وہابی
کہنا نہ شروع کردیں۔

تعظیم بھی کرتا ہے نجدی مَرے دل سے

سرکار دو عالم کا جب ذکر میں کرتا ہوں — ہوتی ہے جلن پیدا نجدی ترے سینے میں

وہابیوں دیوبندیوں کے کارخانہ میں کون سی بدعت کی مشین لگی ہے جہاں سے ہر جائز
کام پر بدعت کا فتویٰ صادر ہوتا رہتا ہے، بدعت کا معنی ہے نئے کام کا ایجاد کرنا، بدعت ہر
وہ افعال ہیں جو بغیر گذری مثال کے کیا جاوے اور شرع میں بدعت اس اعتقاد یا عمل کو کہتے
ہیں جو کہ عہد رسالت کے بعد ایجاد ہوا ہو لیکن بدعت کی دو قسم ہے، بدعت حسنہ، بدعت سیۂ،
بدعت حسنہ ہر اس نئے کام کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ کسی سنت میں تضاد نہ پیدا ہو یا اس کے
خلاف نہ ہو جیسے محفل میلاد و قیام، خوبصورت عالیشان مسجدوں کی تعمیر، مساجد میں منارے اور
ستون کی تعمیر، جلسہء سیرۃ النبی، جلوس عید میلاد النبی تراویح کی باقاعدہ جماعت کا اہتمام،
نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یہ تو بہت ہی اچھی بدعت ہے

اور بدعت سیۂ اس بدعت کو کہتے ہیں جس کا ٹکراؤ دین سے ہو یا سنت کے خلاف ہو
یا سنت کو مٹانے کے لیے ہو جیسے جمعہ وعیدین میں اردو میں خطبہ پڑھنا، اندرون مسجد اذان
دینا وغیرہ جس کہ ضمن میں سرکار ﷺ نے ارشاد فرماتے ہیں مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا
مَالَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ جو شخص ہمارے اس دین میں کوئی ایسی بات نکالے جو دین میں سے

نہیں ہے تو وہ مردود ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جو کہ دین کے خلاف ہو یا دین کو بدلنے
والی ہو۔ دیوبندی وہابی عقائد سے اپنا رشتہ جوڑنے والے حضرات بتائیں کہ میلاد و قیام صلوۃ
وسلام یا بعد نماز مصافحہ یا عیدین کے معانقہ میں کونسی بدعت سیۂ پائی جاتی ہے **کل بدعۃ
ضلالۃ** (ہر بدعت گمراہی ہے) کی کلیت ہر بدعت پر محمول کرنے والے آیات قرآنیہ اور
احادیث نبویہ کے مفاہیم و مطالب پر غور تو کیے ہوتے اگر ہر بدعت ضلالہ ہے تو موجودہ
قرآن مجید بھی پڑھنا بدعت ہے اور (معاذ اللہ) مذہب اسلام کے خلاف ہے۔ کیونکہ عہد
رسالت مآب ﷺ میں جو قرآن تھا نہ تو وہ ایک جلد میں تھا نہ اس میں تیس پارے تھے نہ
رکوع اور نہ اس کے حروف پر اعراب لگے ہوئے تھے یہ سب بدعتی کام سرکار ﷺ کے بعد
وقوع پذیر ہوئے ہیں اسی طرح بہت سے امور عہد رسالت کے بعد انجام دئے گئے ہیں
بدعت سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ وہ مسجدیں بنائی جائیں جو سرکار کے زمانے میں تھیں
وہی قرآن لایا جائے جیسا سرکار کے زمانے میں تھا مگر ایسا کبھی نہیں ہوسکتا مسلمان محفل میلاد
منائیں ولادت رسول پر خوشیاں منائیں تو بدعت ہے اور مذہب اسلام کے خلاف ہے حیرت
ہے اس بغضِ نبی پر لعنت ہے اس گندی ذہنیت پر

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

سراج القادری بہرائچی
خطیب وامام مسافر خانہ مسجد، پاکموڈیا اسٹریٹ ۳۳،
بوہری محلہ، ممبئی ۳
Mobil : 9820 838 925

مآخذ

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن	امام احمد رضا قادری بریلوی
تفسیر خزائن العرفان	صدرالافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی
مضامینِ میلاد	غلام مصطفےٰ نقشبندی مسعودی
دیوبند سے بریلی	علامہ کوکب نورانی اوکاڑوی
شریعت	(مولوی پالن حقانی کی کتاب شریعت یا جہالت کا ردّ) علامہ ارشد القادری
مسوّدات	علامہ عبدالستار ہمدانی مصروفؔ، پوربندر
ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)	ستمبر ۱۹۸۶ء
ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)	نومبر ۱۹۹۹ء
ماہنامہ اعلیٰ حضرت (بریلی)	فروری ۲۰۰۰ء
ماہنامہ کنزالایمان (دہلی)	فروری ۲۰۰۱ء
حیاتُ النبی	پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

OOOOOOOO

ہدیۂ تشکر

جس طرح قوم و مذہب کی پہچان، زبان، تہذیب، تمدن سے ہوتی ہے ٹھیک اسی طرح مومن کی پہچان اس کے تقویٰ و طہارت وصدق گوئی اور عقیدہ و ایمان کی پختگی سے ہوتی ہے عشقِ رسالت کی چنگاری و شمعِ نبوت کی ضیاء بار کرنوں سے۔ جن کے دل منوّر ہوتے ہیں وہی عاشقِ رسول مومن صادق کہلاتے ہیں ورنہ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ، صدقات و خیرات تسبیح و مصلّٰی سے مزّین دُور دراز، قریہ قریہ شہر شہر سیاحی کرنے سے کچھ بھی حاصل نہیں صرف مرغّن غذائیں قورمہ، کوفتہ سے شکم پروری ہوتی ہے۔ صاف و شفاف دراز پیرہن اور جبینِ سیاہ اور لمبی مسواک طویل سجدے۔ شیریں کلامی، اذہان وایقان، قلب و جگر وہابیت، نجدیت، نیچریت کا ملمع سازی تو کر سکتے ہیں۔ مگر سرورِ دو جہاں ﷺ سے دیوانگی، وارفتگی اور سچی عقیدت کا راستہ ہموار نہیں کر سکتے۔ شاہ و گدا، امیر و غریب بادشاہ و رعایا، مفلس و نادار، بیکس و مجبور جس کے دربارِ گہر بار میں کاسۂ گدائی لیے کہہ رہے ہوں

اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنہیں دماغِ سکندری

اس ذات کے تعلق سے یہ کہنا کہ معاذاللہ مجبورِ محض ہیں۔ یا مر کر مٹی میں مل گئے ہیں یا انہیں کچھ بھی اختیارات حاصل نہیں کیا یہ مومن کی علامت ہے؟

مجرم عدالت میں ہم نے حتی المقدور ان سفاکوں کے کالے کرتوتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوتے ہی خطوں کے ذریعہ اور فون پر مبارک بادی کے پیغام آنا شروع ہو گئے آپ کے ذوقِ طلب کی وجہ سے بہت ہی قلیل عرصہ میں کتابیں ختم ہو گئیں۔ لہٰذا ہم دوسرا اڈیشن اپنے کرم فرما عبدالمنان خاں قادری کے تعاون اور مشورہ سے شائع کر رہے ہیں امید ہے کہ اپنے نیک مشوروں سے نوازیں گے۔ فقط

محتاجِ دعا
سراج القادری بہرائچی

میں گستاخ رسول تھا

میں اپنی زندگی کے اس سہانے وقت کو کبھی نہیں بھول سکتا جب مولانا سراج القادری بہرائچی کی ''مجرم عدالت میں'' نامی کتاب کے مطالعہ نے میرے باطل عقیدہ کے شیش محل کو ریزہ ریزہ کردیا اور میرا دل نور عرفان سے منور ہوگیا۔ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک بک اسٹال پر جب میری نظر اس کتاب پر پڑی جس کے ٹائٹل پر شاتمان رسول زنجیر پہنے ہوئے گنبد رضا سے بندھے ہوئے تھے۔ کتاب خرید کر مطالعہ کی میز پر لایا اور ورق گردانی شروع کی جوں جوں آگے بڑھتا رہا وہابیوں، دیوبندیوں کے کالے کرتوت اور سیاہ چہرے سے پردہ اٹھتا رہا اور آتش غضب بھڑکتا رہا، بعدہ میری آنکھوں سے اشک رواں ہو گئے کہ میں کتنا بدنصیب تھا جو ابھی تک اندھیروں میں بھٹکتا رہا۔ انبیا و اولیا کی شان میں گستاخیاں کرتا رہا۔ بہرحال مجرم عدالت میں، کتاب کے اندر دیئے ہوئے حوالہ جات کو وہابی دھرم کی رسوائے زمانہ کتابوں میں دیکھنے کے بعد سنی صحیح العقیدہ، مسلک اعلیٰ حضرت کا سپاہی اور دعوت اسلامی کا مبلغ بننے کا شرف حاصل ہوگیا۔

پروردگار عالم اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقہ وطفیل میں تازندگی اسی راہ حق پر ثابت قدم رکھے اور ''مجرم عدالت میں'' کتاب کو مقبول خاص و عام بنائے۔ اور مولانا سراج القادری بہرائچی کو مزید دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت کی توفیق بخشے۔ آمین!

محمد اشفاق رضوی عطاری بن محمد حفیظ عرف بابو
کریہ چوک، ناسک روڈ، مہاراشٹر
Mob: 09326165489

فاضل مصنف کی دیگر تصنیفات

- ★ اسلامی ہیرے یعنی سنی کوئیز
- ★ انوار قرآنی
- ★ پیام رحمت
- ★ برق وحدت
- ★ لعاب دہن مصطفیٰ ﷺ
- ★ دشت کربلا
- ★ منافقین
- ★ قبر سے جنت تک
- ★ تاریخی کہانیاں
- ★ فاتحہ حضرت امام جعفر صادق
- ★ ماں کا آنچل
- ★ گستاخ قلم
- ★ مجرم عدالت میں
- ★ برق رضویت
- ★ تحفۂ رمضان
- ★ آداب زندگی یعنی تحفۂ نکاح
- ★ اندھے نجدی دیکھ لے
- ★ اصلی سیدہ بی بی کی کہانی
- ★ اصحاب کہف
- ★ اعتراف حقیقت
- ★ مقام اعلیٰ حضرت
- ★ اصلی دس بیبیوں کی کہانی

GHAZI KITAB GHAR

Gangwal Bazar, Distt. Bahraech (U.P.)